ارمغانِ نعت

تاریخ

تنقید

انتخاب

مرتبین
ساجد صدیقی - والی آسی

ارمغانِ نعت

تاریخ

تنقید

انتخاب

ساجد صدیقی • والی آسی

یکے از مطبوعات مکتبۂ دینِ ادب۔ لکھنؤ

ناشر : مکتبہ دین و ادب لکھنؤ

بہ اہتمام : حفیظ نعمانی

طابع : تنویر پریس لکھنؤ

چھاپا : بار ششم فروری سنہ ۱۹۵۲ء

مکتبہ دین و ادب امین الدولہ پارک لکھنؤ

شاعرِ دربارِ رسالت

حضرت حسّان بن ثابتؓ کے نام ۔ ا

ترتیب



بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ

حسنت جمیع خصالہٖ صلوا علیہ وآلہٖ

(سعدیؒ)

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حرفِ آغاز

وہ ستمبر ۱۹۶۰ء کی ایک مبارک شام تھی، جب ارمغانِ نعت مرتب کرنے کا خیال پیدا ہوا، دوسرے ہی دن سے کام کا آغاز ہوا، نومبر میں جب اس کام کا جائزہ لیا گیا تو معلوم ہوا کہ باوجود ہمہ قسم کی دشواریوں کے یہ کام ایک کتاب کی شکل اختیار کر سکتا ہے، پھر دسمبر ۱۹۶۱ء میں یہ کتاب شائع ہو کر اربابِ نظر کے سامنے آگئی۔

مشوروں کا باب وا ہوا، بزرگوں نے دعائیں دیں، اخبارات و رسائل نے تبصرے کیے اور ریڈیو نے باقاعدہ ایک ریویو نشر کیا، غرضیکہ ہر طرف سے پسندیدگی کا اظہار کیا گیا، ہاں کسی کسی گوشے سے یہ آوازیں بھی آئیں کہ اس کام کی کیا ضرورت تھی؟ یہ آوازیں بھی مفید ثابت ہوئیں اور اللہ کا شکر ہے کہ پانچ ماہ کے مختصر و قلیل عرصے میں پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا، اور طلب کا سلسلہ جاری رہا، دوسرا ایڈیشن شائع ہوا، پھر تیسرا ایڈیشن اور چوتھا ایڈیشن بعد ترمیم و اضافہ کے جون ۱۹۶۴ء میں شائع ہوا، سات سال کے عرصہ میں جب بار بار مخلصین کی طرف سے فرمائشیں اور اصرار ہوا تو اب مزید اضافہ کے ساتھ یہ پانچواں ایڈیشن شائع کیا جا رہا ہے۔ اس ایڈیشن میں مشاہیر شعرار کا اضافہ کرنے کے ساتھ ساتھ ڈسٹ کور کا بھی اضافہ کیا گیا۔ جسے یقین ہے کہ پسندیدگی کی نظروں سے دیکھا جائے گا۔

کام کی نوعیت اور اہمیت اربابِ فضل و کمال سے پوشیدہ نہیں، اور یہ بات بھی سبھی جانتے ہیں کہ اصنافِ سخن میں نعت ہی ایک ایسی صنف ہے جس کا دنیا کی ہر زبان کے ادب میں کافی سرمایہ موجود ہے، ہر مذہب و ملت کے شعرا نے اس صنف کے اضافہ میں

حصہ لیا ہے اور فخر کائنات سید الرسل حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور نذرانۂ عقیدت و محبت پیش کیا ہے، بعض شعراء نے تو نعت گوئی کو زندگی کا حسین مشغلہ بنا لیا اور بارگاہِ اقدس میں گلدستۂ عقیدت و محبت پیش کرتے کرتے ان کے قدموں پر جان بھی دیدی اور اس کے صلے میں متاعِ کونین حاصل کرلی۔ اس سعادت کے حصول کی تمنا تو آخری تمنا ہے اور اس تمنا کی قبولیت نجات کی دلیل۔

یہ بات تو پہلے ایڈیشن میں بتائی جاچکی ہے کہ کام کا داعیہ والی آسی سے گفتگو کے بعد ہوا، مواد کی فراہمی میں وہ پیش پیش رہے اور اس کام کو عام گلدستوں سے مختلف انداز میں مرتب کیا گیا۔ یہ بات سب کے سامنے ہے کہ فن نعت پر کام کرنے والوں کے لئے کوئی مستقل کتاب نہیں ہے، نعت گوئی پر جو کام ہوا وہ بھی تبصرہ و تقریظ سے آگے نہ بڑھ سکا، ہاں کچھ مضامین رسائل میں ضرور شائع ہوئے ہیں مگر وہ ان چند مشاہیر شعراء پر ہیں، جنھوں نے نعت گوئی کو زادِ سفر کے طور پر اختیار کیا تھا۔ البتہ یہ بات ضرور قابل ذکر ہے کہ اس موضوع پر ڈاکٹر رفیع الدین صاحب نے ناگپور یونیورسٹی سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے، یہاں ایک بات اور قابل ذکر سمجھتا ہوں کہ نعت کے موضوع پر پی۔ ایچ ڈی کے لئے ایک اور مقالہ لکھا گیا جس میں ارمغان نعت کو ماخذ اور حوالہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے لیکن یہ دونوں مقالے ہنوز طبع نہیں ہوسکے ہیں اس لئے ضرورت تھی نعت کے ارتقاء پر اس مجموعہ کے ساتھ ایک تحقیقی مقالہ بھی ناگزیر ہے، چنانچہ اس کام کو میرے شریک کار والی آسی نے بڑی خوبی کے ساتھ انجام دیا، یہ فن نعت گوئی پر ایک اجمالی مگر مفید جائزہ ہے۔

ارمغان نعت پہلے پانچ ابواب پر مشتمل کتی جو یوں تھے۔ "عربی نعت" بہ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، "فارسی نعت" "قدیم اردو نعت" "جدید نعت" اور "دورِ حاضر" پہلے باب میں مندرجہ ذیل صحابی شعرا کا عربی کلام شامل ہے۔ حضرت حسانؓ بن ثابت، حضرت عبداللہؓ بن رواحہ، حضرت کعبؓ بن زہیر حضرت علی ابن ابی طالب اور

سیّدہ فاطمہ زہرا رضؓ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

دوسرے باب میں ایران کے فارسی نعت گو شعراء کے علاوہ حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ نظام الدین اولیاؒ، حضرت امیر خسرو دہلویؒ، اسد اللہ خاں غالب اور سر سید احمد خاں کی نعتیں شامل ہیں۔

عربی نعتیں ہم نے اس لئے شامل کی ہیں کہ نعت کا اولین سرمایہ جو کچھ بھی ہے وہ عربی میں ہے اور اس کو زبان رسولؐ سے سندِ قبولیت حاصل ہے اور نعت لکھنے والوں کو شرفِ غلامی اور شرفِ صحبت حاصل رہا ہے اس کے بعد فارسی کا نمبر آتا ہے اس میں جامیؒ، حافظ، سعدی، خاقانی، قدسی، عرفی اور امیر خسرو کی شخصیات اور ذاتِ سرورِ کائنات سے شیفتگی محتاجِ تعارف نہیں، چونکہ ہمارا اصل موضوع اردو نعت ہے اس لئے تیسرے باب کا آغاز حضرت سید محمد حسینی بندہ نواز خواجہ گیسو دراز کی نعت سے ہوتا ہے اور اختتام حضرت امیر مینائی لکھنوی کی ذاتِ گرامی پر۔ اس باب میں متقدمین اور متوسطین شعراء ہیں، بعض ایسے ہیں جو تذکروں کی بدولت زندہ ہیں اور جن کا کلام بھی منصۂ شہود پر نہیں آسکا ہے اور بعض ایسے ہیں جو شہرت تو رکھتے ہیں مگر ان کے مجموعہ ہائے کلام نایاب ہو چکے ہیں، اس باب میں تاریخی ترتیب کا ہم نے اپنی حد تک بطورِ خاص خیال رکھا ہے۔ تاکہ اردو زبان کی طرح اردو نعت کی تدریجی ترقیوں کا اندازہ بھی لگایا جاسکے یہ بات صحیح ہے کہ اس باب میں بیشتر ایسے شعراء ہیں جنھوں نے نعت محض تبرکاً بھی اور اپنے دواوین کا آغاز حمد و نعت سے کیا جیسا کہ اس وقت رواج تھا۔

چوتھا باب "جدید نعت" حضرت محسن کاکوروی سے شروع کیا گیا ہے اور اس باب کے خاتم خواجہ عزیز الحسن مجذوب قرار پائے ہیں۔ اس باب میں زیادہ تر شعراء ایسے ہیں جنھوں نے نعت بحیثیت فن طبع آزمائی کی ہے اور نعت کو صحیح طور پر کہا ہے۔ یہ باب ارمغانِ نعت کی جان ہے اور اس میں اس دور کے بہترین شعراء کے علاوہ مشاہیر علماء اور خانقاہ نشینوں کی نعتیں بھی ہیں ان مشاہیر میں شاہ نیاز بریلویؒ، مولانا احمد

رضا خاں بریلوی، مولانا حسن رضا خاں بریلوی، مولانا سید سلیمان ندوی اور مولانا مناظر احسن گیلانی وغیرہ کی شخصیات سے ہم آپ بخوبی واقف ہیں۔

حالی کے بہترین نعتیہ قصائد و مسدس اور محسن کاکوروی کا قصیدہ "مدیح خیر المرسلین" اسی دور کی دین ہے۔ اس کے علاوہ اس دور نے ہمیں نعت کے اور شاہکار بھی بخشے جس کی صحیح ترجمانی اقبال سہیل کے اس شعر سے ہو جاتی ہے ؎

جتنے فضائل جتنے محاسن ممکن میں ہو سکتے تھے ممکن
حق نے کئے سب ان میں فراہم صلی اللہ علیہ وسلم

غرض کہ یہ باب ایسے پھولوں کا گلدستہ ہے جس کی خوشبو مشام جاں کو معطر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

پانچواں باب دورِ حاضر ہے۔ اس باب میں دورِ حاضر کے مشاہیر شعراء کے کلام نعت کو سلیقے سے یکجا کرنے کی شعوری کوشش پہلی مرتبہ کی گئی ہے، دورِ حاضر کے شعراء کے نعتیہ کلام کے انتخاب کو حرفِ آخر تو نہیں کہا جا سکتا مگر یہ کہنے میں ہمیں کوئی تامل نہیں کہ ہم نے انتخاب میں مروت سے کام نہیں لیا ہے۔

الف سے ی تک جن شعرا کا کلام اس انتخاب میں درج ہے اس میں خاص طور پر یہ لحاظ رکھا گیا ہے کہ نعت کا صحیح مقام قارئین کے سامنے آجائے اور ارمغان نعت پڑھنے والے اس حقیقت سے پوری طرح واقف ہو جائیں کہ نعت کیا ہے؟ اور اس دور کا شاعر نعت کہنے میں کن اصولوں کو پیش نظر رکھتا ہے؟

پانچویں باب کے بعد اضافہ کے عنوان سے ایک باب اس ایڈیشن میں قائم کیا گیا ہے جس میں قائم چاند پوری، اعظم الدولہ میر سرور دہلوی، خواجہ وزیر لکھنوی، منشی امیر اللہ تسلیم لکھنوی کے علاوہ کچھ گم نام نعت گو، محمد باقر علی ہمسر لکھنوی، صاحب علی خاں انصر لکھنوی، غریب سہارنپوری، حاجی اوگھٹ شاہ وارثی، مولانا محمد برکت اللہ رضا فرنگی محلی، مولانا حشمت علی خاں بریلوی، پنڈت تربھون ناتھ زار دہلوی، مضطر خیرآبادی

خیر آبادی، مولانا سید محمد کچھوچھوی، مولانا محمد طیب دیوبندی، مولانا عبد الماجد دریا بادی، میکش اکبر آبادی، نور الحسن ہاشمی کے علاوہ بھی کئی مشاہیر شعرا کی نعتوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔

بہر حال مشوروں پر عمل کرتے ہوئے اور خامیوں کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے یہ پانچواں ایڈیشن حاضر خدمت ہے، فیصلہ آپ پر ہے کہ اب کیا کمی رہ گئی ہے؟

مواد کی فراہمی ایک دشوار گزار منزل تھی، قدیم اردو نعت اور جدید نعت کے باب جس محنت اور کاوش کو چاہتے تھے، اس کے لیے جس قسم کی امداد درکار تھی اگر مولانا امتیاز علی خاں عرشی، ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی، مولانا محمد یونس خالدی، مولانا عبد المالک صابر الحسینی، حکیم تبارک کریم، شاہ معین الدین احمد ندوی ہماری ہمت افزائی نہ فرماتے تو ہمارے لئے یہ ایک مشکل ترین کام ہوتا۔

بڑی ہی ناسپاسی ہوگی اگر ہم ان شعرا کرام اور اپنے مخلصوں کا شکریہ نہ ادا کریں جن کی معاونت، توجہات اور امداد ارمغان نعت کی اشاعت کا سبب بنیں یہ ایک طویل فہرست ہے مگر خصوصی طور پر برادر محترم سیٹھ معین الدین شکریہ کے مستحق ہیں، ہمیں اپنے بھی بزرگوں اور دوستوں کے خلوص پر ناز ہے۔

اب ارمغان نعت کا یہ پانچواں ایڈیشن آپ کے سامنے ہے، اس کا صلہ آپ کی دعائیں اور صرف دعائیں ہیں اور ان دعاؤں میں سب سے بڑی دعا بارگاہ سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری اور قبولیت کی تمنا ہے، کاش آپ اپنی دعاؤں میں میری اس آرزو کو پیش نظر رکھیں، رہی اپنی بات وہ مولانا آسی مرحوم کے اس شعر کی مصداق ہے۔

میں نے تو چند اشک ندامت کئے ہیں پیش
یہ تیرا کام ہے کہ تو ان کو گہر بنا

محتاج دعا
ساجد صدیقی لکھنوی

۹ اپریل ۱۹۷۳ء

نعت کا ارتقا

د آلحی آسی

"نعت" عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی تمام لغات میں وصف و ثنا وہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درج ہیں۔ یہ اس لفظ کی خوش قسمتی ہے کہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرنے کے معنوں میں ہمیشہ سے استعمال ہوتا آیا ہے اور ہوتا رہے گا۔

بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں شعراء نے جو نذر عقیدت پیش کی ہے وہ نعتیہ شاعری کے نام سے موسوم ہے اس صنف سخن کا آغاز رحلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوا اور اس کے ذریعہ اس ذات اقدس کی مدح و ثنا کی جاتی ہے جس کی مثال آج تک دنیا نے نہیں دیکھی جس کا چہرۂ انور، قد و قامت، خد و خال، وجاہت و شجاعت، سخاوت و ذہانت صبر و استقامت، راستی و دیانت، فرض شناسی و عالی ظرفی، وقار و انکسار اور فصاحت و بلاغت جیسے اوصاف حمیدہ کا جامع ہے بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ حضور کے جسمانی نقشہ میں روح نبوت کا پرتو دیکھا جا سکتا ہے اور آپ کی ذہانت خود آپ کے مقدس مرتبے کی دلیل ہے اس موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ "فَاِنَّ تقویٰ اللّٰہ تبیّض الوجوہ" خدا کا تقویٰ ہی چہروں کو روشن رکھتا ہے۔ پھر نبوت تو ایمان و تقویٰ کی معراج ہے۔ نبی کا چہرہ تو نور افشاں ہونا ہی چاہیئے۔

نعت گوئی بہت ہی نازک فن ہے جس سے عہدہ برآ ہونا کوئی آسان کام نہیں نعت گوئی کی فضا جتنی وسیع ہے اتنی ہی اس پرواز میں مشکل ہے ہر پر مارنے سے پہلے غور کرنا پڑتا ہے آیا فضا سازگار ملیگی یا نہیں اگر ہمت پرواز کسی مشکل مقام پر سہو بجا دے تو بھی اڑنے والے کا یہ کمال ہونا چاہئے کہ عافیت و کامیابی کے ساتھ وہاں سے گذر جائے۔ نعت گوئی کی فضا کے حدود شریعت نے مقرر کئے ہیں اور اگر نعت ان حدود سے متجاوز ہو جائے تو نیکی کے مقام کے بجائے گناہ لازم ہو جاتا ہے نعت خالص فضائل و کمالات نبوت سے متعلق ہے جس میں قیاس آرائی کو قطعاً دخل نہیں یہ وہ بارگاہ قدس ہے جہاں فرشتے بھی لرزہ براندام نظر آتے ہیں۔ دراصل نعت محض رسول کریم کی شاعرانہ توصیف کا نام نہیں بلکہ نبوت کے حقیقی کمالات کی ایسی تصویر کشی کا نام ہے جس سے ایمان میں تازگی اور روح میں بالیدگی پیدا ہو سکے اور یہ تازگی و بالیدگی اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جب مداح کا دل حقیقی محبت سے پر ہو۔ آپؐ سے محبت جزو ایمان ہے لیکن اس محبت کی حدیں بھی شریعت نے مقرر کی ہیں۔ یہاں محبت و عقیدت بغیر احساس عظمت جرأت رندانہ و دیوانگی ہے اور بارگاہ سید کونین میں ایسی دیوانگی قابل معافی نہیں۔

لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ محبت نبوی اور عشق محمدی کا پاک ولولہ اور مخلصانہ ذوق و شوق زندگی کی سب سے زیادہ قیمتی متاع ہے اور اس متاع کی حفاظت جان زندگی اور اس کے اظہار کے لئے ادب کی شرط حقیقی شرط کیونکہ آپؐ کا ادب ہی ایمان و اسلام ہے اور اس سے محرومی کفر۔ اس ادب کی حقیقت کو سمجھنے کیلئے قرآن پاک پر نظر ڈالنا ضروری ہے۔ قرآن حکیم میں تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر جہاں کہیں کیا گیا ہے وہاں ان سب کو ان کے ناموں سے پکارا گیا ہے اور ان کے واقعات بھی ذکر ان کے ناموں کے ساتھ ہی لیکن ذات مقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر میں کہیں صرف "عبدہ" ہے اور کہیں صرف عبداللہ اور اسی طرح رب کائنات نے جب آپؐ کو پکارا تو یا آدمؑ یا ابراہیمؑ یا زکریاؑ یا یحییٰؑ یا موسیٰؑ یا عیسیٰؑ یا الیاسؑ کی طرح یا محمد کہکر نہیں پکارا بلکہ کبھی صدائے عزت "یا ایہا الرسول" اور کبھی بطریق محبت یا ایہا المزمل

یاایہاالمدثر سے پکارا اور اپنے بندوں " تعزروہ وتوقروہ" (اس کی عزت کرو اس کی توقیر بجالاؤ) کا حکم دیکر آپ کی عظمتوں کی انتہا بتلادی اور یہ معلوم ہوتے ہی عرفی شیرازی کی زبان میں کہنا پڑا کہ

هزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب   ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست

عربی و فارسی کی نعت گوئی میں شعراء نے ادب و احترام کے ساتھ وہ جولانی طبع دکھائی ہے ہر ایک ان کے اس کمال کا معترف ہے کہ انھوں نے اپنے عجز و انکسار کا جگہ جگہ اظہار کیا ہے اور قرآن کریم کے اس حکم کی تعمیل کی ہے کہ "تم نبی کو اس طرح نہ پکارو، جیسے تم میں سے ایک دوسرے کو پکارتے ہیں" لیکن ہماری اردو نعت گوئی کا دامن ایک حد تک بے ادبی سے آلودہ ہے اکثر شعراء نے نبی کو اس طرح تخاطب کیا ہے جو کسی قیمت پر روا نہیں اور قابل گردن زدنی ہے۔ امیر مینائی کا تذکرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر عبدالحق مرحوم نے "چند ہمعصر" میں لکھا ہے کہ نعت کا جو طرز ہمارے شعراء نے اختیار کیا ہے وہ بہت قابل اصلاح ہے۔ ہماری شاعری کی بنیاد غزل پر رکھی گئی ہے جو ایک لحاظ سے کمترین قسم شعر کی ہے اس لئے تغزل کا رنگ کچھ ایسا جما کہ جا و بیجا اسی کی جھلک نظر آتی ہے بھلا نعت میں زلف و کمر و خال و خد سے کیا تعلق، مانا کہ یہ بھی صحیح مگر یہ کیسی غضب کی بات ہے کہ جو مقصدِ نعت کی جان ہے وہ بالکل غائب۔"

نعت گوئی کے سلسلے میں کئی ہدایات ہیں مثلاً دوسرے انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تذلیل نہ ہو۔ ایسا استعارات و تشبیہات کا استعمال نہ ہو جو ایک شاہد بازاری پر صادق آسکیں، بندے اور نبی کو خدا نہ بنا دیا جائے۔ شاہ معین الدین احمد ندوی نے "ارمغان حرم" کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ اس راہ میں سب سے بڑی لغزش الوہیت اور نبوت کے حدود کو سمجھنے میں ہوتی ہے۔ اکثر شعراء نبوت کے ڈانڈے الوہیت سے ملاتے ہیں۔ مثلاً

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اُتر پڑا ہے مدینے میں مصطفےٰ ہو کر

نعت کا بڑا مشہور و مقبول شعر سمجھا جاتا ہے حالانکہ یہ شعر نہ صرف توحید کے سراسر منافی ہے بلکہ نبوت کی حقیقت کے خلاف ہے۔ ایک طرف یہ افراط و غلو ہے اور دوسری طرف یہ تفریط و سوءِ ادب ہے۔ یہ صرف نبوت ہی پر موقوف نہیں بلکہ دنیا کی ہر شے اپنے اصلی جامہ میں بھلی معلوم ہوتی ہے اور اسی جامے میں اگر اس کا اصل کمال ظاہر ہوتا ہے تو خوبی کی بات ہے ورنہ نہیں۔ دراصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک عبدیت اور نبوت کا ایک ایسا برزخِ کبریٰ ہے جس پر دونوں جہان کے کمالات ختم ہوتے ہیں۔ اس لیے جو تصور بھی ان کے منافی ہوگا اس کا انتساب آپؐ کی جانب گمراہی اور لغزش ہے۔ اس قسم کی لغزش صحیح اسلامی تصورات سے ناواقفیت کا نتیجہ ہوتی ہے۔ رسالت کا کمال اس میں نہیں کہ رسول کو خدا بنا دیا جائے بلکہ کمال اس میں ہے کہ رسولؐ جامہ عبدیت میں رہتے ہوئے بھی عبدیت اور نبوت کا ایسا کامل ترین نمونہ ہو کہ اس کے آگے کمال کا کوئی درجہ تصور میں بھی نہ آسکے۔

صحیح نعت گوئی کے لئے ایک بہت خاص بات کی طرف جنگ بہادر خاں آتش نے اپنے نعتیہ مجموعۂ کلام "نسیم طیبہ" میں توجہ دلائی ہے کہ ضمیروں کا استعمال قابلِ غور ہے اردو زبان میں کلمہ تعظیمی بہت سے مستعمل ہیں اس لیے ہمارے "تو" اور "تم" واحد حاضر کے لئے قابلِ اجتناب ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ عربی اور فارسی میں واحد حاضر کی ضمیر استعمال ہوتی ہے لیکن اردو میں ان ضمیروں کا استعمال ذوقِ صحیح پر جو شریعت کا بھی رہینِ منت ہو کسی قدر گراں گزرتا ہے اگر چاہیں تو اس جگہ ضمیر غائب کے الفاظ یعنی "وہ" "ان" ہو سکتے ہیں۔ واحد حاضر کے لئے کم از کم "آپ" کا لفظ آسکتا ہے۔

غرض کہ نعت کہنے اور صحیح طور پر کہنے میں بہت فرق ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور دنیا کی ساری تمثیلیں اور تشبیہیں سرنگوں نظر آتی ہیں۔ مجبوراً شاعر کو سپر انداختہ

ہونا پڑتا ہے اور اس وقت وہ کہہ اٹھتا ہے ؎

عرفیؔ مشتاب ایں رہ نعت است نہ صحرا است
آہستہ کہ رہ بر دم تیغ است قدم را

"نعت" نثر و نظم دونوں طرح سے کہی جاتی ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت سب سے پہلے خالق کائنات نے فرمائی اور ثبوت میں قرآن جیسا ابدی و سرمدی "گلدستہ نعت" ہماری رہنمائی کے لئے ہمیں دیا۔ اس میں ہم کو نعت کے تمام اقسام ملیں گے مثلاً کہیں ان کی تعریف و توصیف کہیں ان کے صحبت یافتہ صحابہ کرامؓ کی، کبھی ان کی جان کی قسم کھائی جا رہی ہے، تو کبھی ان کے پاک شہر کی، کہیں ان کی ادائیں یاد کی جا رہی ہیں تو کہیں انداز لباس، کبھی طرح طرح کے القاب ادا ہو رہے ہیں تو کبھی دشمنوں اور کافروں کے تراشے ہوئے الزامات کا جواب دیا جا رہا ہے ۔۔۔ غرض کہ کلام الٰہی میں نعت مبارک کا انداز یہ ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ الآیہ ۔ لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِھٰذَا الْبَلَدِ، لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ۔ اِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا ۔۔۔ وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ ۔۔۔ يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۔۔۔ يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۔۔۔ طٰهٰ ۔۔۔ يٰسٓ ۔۔۔ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۔۔۔ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔۔۔ سِرَاجًا مُّنِيْرًا وغیرہ

اس کے خدائے عزوجل نے فرشتوں کے تعریف کرنے کی خبر دی ۔۔۔ ایمان والوں کو ان کی تعریف اور ان کے واسطے دعا کا حکم فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ہ

یعنی بلاشبہ اللہ اور زمین کے فرشتے نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو!

تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔)

عالم ارواح میں باری تعالیٰ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پاک کی محفل منعقد فرمائی اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مجتمع فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پاک سنائی، ان سے ان کی اعانت اور اطاعت کا شاندار عہد و پیمان لیا۔ اور اس پر اپنی شہادت ثبت فرمائی۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ○ [یعنی اور (وہ وقت قابل ذکر ہے) جب اللہ تعالیٰ نے عہد لیا انبیاء علیہم السلام سے] جو کچھ میں تم کو کتاب اور علم (شریعت) دوں (اور) پھر تمہارے پاس کوئی (اور) پیغمبرؐ آئے جو مصدق ہو اس (علامت) کا جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس رسول پر (دل سے) اعتقاد بھی لانا اور اس کی طرفداری بھی کرنا (پھر یہ عہد بیان کرکے) فرمایا کہ آیا تم نے اقرار کیا اور اس (مضمون) پر میرا عہد (اور حکم) قبول کیا؟ وہ بولے ہم نے اقرار کیا۔ ارشاد فرمایا تو گواہ رہنا اور میں (بھی) اس پر تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔)

سیدنا آدم علیہ السلام سے لیکر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے بھی نبی آئے وہ سب آپ کی حمد و ثنا کرتے ہوئے آئے اور آپؐ کی نعت پاک کہتے اور سناتے رہے۔ حتیٰ کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو اوروں کی طرح دعا اور کنایات پر اکتفا نہ کرتے ہوئے صاف صاف نام نامی اور اسم گرامی کا بھی اعلان کر دیا۔ فرمایا کہ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ یعنی اور میں ایسے رسول کی خوشخبری

دینے والا ہوں جو میرے بعد آئیں گے ان کا نام احمدؐ ہے۔)

انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد حضورؐ نے خود اپنی زبان مبارک سے اپنی نعت فرمائی جس کی سیکڑوں مثالیں موجود ہیں۔ ایک مشہور و مسلم و صحیح حدیث یہاں پیش کی جا رہی ہے کہ "ایک مرتبہ مسجد نبویؐ میں صحابہ کرام جمع تھے اور آپس میں انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ ہو رہا تھا اور ان کی خصوصیات بیان فرما رہے تھے ایک نے فرمایا آدم صفی اللہ دوسرے نے کہا نوح نجی اللہ کسی نے کہا موسیٰ کلیم اللہ کوئی بولا ابراہیمؑ خلیل اللہ اور کہیں سے آواز آئی عیسیٰؑ روح اللہ۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو یہ تمام گفتگو بہ توجہ سُن رہے تھے سامنے آئے اور زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ "تم لوگ آپس میں کیا تذکرہ کر رہے تھے" اولاً تو اس سوال پر صحابہؓ خاموش رہے لیکن جب حضورؐ نے یقین دلایا کہ تم کوئی غلط کام نہیں کر رہے تھے۔ تو جو جس نے کہا تھا اس کا اعادہ فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تصدیق فرمائی کہ بیشک آدمؑ صفی اللہ، نوحؑ نجی اللہ، ابراہیمؑ خلیل، موسیٰؑ کلیم اللہ اور عیسیٰؑ روح اللہ ہیں مگر مجھے بھی پہچانتے ہو۔ یہ کہہ کر اپنی نعت پاک کا ایک معجزانہ سلسلہ یوں بیان کرنا شروع کیا جس کا خلاصہ یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔

وَاَنَا سَیِّدُ وُلْدِ بَنِیْ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ	اَنَا اَوَّلُ مَنْ یُّحَرِّکُ حَلْقَ الْجَنَّۃِ فَاَدْخُلُ
وَمَعِیْ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا فَخْرَ	وَلِوَاءُ الْحَمْدِ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَاٰدَمُ
وَمَنْ دُوْنَہٗ تَحْتَ لِوَائِیْ وَلَا فَخْرَ	الحدیث (یعنی اور میں اولاد آدم کا سردار ہوں

اور مجھے کوئی فخر نہیں۔ میں پہلا وہ شخص ہوں گا کہ جنت کے دروازوں کو حرکت دے کر اس میں داخل ہوں گا اور میرے ساتھ مسلمان فقراء ہوں گے اور مجھے کوئی فخر نہیں اور

اس دن اللہ کی حمد و ثنا کا پرچم میرے ہاتھ میں ہوگا اور حضرت آدمؑ اور ان کے سوا دوسرے لوگ میرے پرچم کے نیچے ہوں گے اور مجھے کوئی فخر نہیں ہے)

متذکرہ بالا سطور میں اس بات کو پیش نظر رکھا گیا ہے کہ اگر ایمان کی روشنی میں نعت گوئی کی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ نعت گوئی کی بڑی اہمیت ہے اور اس کی تاریخ کا سلسلہ خدائے بزرگ و برتر سے شروع ہو کر قدسیوں کی جماعت میں ہوتا ہوا انبیا کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہونچتا ہے اور پھر یہاں سے ممدوح خود اپنے پاک مقدس مرتبے کے متعلق فرماتا ہے وانا حبیب اللہ ولا فخر (یعنی میں اللہ کا محبوب خاص ہوں اور یہ بیان واقعہ ہے فخریہ نہیں) اس کے بعد نعت گوئی صحابہ کرامؓ ائمہ عظامؒ اولیا کبارؒ اور صوفیوں کی خانقاہوں سے ہوتی ہوئی شعرا کی جماعت میں پہونچ کر عام انسانوں کے دکھے دلوں پر مرہم رکھتی اور ان کے اخلاق کو سنوارتی ہے۔ نعت گوئی کے اس سفر کی کہانی بہت طویل مگر بہت دلچسپ ہے۔

ظہور اسلام سے پہلے مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک جہالت و شقاوت ضلالت و گمراہی، بداخلاقی و بدکرداری، عداوت و دشمنی، قتل و غارتگری، فسق و فجور، جبر و تشدد، ظلم و بے انصافی، چوری اور راہ زنی کا دور دورہ تھا۔ ساری دنیا میں انسان معبود بنے ہوئے تھے ان کی پوجا ہو رہی تھی وہ خدائی کر رہے تھے، ان سب کے سامنے سجدے کیے جاتے تھے۔ ہاتھ جوڑے جاتے تھے۔ جانوروں کی پوجا ہو رہی تھی آگ پانی اور درختوں کی پوجا ہو رہی تھی۔ جنوں۔ بھوتوں کی پوجا ہو رہی تھی۔ مخلوق پرستی کا دور دورہ تھا کہ ہر شے معبود بن گئی تھی اور اس پرستش کی پیاس کی شدت اتنی بڑھ گئی تھی کہ کتنی ہی خیالی ہستیاں معبود بنائی گئی تھیں جن کا کوئی وجود ہی نہ تھا ایسے بے شمار

مفاسد عام تھے جن کا تصور کیا جا سکتا ہے۔ رقص و سرود مذہب اور دھرم کے لوازم میں داخل تھے، دیوتاؤں کے سامنے ناچ گانے کے جلسے جمتے تھے اور فسق و فجور نے خانقاہوں، مندروں اور مٹھوں میں اڈے جمالئے تھے خدا کا تصور محض یہ تھا کہ خود ساختہ مورتیوں کو کائنات کا خالق و مالک مانا جاتا اور سمجھا جاتا کہ کارخانۂ حیات کو یہی چلا رہی ہیں۔

تاریخ گواہ ہے کہ عرب کبھی وحدت و مرکزیت سے آشنا نہیں ہوئے بلکہ ہمیشہ ان پر نزاع اور انارکی کا تسلط رہا۔ ایک خاص قسم کی بدویانہ زندگی گزارتے گزارتے ان کا مزاج نزاع پسندی کے لئے اتنا پختہ ہو چکا تھا کہ وہ اس میں کسی قسم کی تبدیلی گوارا نہیں کرتے تھے اور ان کے اندر وحدت و مرکزیت پیدا کرنا ایک امر محال بن چکا تھا۔ سوسائٹی، کلچر اور سیاست کے اعتبار سے بھی عرب ایک نہایت پست قوم تھی، مشہور مورخ علامہ ابن خلدون نے تو ان کو ان کے مزاج کے اعتبار سے بھی ایک بالکل غیر سیاسی قوم قرار دیدیا تھا ممکن ہے کہ بعضوں کو اس رائے سے اتفاق نہ ہو لیکن خود قرآن کریم نے بھی ان کو "قوماً لُدًّا" کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے جس کے معنی جھگڑالو قوم کے ہیں اس کے علاوہ ان کی تنظیم کے بارے میں فرمایا ہے کہ "لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ" (یعنی اگر تم زمین کے سارے خزانے بھی خرچ کر دیتے جب بھی ان کے دلوں کو آپس میں جوڑ نہیں سکتے تھے) دراصل اتحاد، تنظیم، شعور، تربیت اور حکم و اطاعت وغیرہ جیسی چیزیں جن پر اجتماعی اور سیاسی زندگی کا انحصار ہوتا ہے ان کے اندر یکسر مفقود تھیں۔ زندگی کا نصب العین صرف پیدا ہونا کھانا پینا، شادی کرنا، بچے پیدا کرنا، دنیا کے مزے اڑانا اور مر کر مٹی میں مل جانا رہ گیا تھا۔

ایران، روما اور ہندوستان ہر جگہ سماج مختلف طبقات میں بٹا ہوا تھا، محنت اور دولت کی کشاکش جاری تھی، مجبوروں اور بے بسوں کو سود خواروں نے پامال کر دیا تھا اور خود

سلاطین عام انسانی سطح سے بلند سمجھے جاتے تھے۔ حقوق انسانی کا تعین ذات پات، مذاہب و ملت، صحت و دولت دیکھ کر کیا جاتا تھا۔ پسماندہ طبقہ پر ہر ظلم روا سمجھا جاتا تھا۔ آقا اپنے غلاموں کو جبر و استبداد کی چکی میں پیس رہے تھے۔ معمولی اور چھوٹے چھوٹے جرائم پر ان مجبوروں کو نذر آتش کر دیا جاتا تھا۔ ان کو درندوں کے سامنے ڈال کر ان کی تباہی و بربادی کا نظارہ کرنا لوگوں کا دلچسپ مشغلہ بن چکا تھا۔

ان ہی سماجی حالات کی طرح عربی شاعری بھی عصبیت جاہلیہ کا شکار تھی اور تمام بڑے بڑے شعراء اسی عصبیت کے دام میں گرفتار تھے جس سے کچھ ملنے کی امید ہوتی اس کی مدح میں قصیدے لکھ کر پڑھتے اور انعام و اکرام حاصل کرتے۔ جن سے ناراض ہوتے اس کی اتنی ہجو کرتے کہ وہ اپنی زندگی سے بیزار ہو جاتا۔ مشہور ہے کہ مکہ اور طائف کے درمیان ایک بازار لگتا اور یہاں سال میں ایک مرتبہ عرب کا ہر چھوٹا بڑا شاعر جمع ہو کر اپنے اشعار سناتا اور داد لیتا۔ کوئی کسی کی تعریف کرتا تو اسے آسمان پر چڑھا دیتا۔ کوئی کسی کی ہجو کرتا تو اسے سرِ بازار ذلیل و خوار ہونا پڑتا۔ کوئی حسن و عشق کا مارا محبوب کی عنبریں زلفوں سے طوق و سلاسل تک پہنچ جاتا غرضیکہ ہر ایک اپنی قابلیت کے جوہر دکھاتا لیکن ان باتوں کے باوجود بھی عرب کے "جاہل شعراء" میں حق و صداقت بدرجۂ اتم موجود تھی۔ عرب کے قصرِ شاعری کی بنیاد سچائی پر رکھی ہوئی تھی اور حقیقت کی ترجمانی اس کا مقصد تھا۔ یہاں کی شاعری میں رزم و بزم کے وہ مناظر پیش کئے گئے ہیں کہ ہر جگہ زندگی کروٹ بدلتی ہوئی نظر آتی ہے۔

عرب کے شعراء کی حق گوئی کے سلسلے میں حالی نے مقدمہ شعر و شاعری میں صاحب عقد الفرید کے توسط سے عرب کے زمانۂ جاہلیت کے ایک مسلم الثبوت شاعر۔ زہیر ابن ابی سلمیٰ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

وَاِنَّ اَحْسَنَ بَیْتٍ اَنْتَ قَائِلُہٗ   بَیْتٌ یُقَالُ اِذَا اَنْشَدْتَہٗ صَدَقَا

یعنی سب سے بہتر شعر جو تم کہہ سکتے ہو وہ ہے کہ جب پڑھا جائے تو لوگ کہیں کہ سچ کہا ہے

اسی طرح زہیر بن ابی سلمہ کے متعلق سیدنا عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ اِنَّہٗ اَشْعَرُ الشُّعَرَاءِ لِاَنَّہٗ لَایَمْدَحُ اِلَّا مُسْتَحِقًّا (یعنی وہ افضل ترین شعرا میں سے ہے کیونکہ وہ اسی کی مدح کرتا ہے جو مستحق مدح ہو) حالی نے ایک جگہ اور لکھا ہے کہ ایک بار بنی تمیم نے سلامۃ بن جندل سے جو ایک جاہلی شاعر تھا درخواست کی مَجِّدْنَا بِشِعْرِکَ (یعنی تو اپنے مدحیہ اشعار سے ہماری عزت بڑھا) اس نے جواب دیا اِفْعَلُوْا حَتّٰی اَقُوْلُ (یعنی پہلے تم کچھ کر دکھاؤ تاکہ میں اس کو بیان کردوں۔)

شعرائے عرب اپنی مدح سے ممدوح کی خوبیوں کو عالم آشکار کر کے ان کی شخصیت کو چار چاند لگا دیتے اور ہجو سے ذلیل و رسوا کر دیتے۔ اس عزت و رسوائی کا سبب محض ان کے اشعار کی جادو بیانی نہیں تھی بلکہ ان میں سچ کو بھی برابر کا دخل ہوتا۔ اس ضمن میں ایک واقعہ مشہور ہے کہ ایک مرتبہ ایک عورت میمون بن قیس (اعشیٰ) کے پاس گئی اور کہا کہ میری میری مفلسی اور ناداری کی وجہ سے میری بیٹیوں سے کوئی شادی نہیں کرتا اگر تو ان کی تعریف میں کوئی قصیدہ لکھ دے تو یقین ہے کہ ان کی شادی ہو جائے گی۔ اعشیٰ نے قصیدہ لکھ دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے حسن و جمال کی شہرت ہو گئی اور قصیدہ نے امرا و رؤسا کو ان لڑکیوں کے حسن کا والہ و شیدا بنا دیا اور ان کی شادیاں بڑے بڑے امیروں سے ہوئیں۔ اس قصیدہ میں کمال شاعری سے زیادہ حق و صداقت کو دخل ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس نے لوگوں کے "من موہ" لئے میمون بن قیس (اعشیٰ) کو یہ شرف حاصل ہے۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں پہلا قصیدہ لکھا اور تاریخ

اعتبار سے عربی کی پہلی "نعت" اس کا قصیدہ ہی قرار پائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حمیدہ اور سخاوت و فیاضی کا حال اعشٰی نے سنا تو اشتیاق میں آپؐ سے ملنے چلا اور ایک قصیدہ کہتا ہوا راہ سفر طے کرنے لگا لیکن جب مکہ معظمہ پہونچا تو قریش مکہ نے اس کو کچھ دے دلا کر واپس کر دیا کہ کہیں حضورؐ سے مل کر اعشٰی اسلام نہ قبول کرلے اور اس کے شعر سن کر اہل مکہ کے دل نہ پھر جائیں اس طرح یہ عظیم شاعر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر ملے ہوئے اور قبول اسلام سے محروم واپس چلا گیا لیکن اس کے اشعار آج بھی موجود ہیں جو عرب کی "جاہلی شعراء" کی صداقت کے شاہد ہیں چند اشعار ملاحظہ فرمایئے ؎

والیت لا ارثی لھا من کلالۃ ‏ ‏ ولا من وجی حتی تلاقی محمدؐ

اور میں نے قسم کھائی کہ نہ ترس کھاؤں گا تھکنے پر ‏ ‏ نہ پیر کے چھلنے پر یہاں تک کہ یہ محمدؐ سے ملے

متی ما تناخی عند باب بن ھاشم ‏ ‏ تراحی وتلقی من نواضلہ ندی

جب یہ قیام کرے گی ابن ہاشم کے دروازہ پر ‏ ‏ آرام حاصل کرے گی اور پائیگی انکی فیاضیوں کو

نبی یری ما لا یرون وذکرہ ‏ ‏ اغار لعمری فی البلاد وانجد

ایسا نبی جو دیکھتا ہوا اس کو جسکو نہیں دیکھتے لوگ، وہاں کا تذکرہ چھا گیا ملکوں کے پست و بالا حصوں میں میری عمر کی قسم

لہ صدقات ما تغب ونائل ‏ ‏ ولیس عطاء الیوم یمنعہ غدا

اس کے ایسے عطیے ہیں جو ناغہ نہیں کرتے اور انعام، اور نہ آج انعام کل کے انعام کو روکتا ہے

یہ بھی حقیقت ہے کہ کفار مکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل نہ کرنے کے باوجود بھی کبھی آپؐ کو امین و صادق ماننے سے انکار نہ کر سکے اور آپؐ کی سخاوت و غمگساری کے ہمیشہ معترف رہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اور بھی "جاہلی شعراء" آپ کی مدح و ثناء میں رطب اللسان تھے۔

جب اسلام آیا تو اس نے فکر معاش سے زیادہ فکر معاد کا تصور عطا کیا ہے اعلیٰ انسانی قدروں کی دلوں میں توقیر پیدا ہوئی، انسانیت صرف اخلاقی معراج پر ہی نہیں پہونچی بلکہ عقلی اور ذہنی بلندیوں کی طرف بھی گامزن ہوئی دنیا اسلام کی بدولت نئے علوم سے آگاہ ہوئی۔ علم کے پوشیدہ دفینے دریافت ہوئے۔ کتنے ہی چھپے ہوئے علم وادب کے آفتاب و ماہتاب طلوع ہوئے اور ایک نئی صبح وشام کا آغاز ہوا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبۃ الوداع وہ منشور ہے جس کو سننے کے لئے اولاد آدمؑ کے کان صدیوں سے ترس رہے تھے یہ ایسی پر درد اور پرخلوص و پرسوز آواز تھی جس نے لوگوں کو خبردار کردیا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں، سلطنت اسی کے واسطے ہے اور حمد بھی اسی کے واسطے ہے وہی زندگی اور موت دیتا ہے، اور ہر شے پر قادر ہے۔ ایک کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی نے اپنا وعدہ پورا کیا اپنے بندے کی مدد فرمائی اور اسی ایک نے تمام گروہوں کو ہزیمت دی۔۔۔ لوگو! خبردار کہ تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ (آدمؑ) بھی ایک ہی ہے۔ خبردار! نہ عربی کو عجمی پر فضیلت ہے نہ عجمی کو عربی پر۔ نہ سرخ کو سیاہ پر اور نہ سیاہ کو سرخ پر ہاں اگر وجہ امتیاز فضیلت ہے تو پرہیزگاری و تقویٰ کی بنا پر تمہارے غلام ۔۔۔ تمہارے غلام (دیکھو ہمیشہ ان کا خیال رکھنا۔ جو خود کھانا وہی ان کو کھلانا جو خود پہننا وہی ان کو پہنانا ۔۔۔ عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرنا ۔۔۔ جاہلیت (قبل از عہد رسالت) کے تمام خون (کے قضیئے) باطل قرار دیئے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان (ربیع بن حارث) کے بیٹے کا خون باطل قرار دیتا ہوں ۔۔۔ جاہلیت کے تمام سود باطل کر دیئے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کے سود یعنی عباس بن عبد المطلب کا سود باطل کرتا ہوں۔ خبردار ۔۔۔ مجرم

اپنے جرم کا خود ذمہ دار ہے۔ خبردار باپ کے جرم کا بیٹا ذمہ دار نہیں اور نہ بیٹے کے جرم کا باپ ذمہ دار ہے۔ حلال و حرام کی نسبت میری طرف نہ کی جائے۔ میں نے وہی چیز حلال کی ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کی ہے اور میں نے وہی چیز حرام کی ہے جو خدا نے حرام کی ہے۔

ان اشارات سے یہ بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ آپؐ نے جو پیغام ہم تک پہونچایا وہ مدت کا اتنا طویل خلیج حائل ہونے کے باوجود آج بھی زندہ و پائندہ ہے اور آئندہ بھی رہیگا۔

ظہور اسلام سے زندگی کا کوئی بھی تاریک گوشہ ایسا نہ بچ سکا جو جگمگا نہ اٹھا ہو جس طرح اسلام نے زلف پریشانِ کائنات کو سنوارا، اور زندگی کے حسن کو نکھارا۔ اسی طرح شعر و ادب کے لئے بھی ایک نئی راہ پیدا کر دی اور وہ شاعری جو عصبیت جاہلیہ کا شکار رکھی ٹھٹھر کر رہ گئی اور رفتہ رفتہ بلند سماجی مقاصد سے قریب تر ہوتی چلی گئی سلاطین و شہنشاہوں کے دربار سے نکل کر اب یہی شاعری جمالِ رُخِ محمدی کی والہ و شیدا ہو گئی۔ بغض و حسد نفرت و کینہ اور مجازی عشق و محبت کی داستانیں نغمہ ہائے نعت میں تبدیل ہو گئیں۔ نعت نے صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خد و خال ہی کو نہیں اُجاگر کیا بلکہ اس کے ذریعہ آپؐ کا پیغام عوام تک پہونچایا زمانے کے ستائے ہوئے اور گرے پڑے لوگوں کو ترقی دینے کا پیغام دیا۔ بگڑے اخلاق کو سدھارا۔ امیر و غریب کے امتیاز کو مٹایا۔ عداوت اور نفرت رکھنے والوں کو محبت کرنا سکھایا۔ ساری دنیا کو ایک انسانی برادری کا سندیسہ پہونچایا۔ مایا کے موہ میں ڈوبے ہوئے دنیا پرستوں کو نیکی اور سچائی کی راہ دکھائی۔ شعراء نے فن کو زندگی کی تعمیر و اصلاح کے لئے وقف کر دیا۔ ان مشاہیر شعراء میں حضرت حمزہ رضؓ بن عبد المطلب، حضرت علی مرتضیٰ رضؓ، حضرت حسان رضؓ بن ثابت، حضرت عبد اللہ رضؓ بن رواحہ

حضرت کعبؓ بن مالک اور حضرت عمرؓ بن خطاب وغیرہ ہیں۔

غزوات کی ابتدا ہی سے عرب کے "جاہلی شعراء" کی تیغ زبان بھی اسلام کے مقابلے کے لئے بےنیام ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابہ کو جنھیں فن شعر میں کمال حاصل تھا ان جاہلی شعراء کی نظموں کے جوابات دینے پر مامور فرمایا۔ مختلف موقعوں پر مختلف شعراء نے اپنی فصاحت و بلاغت کی تیغ آبدار سے اسلام کی رفعت کی۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوا کہ بعض عرب قبائل اپنے قبیلے کے خطیب و شاعر کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مبارزت طلبی کی۔ آپ نے فرمایا "میں شعر کے ساتھ مبعوث نہیں ہوا ہوں ــــ" بہ ایں ہمہ ان کی مبارزت کے جواب میں کسی صحابیؓ شاعر کو جواب دینے کا حکم عطا فرمایا اور صحابیؓ شاعر کا کلام سن کر حق کی تائید سے غیر مومن قبیلے کے آنے والے شاعر نے اپنے عجز کا اعتراف کیا اور قبیلے کا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔ سیرت نگاروں نے ایسے شعراء کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے۔ (وما شعراء ہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الذین یذبون (یدفعون) عن الاسلام ویحمونہ لا الذین مدحوہ بالشعر من رجال لصحابۃ ونسائھم (یعنی اور آپ کے شعراء جو اسلام کی مدافعت کرتے تھے اور اس کی حمایت کرتے تھے نہ کہ وہ جنھوں نے صحابہؓ و صحابیاتؓ میں سے آپ کی مدح میں اشعار کہے۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ستانے میں جس طرح مشرکین مکہ نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اسی طرح ان کے شعراء نے بھی اس کام میں بڑا حصہ لیا اور آپ کو اپنے اشعار سے تکلیف پہونچائی۔ اس سلسلہ میں آپ کے ایک قریبی عزیز ابوسفیان بن حارث بن

---

[1] شرح زرقانی جلد ۳ صفحہ ۲۶ م

عبدالمطلب نے بڑی تلخ کلامی سے کام لیا۔ اس پر وہ شاعر جو اسلام قبول کر چکے تھے
آپؐ کی توہین برداشت نہ کر سکے اور ان میں سے حضرت حسانؓ بن ثابت نے جواب
دینے کی اجازت آپؐ سے چاہی تو آپؐ نے فرمایا "حسانؓ آخر تم ابوسفیان کی ہجو کیوں کر
کروگے؟ میں بھی تو اسی خاندان کا ایک فرد ہوں"۔ حضرت حسانؓ نے عرض کیا
"یارسول اللہ میں آپ کو اس طرح بچاؤں گا جیسے گندھے ہوئے آٹے سے بال نکال لیا جاتا
ہے۔" اور پھر ابوسفیان کو یوں جواب دیا۔

هجوت محمداً فاجبت عليه — وعند الله في ذاك الجزاءُ

(تم نے محمدؐ کی ہجو کی جس کا میں نے جواب دیا — اور میرے لئے خدا کے یہاں اس کا اجر ہے)

اتهجوه ولست له بكفو — فشركما لخيركما فداءُ

تم آنحضرتؐ کی ہجو کرتے ہو حالانکہ تم ان کے ہمسر نہیں تم سراپا شر ہو اور وہ سراپا خیر اسلئے تم جیسوں کو ان پر قربان کردیا جائے تو بہتر ہے

هجوت محمداً براً حنيفاً — امين الله شيمته الوفاءُ

تم نے اس ذات گرامی کی ہجو کی جو بابرکت ہے نیک سرشت ہے راستباز اور خدا کی امین ہے اور جس کا شعار شرم و حیا ہے

مندرجہ بالا اشعار سامنے رکھکر اگر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کا جمالیاتی پہلو اگر ایک طرف ہے تو دوسری طرف ان کی تعلیمات، ان کا اپنا کردار و اخلاق۔
شاعر نے ہجو کا جواب بھی دیا اور پیغام بھی دیا ہے۔ "تم سراپا شر ہو اور
وہ سراپا خیر" اس طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نعت نے آج سے پہلے
بھی بگڑے ہوئے عادات و اطوار کو سنوارا تھا اور آج کا شاعر بھی "نعت" کے

ذریعہ دنیا کو یہ پیغام دیتا ہوا چلتا ہے ؎

جو ٹھکرائے ہوئے تھے دہر کے وہ تیری محفل میں
مکرم بنتے جاتے ہیں معظم ہوتے جاتے ہیں

آگے چل کر "نعت" نے سماج کے رگ و پے میں سما کر دنیا کے سامنے انسانی بھائی چارہ، امن و سلامتی، میل جول، اتحاد باہمی، رزم و پیکار، سیرت و سوانح، روحانیت و تزکیہ باطن کے اعلیٰ مسائل، معاشرت کی تصویریں، ملکی و سیاسی زندگی کے نقشے بڑے تنوع سے پیش کئے۔ جس کے لئے سجیہ و فرزدق اور دوسرے بارگہ نظر شعرائے زمین ہموار کی تھی۔

جیسے جیسے اسلام ترقی کرتا گیا ویسے ویسے نعت گوئی کے قدم میدان ادب میں جمتے گئے یہاں تک کہ اسلام ایران پہونچ گیا۔ مسلمان ایران میں سلطنتوں کو پامال کرتے اپنی سیادت، تہذیب اور دین کی فتح کے پرچم لہراتے ہوئے داخل ہوئے اور یہاں کے بسنے والوں کی زندگی، تمدن اور مذہب پر گہرا فاتحانہ اثر ڈالا۔ عربوں کی فتح ایران، اور عربی کے ہمہ گیر اثر نے فارسی کو ایک نیا روپ اور ادبی آرائش کے نئے زیور دیئے اور اب فارسی شاعری نئے رنگ و آہنگ کے ساتھ جلوہ گر ہوئی۔ عربی کے اتنے گہرے اثر سے یہاں دوسرے اصناف کی طرح نعت میں بھی طبع آزمائی ہوئی اور آگے چل کر نعت نے یہاں ایک نئے قسم کا معیاری جمالیاتی ادب تخلیق کیا جو نگار خانہ حیات کی تزئین و آرائش میں بہت مددگار ثابت ہوا۔

فارسی شاعری پر چونکہ عرصہ دراز تک تصوف کا رنگ غالب رہا اس لئے فارسی نعتیہ شاعری کو بڑا عروج حاصل ہوا جس کی صحیح اور سچی تصویر کشی ہمیں سعدی، حافظ، جامی، قاآنی، خاقانی اور عرفی کے کلام میں ملتی ہے۔ یہاں نعت گوئی عقیدت اور ادب احترام کے شانہ بشانہ فکر و فن کی راہوں پر گامزن ہوئی اور ردیف و قوافی کی شگفتگی، بحور کی رنگینی و ترنم

آفرینی انداز بیان کے والہانہ پن اور فنی پختگی کے علاوہ جاذبیت و نشتریت اور خلوص نیت کی آئینہ دار بنی۔ کہیں ایک عاشق مہجور کا نالۂ فراق بن کر چمکی اور کہیں مجبوری و مجبوری میں مست و سرشار نظر آئی۔

فارسی کی نعتیہ شاعری کو یوں بھی بڑی اہمیت حاصل ہے کہ فارسی ہی نے نعت گوئی کو بحیثیت ایک صنف سخن کے میدان شعر و ادب میں صف آرا کیا جہاں نعت اپنے عزم و عمل کا لوہا منوا کر رہی۔

یہ ایک امر مسلمہ ہے کہ ہندوستان میں جو سلاطین آئے وہ اور ان کے ہمراہی فارسی بولتے ہوئے آئے، ان کی آمد نے تاریخ ہند میں ایک نئے باب کا آغاز کیا حکومت کے طور طریق نے کروٹ بدلی، ایک نیا تمدن ظہور میں آیا۔ تہذیب کے خاکوں میں نئے رنگ بھرنے رہن سہن رسم و رواج اور بول چال میں بڑی بڑی تبدیلیاں ہوئیں۔ اس طرح ایک زبردست تہذیبی انقلاب رونما ہوا۔ جس کے اثرات تاریخ نے محفوظ کئے۔

انسانی معاشرے میں زبان اور بول چال بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ معاشرے میں جو بھی تبدیلیاں ہوتی ہیں وہ زبان و ادب میں خاص طریقے سے ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت قائم ہونے کے بعد ہندو مسلم میل جول اور اتحاد باہمی کا جو سلسلہ شروع ہوا اس نے زبان کی ایک نئی تاریخ پیدا کر دی۔ اور مسلمانوں کی زبان فارسی نے یہاں بولی جانے والی زبانوں میں گھل مل کر ایک نئی زبان بننے کے تمام عناصر مہیا کر دیے۔ اس نئی زبان کو منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے سیکڑوں برس کی طویل مسافت طے کرنا پڑی آگے چل کر یہ نئی زبان مختلف خطوں میں مختلف ناموں سے پکاری گئی اور آخر میں ملک کے طول و عرض میں اردو کہلائی۔

آغاز میں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ (اجمیری) حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ (دہلی) حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ (پنجاب)، بوعلی شاہ قلندرؒ (پانی پت کرنال) سید شاہ محمد غوثؒ (گوالیار) حضرت مخدوم مہائمیؒ (بمبئی) حضرت شرف الدین یحییٰ منیریؒ (بہار) حضرت بندہ نوازہ گیسو درازؒ (دکن) مخدوم جہانگیر اشرف سمنانی کچھوچھویؒ (اودھ) شیخ احمد سرہندی (سرہند) اور رسولؐ کا عشق اور سچی روحانیت کا پیغام لیکر دین مذہب کے پرچار کیلئے اٹھے ان کی زبان فارسی تھی جس سے یہاں کے عوام ناواقف تھے۔ اس لئے اللہ والوں کے اس گروہ نے یہاں بولی جانے والی زبانیں سیکھیں اور اپنا پیغام اسی زبان کے ذریعے ملک کے گوشے گوشے میں پھیلا دیا جس نے علم تصوف اور رسولؐ خدا کی محبت عام کرنے میں بڑی مدد دی۔ اردو نعت گوئی کو ترقی دینے میں ان صوفیائے کرام اور اولیائے کبار کا بڑا ہاتھ ہے جس کو کبھی نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ یہ انھیں کا کرم ہے کہ آج بھی ملک کے گوشے گوشے میں نعت کے نغمہ ہائے دلکش گونج رہے ہیں۔

ہندوستان میں نعت گوئی کی ابتدا بہ زبان فارسی اسی وقت ہو چکی تھی جب اردو زبان کا خاکہ بن رہا تھا اور یہ اپنی پوری آب و تاب اور چمک دمک کے ساتھ جلوہ گر نہیں ہو پائی تھی۔ اس عہد کے فارسی شعراء حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ، حضرت نظام الدین اولیاؒ اور حضرت امیر خسروؒ کا کلام شاہد ہے کہ نعت اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ اس دور میں نظر آتی ہے جو آپ انتخاب میں ملاحظہ فرمائیں گے :

قدیم اردو اور ہندی میں ہمیں نعت کا جستہ جستہ کلام مثلاً کبیر داس کا یہ دوہا ہے

عدد نکالو ہر چیز سے جو گن کر لو دائے ۔۔۔ دو ملا کے پچگن کر لو بیس کا بھاگ لگائے
باقی بچے کے نوگن کر لو دو اس میں دو اور ملائے ۔۔۔ کہت کبیر سنو بھائی سادھو نام محمدؐ آئے

تو ملتا ہے لیکن اس کو ہم نعت گوئی کا آغاز نہیں کہہ سکتے۔ البتہ مذاق نعت گوئی عام کرنے میں اس کلام کو بہت اہمیت حاصل ہے ۸۲۵ھ میں سرزمین دکن سے سید محمد حسینی بندہ نواز خواجہ گیسو دراز خدا پرستی اور دین، علم تصوف اور حدیث، تبلیغ و ہدایت اور رشد و سلوک کا درس دیتے ہوئے اُٹھے۔ اور باقاعدہ طور پر نعت لکھی مگر اس کو بھی نعت گوئی کی ابتدا کہنا صحیح نہیں ہے اس بہمنی دور میں جتنی بھی مثنویاں لکھی گئیں سب میں نعت کا جزو ضرور ہے۔ جو ایک لحاظ سے مثنوی کے لئے ضروری تصور کیا جاتا ہے۔

بہمنی سلطنت کے زوال کے بعد قطب شاہی دور کا آغاز ہوا۔ اس دور میں اردو کافی پختہ گوئی اور ایک نمایاں فرق کے ساتھ جلوہ گر ہوئی۔ اس دور میں ہم کو نعتیہ کلام کافی ملتا ہے باقاعدہ اردو نعت گوئی کا آغاز اسی دور میں ہوا۔ اس دور کی متعدد نعتیہ مثنویاں ملتی ہیں مثلاً محمد قلی قطب شاہ، محمد قطب شاہ اور عبداللہ قطب شاہ کے علاوہ اس دور میں سید بلاقی نام کے ایک شاعر کی مثنوی ملتی ہے جو "معراج نامہ" سے موسوم ہے۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ معراج کو نظم کیا ہے۔ اس میں تقریباً پندرہ سو سے زائد شعر ہیں اور اس کی تصنیف ۱۱۰۰ھ میں ہوئی۔ اس کے کئی نسخے کتب خانہ سالار جنگ و کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں موجود ہیں۔[1]

عادل شاہی دور کے ایک شاعر مختار کی بھی ایک مثنوی "معراج نامہ" ہے جو ۱۰۹۴ھ میں تصنیف ہوئی اور اس میں بھی معراج کے واقعات بہت تفصیل سے لکھے ہیں یہ مثنوی تقریباً ۲۲۰۰ ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔[2]

---

[1] صفحہ ۹۶، ۹۷ - دکن میں اردو [2] صفحہ ۳۰۲ دکن میں اردو -

شعر الہند میں مولانا عبدالسلام ندوی نے تذکرہ قدرت اللہ شوق و تذکرہ غلام محی الدین عشق کی صراحت سے لکھا ہے کہ محمد عادل شاہ کے عہد میں مولانا نصرتی نے ایک "معراج نامہ" لکھا جو ایک سو اکتیس شعروں پر مشتمل ہے۔

عہد مغلیہ میں عبدالمحمد ترین نے ایک مثنوی "شمائل النبی" کے نام سے لکھی جس کا سنہ تصنیف سنہ ۱۱۱۱ھ ہے اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا، اخلاق و عادات کو نہایت خوبی سے قلمبند کیا ہے اس کا ایک قلمی نسخہ "ادارۂ ادبیات اردو حیدرآباد دکن میں محفوظ ہے[1]۔

اس کے بعد اسی دور میں میر فیاض ولی ویلوری نے ایک نعتیہ مثنوی لکھی جس کا نام "روضۃ الانوار" ہے۔ یہ سنہ ۱۱۵۹ھ میں تصنیف ہوئی اور اب نایاب ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا بیان نہایت تفصیل کے ساتھ درج ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے کئی اور بھی مثنویاں لکھیں جن کے نعتیہ اشعار قابل داد و تحسین ہیں۔ اسی دور کے ایک اور شاعر سید محمد فراقی نے نعت گوئی کو اپنا شعار بنا لیا۔ یہ ایک مذہبی آدمی تھے تا دم آخر نعت و منقبت و مرثیہ لکھتے رہے۔ ان کی نعتیہ غزل دستیاب ہوئی ہے جو انتخاب میں درج ہے۔ ان کی اس غزل سے اندازہ ہوتا ہے کہ اب نعت غزل کے (FORM) پر کہی جانے لگی تھی اور کافی ترقی کر چکی تھی۔

شمالی ہند میں یوں تو سودا اور میر کے علاوہ متعدد نعتیہ قصائد لکھے گئے جیسا کہ اس زمانے کا دستور تھا کہ شعراء اپنے دواوین کا آغاز حمد و نعت ہی سے کیا کرتے تھے۔ قدماء کے اس دور میں نظیر اکبرآبادی، جرأت، انشا، ناسخ، مصحفی، میر حسن، میر محمدی بیدار اور رنگین وغیرہ سبھی نے نعتیں لکھیں اور اپنی اپنی طبیعتوں کی اپج سے بڑی مشکل زمینوں میں طبع آزمائی کی۔

---

[1] صفحہ ۲۶۹ دکن میں اردو۔

اور نعت کو صحیح طور پر کہا ان میں سے بعض بہک بھی گئے تاہم قدما کے پہلے دور کی طرح نعت گوئی کو شعار کسی نے نہیں بنایا اور نہ ان مشاہیر شعرا کی طبع آزمائی کے باوجود نعت گوئی مستقل صنف سخن قرار پائی۔ اس کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ اس وقت شعرا بادشاہوں اور امرا کے درباروں سے منسلک تھے اور نت دن بادشاہوں اور امرا کی مدح کے مختلف پہلوؤں پر غور کیا کرتے تھے۔ اس لئے ان کو مبالغہ آرائی اور جھوٹی مدح سے ہٹ کر غور و فکر کا موقع ہی نہیں ملتا تھا اس مبالغہ آرائی کی وجہ سے ان شعرا کی (CREATIVE FEACULTY) صلاحیت تخلیق رفتہ رفتہ مردہ ہوتی جا رہی تھی۔

قدما کے دور میں نعت گوئی کے لئے قصیدہ مخصوص تھا مومن اور غالب نے بھی ان ہی کی تقلید کی لیکن اسی دور میں مولوی غلام امام شہید نے اس میدان کو اور وسعت دی اور قصیدے کے علاوہ غزل، مثنوی اور ترجیع بند وغیرہ میں نعتیں لکھیں جس سے نعت گوئی کا مستقبل کچھ تابناک نظر آنے لگا۔

اگرچہ اس سے قبل بھی شعرا نے نعتیہ مثنویاں اور جستہ جستہ غزلیں بھی لکھی تھیں تاہم ان میں شاعری بہت کم تھی۔ محض عقیدت اور محبت کو سیدھے سادھے الفاظ میں نظم کر دیا تھا۔ لیکن مولوی غلام امام شہید نے ان میں شاعرانہ رنگ کی آمیزش کی تشبیہات و استعارات، بحور کی رنگینی اور ترنم آفرینی سے نعت کو بڑی وسعت دی۔ انھوں نے ایک مخصوص رنگ اپنایا جس نے آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ کا کام کیا۔ اسی دور میں لطف علی خاں لطف بریلوی نے بھی نعت گوئی کو اپنا شعار بنالیا اور کافی شہرت حاصل کی لیکن یہ غلام امام شہید کی سی روحانی شگفتگی اپنے کلام میں پیدا نہ کر سکے۔ پھر بھی انھوں نے زندگی بھر نعت ہی کہی اور اپنا نعتیہ دیوان یادگار میں چھوڑا کرامت علی شہیدی بھی اسی دور کے شاعر

ہیں انھوں نے بھی تا دم آخر نعت ہی کہی اور جب فریضۂ حج کے بعد مدینہ منورہ جا رہے تھے تو راستے میں بیمار پڑے اور تمام منزلیں طے کرنے کے بعد جب "بیر علیؑ" پر پہنچے جہاں سے گنبد خضرا صاف دکھائی دیتا ہے تو ایک حسرت ناک نظر روضۂ مطہر پر ڈالی اور اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ اور اس طرح شہیدی کی یہ آرزو پوری ہو گئی ؎

تمنا ہے درختوں پر ترے روضے کے جا بیٹھے قفس جس وقت ٹوٹے طائرِ روحِ مقید کا

متاخرین کے دور میں یوں تو تقریباً سبھی شاعروں نے نعت کہی لیکن وہ پہلا سا ولولہ اور جوش ختم ہو گیا۔ پھر بھی اسی دور نے ہم کو امیر مینائی جیسا باکمال نعت گو شاعر دیا۔ انھوں نے آخر عمر میں ایک نعتیہ دیوان "محامد خاتم النبیین" ترتیب دیا۔ ان کا کلام بھی عیوب سے پاک نہیں جیسا کہ انھوں نے خود تحریر کیا تھا۔ بہ قول بابائے اردو مولوی عبدالحق (مرحوم) "انھوں نے بہت اعتدال سے کام لیا ہے۔ منشی صاحب کا نعتیہ کلام بہت غنیمت ہے۔"[1]

منشی امیر مینائی اگر ایک دور کے خاتم ہیں تو محسن کاکوروی دوسرے دور کے بانی محسن نے دبستان لکھنؤ میں آنکھ کھولی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب شاعر راہ بھٹک کر ریختی ہرزہ گوئی اور ضلع جگت کے کوچوں میں جا نکلے تھے۔ لیکن اس کے باوجود محسن نے متانت اور سنجیدگی کی راہ اختیار کی اور اپنا موضوع "نعت" انتخاب کیا۔ محسن کے کلام کے مطالعہ کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ موضوع کے اعتبار سے جدت، اسلامی تصوف اور ہندی روحانیت کا امتزاج اور حدیث و اعتقاد کو ملحوظ رکھتے ہوئے مذاق شاعرانہ کے ساتھ نکتہ آفرینی خلوص و محبت کے اظہار میں تہذیب و متانت کا پاس ان کے کلام کی خوبیاں ہیں۔

جدید اردو شاعری کے بانی مبانی خواجہ الطاف حسین حالی نے بھی اس میدان کو

---

[1] چند ہم عصر صفحہ ۲۴

کافی وسیع کیا اور مسدس کے علاوہ بہت اچھے نعتیہ قصائد لکھے۔ حالی کی پُر خلوص آواز میں صدیوں بعد متاثر کرسکی۔ اور اب نعت گوئی نے باقاعدہ ادبی طور پر دلوں میں گھر کرلیا۔ اگر اس دور کو نعت گوئی کا سُنہری دور کہا جائے تو یہ بجا ہے۔

اسی دور نے ہم کو اکبر الٰہ آبادی، علامہ اقبال، ظفر علی خاں، محمد علی جوہر، احمد رضا خاں بریلوی، حسن بریلوی، اکبر وارثی میرٹھی، بیان و یزدانی میرٹھی، حافظ پیلی بھیتی، مہاراجہ کشن پرشاد شاد، اقبال سہیل، دلورام کوثری، شیو پرشاد وہبی اور بیدم شاہ وارثی، جیسے باکمال شعراء دیئے جن کے مفصل حالات کے لئے صفحات کی تنگی دامانی سدِ راہ ہے۔ اُن کا کلام خود ان کا تعارف ہے پھر بھی اجمالی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اردو کی نعتیہ شاعری اس دور کی ممنون احسان ہے اور اس نے اس دور میں ترقی کی بڑی کٹھن منزلیں طے کیں۔ اس کے بعد یہ ترقی یافتہ نعت گوئی دورِ حاضر تک پہونچ جاتی ہے۔

دورِ حاضر نے حفیظ جالندھری، مولانا ابوالوفا، عارف شاہجہاں پوری، نازش حرم حمید صدیقی، بہزاد لکھنوی، ماہر القادری، الم مظفر نگری، انور صابری، ضیاء القادری، جگن ناتھ آزاد، خان نابش، عمر انصاری، بالمکند عرش ملسیانی اور زہینت النساء بیگم شفیق جونپوری، اقبال زبیری اور ساجد صدیقی جیسے باکمال شعراء کو جنم دیا۔ جو آج بھی "نعت" کے ذریعہ ایک نئے قسم کا اخلاقی ادب تخلیق کر رہے ہیں اور ساری دنیا کو انسانی بھائی چارہ، میل محبت اور امن و سلامتی کا پیغام دے رہے ہیں۔

عربی نعت

إِنَّ الرَّسُولَ لَنُورٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ
مُهَنَّدٌ مِنْ سُيُوفِ اللهِ مَسْلُولُ

حضرت کعب بن زہیر رضؓ

حضرت حسان رضؓ بن ثابت

الم تری ان اللہ ارسل عبدہ
کیا تم نے نہیں دیکھا کہ بیشک اللہ نے بھیجا اپنے بندے کو رسول بنا کر

ببرہانہ واللہ اعلیٰ وامجد
اپنی نشانیوں کے ساتھ اللہ کی قسم وہ اعلیٰ و افضل ہے

اغر علیہ للنبوۃ خاتم
شریف سردار ہیں وہ ان پر مہر نبوت ہے

من اللہ مشہود یلوح ویشہد
اللہ کی طرف سے ظاہر ہوتی ہے شہادت اور شہادت دی گئی ہے

وضم الالہ اسم النبی مع اسمہ
اور ملا دیا اللہ نے اپنے نبی کے نام کو اپنے نام کے ساتھ

اذا قال فی الخمس المؤذن اشہد
جس وقت کہ کہا کہ مؤذن نے پانچوں وقت کی اذان میں اشہد ان محمدؐ رسول اللہ

وشق لہ من اسمہ لیجلہ
اور نکالا ان کا نام اپنے نام سے تاکہ روشن ہو جائے اُن کا نام

فذو العرش محمود وھذا محمد
پس عرش والا محمود ہے اور یہ محمدؐ ہیں

نبی اتانا بعد یاس وفترۃ
ایسے نبی جو ہمارے پاس آئے نا اُمیدی اور رسولوں کے انقطاع کے بعد

من الرسل والاوثان فی الارض تعبد
جب کہ روئے زمین پر بتوں کی پرستش کی جا رہی تھی

فامسی سراجا مستنیرا وھادیا

پس آپ چراغ منوّر تھے اور ہادی تھے

یلوح کما لاح الصیقل المھند

چمکتے تھے جیسا کہ چمکتا ہے صیقل شدہ ہندی تلوار

وانذرنا نارا وبشر جنۃ

اور ڈرایا انھوں نے ہمکو دوزخ کی آگ سے اور خوش خبری جنت کی

وعلمنا الاسلام فاللّٰہ نحمد

اور سکھلایا ہم کو اسلام۔ پس اللّٰہ کا شکر ادا کرتے ہیں

تعالیت رب الناس عن قول من دعا

تو عظمت والا ہے، اے لوگوں کے پروردگار

سواک الٰھا، انت اعلیٰ وامجد

ان تمام اقوال سے جو کہ لوگ پکارتے ہیں

لک الخلق والنعماء والامر کلہ

تمام مخلوق اور تمام نعمتیں اور تمام امر ترا ہی ہے

فایاک نستھدی وایاک نعبد

پس خاص تجھ ہی سے ہدایت طلب کرتے ہیں ہم اور

تری ہی عبادت کرتے ہیں ہم

حضرت
عبد اللہ رضؓ
بن رواحہ

روحی الفداء لمن اخلاقہ شہدت

میری روح اس ہستی پر فدا ہے جس کے اخلاق و اطوار اس بات پر شاہد ہیں

بانہ خیر مولود من البشر

کہ بنی نوع انسان میں وہ سب سے افضل ہے

عمّت فضائلہ کل العباد کما

اس کے فضائل و کمالات کا چشمۂ فیض تمام بندوں کو بلا امتیاز

عم البریۃ ضوء الشمس والقمر

اس طرح سیراب کر رہا ہے جس طرح آفتاب ماہتاب کی ضیا باریاں

لو لم یکن فیہ آیات مبینۃ

اگر اس کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کرنے والی واضح نشانیاں نہ بھی ہوتیں

کانت بدیہتہ تغنی عن الخبر

تو خود اس کی ذات اس کے پیغام کی صداقت کے لئے کافی ہوتی۔

حضرتِ کعبؓ بِن زُہَیر

وقال کل خلیل کنت اٰمله
اور کہا کہ ہر دوست کہ میں اُمید کرتا ہوں

لا الھینك انی عنك مشغول
کہ نہ بھولوں گا میں تم کو میں تمھارے ساتھ مشغول ہوں

فقلت خلو سبیلی لا ابا لکم
پس میں نے کہا چھوڑ دو میرا راستہ نہیں پروا کرینگا میں تمھاری

فکل ما قدر الرحمٰن مفعول
پس ہر چیز جو مقدر ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ ہوکر رہے گی

انبئت ان رسول اللّٰه اوعدنی
خبر دیا گیا ہوں میں کہ بلاشبہ اللہ کے رسول نے وعدہ کیا ہی مجھ سے

والعفو عند رسول اللّٰه مامول
اور معافی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اُمید کی ہوئی ہے

مھلا ھداك اللّٰه الذی اعطاك
چھوڑ دے تو ہدایت دے تم کو اللہ تعالیٰ وہ اللہ کہ جسنے دیا تم کو انعام

نافلة القران فیھا مواعیظ وتفصیل
قرآن کہ اس میں وعظ اور تفصیلی احکام ہیں

لاتاخذنی باقوال الوشاۃ ولم

مت مواخذہ کر تو مجھ کو عیب جوئی کرنیوالوں کے اقوال سے

اذنب وان کثرت فی الاقاویل

اور نہیں ہوں میں گنہگار اگرچہ زیادہ ہو جائے میرے بارے میں کلام

لقد اقوم مقاما لو یقوم بہ

تحقیق کہ کھڑا ہوا میں ایسے مقام پر کہ اگر کھڑا ہو اس مقام پر کوئی

اری واسمع مالو یسمع الفیل

اور دیکھتا ہوں اور سنتا ہوں میں ایسی چیز کو کہ اگر سن لے ہاتھی

لظل یرعد الا ان یکون لہ

تو البتہ چیخنے لگے گا مگر یہ ہے اس کے لیے اللہ کا حکم

من النبی باذن اللہ تنویل

نبی کا عطیہ

ان الرسول لنور یستضاء بہ

بیشک اللہ کے رسول البتہ نور ہیں روشنی حاصل کی جاتی ہے

مھند من سیوف اللہ مسلول

ان کی ذات سے اور سیف قاطع ہیں اللہ کی سونتی ہوتی تلواروں سے

حضرت علی رض کرم اللہ وجہہ

ان عبدا اطاع ربا جلیلا
بلاشبہ بندے نے اطاعت کی رب جلیل کی
وقفا الداعی النبی الرسولا
اور پیروی کی بلانے والے کی بھی جو نبی اور رسول ہیں
فصلوۃ الالہ تنزل علیہ
بس رحمت کاملہ نازل ہو خداوند تعالیٰ کی ان پر مسلسل
فی دجی اللیل بکرۃ واصیلا
رات کی تاریکیوں میں صبح اور شام
ان ضرب العداۃ بالسیف یرضی
بیشک دشمنوں کا مارنا تلوار سے خوش کرتا ہے
سیدا قادرا ویشفی علیلا
سردار کو جو قادر ہے اور شفا دیتا ہے مریض کو
لیس من کان قاصدا مستقیما
نہیں ہے کوئی شخص جو اختیار کرنے والا ہو سیدھا راستہ
مثل من کان هاویا وذلیلا
مثل اس شخص کے جو گرا ہو ذلیل
حسبی اللہ عصمۃ لاموری
کافی ہے میرا اللہ میرے کاموں کی حفاظت کے لئے
وحبیبی محمد لی خلیلا
اور میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے سچے دوست ہیں

حضرت
فاطمہ رضؓ زہرا

ماذا علی من شم تربت احمد

کیا چاہیے اس کو احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تربت کو سونگھے

ان لا یشم مدی الزمان غوالیا

اس کو چاہیے کہ عمر بھر کوئی خوش بو نہ سونگھے

صبت علی مصائب لو انہا

مجھ پر وہ مصیبتیں پڑیں کہ جو دنوں

صبت علی الایام صرن لیالیا

پر پڑتیں تو دنوں کی راتیں ہو جاتیں



فارسی نعت



ہزار بار بہ شویم دہن ز مشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست

عرفی شیرازی



شیخ سعدی شیرازی

زباں تا بود در دہاں جائگیر
ثنائے محمدؐ بود دل پذیر
حبیبؐ خدا اشرفِ انبیاؑ
کہ عرشِ مجیدش بود متکا
سوارِ جہانگیر یکراں براق
کہ بگذشت از قصرِ نیلی رواق



حافظ شیرازی

دوش از جناب آصف پیکِ بشارت آمد
کز حضرتِ سلیماں عشرت اشارت آمد

خاکِ وجود مارا از آبِ بادہ گِل کن
ویراں سرائے دل را گاہِ عمارت آمد

ایں شرحِ بے نہایت کز حسنِ یار گفتند
حرفیست کز ہزاراں اندر عبارت آمد

بر تختِ جسم کہ تاجش معراجِ آفتابیست
ہمت نگر کہ موری با ایں جسارت آمد

عیبم بہ پوش زنہار اے خرقۂ می آلود
کاں پاک دامن اینجا بہرِ زیارت آمد

امروز جائے ہر کس پیدا شود ز خوباں
کاں ماہِ مجلس افروز اندر صدارت آمد

آلودۂ تو حافظ فیضے ز شاہ در خواہ
کاں عنصرِ سماحت بہرِ طہارت آمد

عبدالرحمن جامی

لِی حَبِیبٌ عَرَبِیٌّ مَدَنِیٌّ قُرَشِیٌّ
کہ بود درد و غمش مایۂ شادی و خوشی

مصلحت نیست مرا سیری ازاں آبِ حیات
ضَاعَفَ اللّٰہُ بِہٖ کُلَّ زَمَانٍ عَطَشِیْ

ذرہ دارم بہ ہوا داریِ او رقص کناں
تا شد او شہرۂ آفاق بہ خورشید وشی

گرچہ صد مرحلہ دور است ز پیشِ نظرم
وَجْھُہٗ فِیْ نَظَرِیْ کُلَّ غَدَاۃٍ وَّعَشِیْ

جامی اربابِ وفا جز رہِ عشقش نروند
سر مبادت کہ ازیں راہ قدم باز کشی



خاقانی

بر آستانِ کعبۂ مصطفےٰ کنم ضمیر
زو نعت مصطفائی مرتّکا برآورم

دیباچۂ سراچۂ دُگل خواجۂ رُسُل
کز خدمتش مرادِ دو جہاں برآورم

سلطانِ شرع، خادم او لا لائی ہلا
من سر بپائے بوسی لا لا برآورم

در بارگاہِ صاحبِ معراج ہر زماں
معراجِ دل بہ جنّت ماوا برآورم

گردِ حتش بخاکِ سراندیب اداکنم
کوثر ز خاکِ آدم و حوا برآورم

کے باشد آں زماں کہ رسم بار حضرتش
آوازِ یا مُغیث اغثنا برآورم

زاں غصّہا کہ دارم از آلودگانِ عصر
غلغل دراں حظیرۂ علیا برآورم

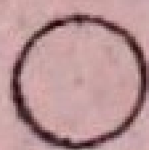
دارا و داور ہست جہاں را من از جہاں
فریاد پیشِ داور و دارا برآورم

اصحاب خویش چوں سگِ کہف اندراں حریم
آہ از شکستگی ز سر و پا برآورم

اسمائے طبع من بمعراج ثنای اوست
زاں فالِ سعد اختر اسما برآورم

امروز کز شناس مراہست کوثرے
رخت از گو ثری بہ ثریا برآورم

فردا من از شفاعتِ او کار آں سرائے
در حضرتِ خدائے تعالیٰ برآورم



غوث الاعظمؒ

غلام حلقہ بگوشِ رسولِؐ ساداتم
زہے نجات نمودن حبیب و آیاتم
کفایت است زروح رسولؐ اولادش
ہمیشہ وردِ زباں جملۂ مہاماتم
زغیرِ آلِ نبیؐ حاجتے اگر طلبم
روا مدار یکے از ہزار حاجاتم
دلم زعشقِ محمدؐ پرست و آلِ مجید
گواہ حالِ من است ایں ہمہ حکایاتم
چو ذرّہ ذرّہ شود ایں تنم بہ خاکِ لحد
تو بشنوے صلٰوات از جمیع ذرّاتم
کمینہ خادمِ خدّامِ خاندانِ توام
زخادمیِ تو دائم بود مُباہاتم
سلام گویم و صلوات بر تو ہر نفسے
قبول کن بہ کرم ایں سلام و صلواتم

عرفی شیرازی

پس از مشاہدۂ جمع سرورے دیدم | کہ بود بر صفِ اصحابِ قرب صدر صدور
جمالِ صدر نشیناں ز نورِ چہرۂ او | چو انجم از اثرِ شاہِ اختراں مستور
فرو شدم بہ تحیّر کہ یارب ایں کہ بود | کہ ہست صورتِ او زیبِ معنیٔ جمہور
ہنوز در دلم ایں معنیٔ خجستہ اثر | ق زشاہ را تحیّر نکردہ بود عبور
کہ گفت شاہدِ تنہا نشینِ مسندِ حسن | زروئے مہر کہ اے از رہ بصیرت دور
کدام کحل کہ نگرفتے از ہدایتِ ما | ہنوز دیدۂ معینت ہست عینِ قصور
اجازتِ قدمِ او بہ یار تا بد ہم | کہ ہست منّت ازیں توتیا بدیدۂ کور
دگر صبورۂ تا بگویم ایں آں ست | کہ ما بروزِ ازل ناظریم و او منظور
بہ صورت آئینۂ حسنِ ما بہ معنیٔ ما | روانِ صورت و معنی بذاتِ او مسرور
ز آستیں نہ رسیدی بجیبِ دستِ وجود | اگر نہ گوہرِ او داشتے ہوائے ظہور
طرازِ صورت و معنی محمدِ عربی | کہ خلقِ ما بادب نامِ او کنند مذکور
بعہدِ حکمِ تو امرِ قضا چناں منسوخ | کہ از نزولِ کلامِ مجید حکمِ زبور
اگر ز روئے ضمیرت نقاب برخیزد | برنگ سایہ شود آفتاب طعمۂ نور
شہا توئی کہ زکاتِ بضاعتِ کرمت | دو کونِ راز گراں مائگی کند معمور
منم کہ کردہ ام از ننگِ شرکتِ نوعے | نصیبِ فرقۂ انساں ہزار گونہ قصور

بشوئے روئے سیاہم ز آبِ احسانت
کہ تیرگی برد از چہرۂ شبِ دیجور

قدسی ایرانی

مرحبا، سیّدِ مکّی، مدنی العربی!
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

منِ بے دل بہ جمالِ تو عجب حیرانم
اللہ اللہ! چہ جمال است بدیں بوالعجبی

نسبت نیست بذاتِ تو بنی آدم را
برتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

شبِ معراج عروجِ تو از افلاک گزشت
بمقامی کہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی

نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام
زاں شدہ شہرۂ آفاق بہ شیریں رطبی

ذاتِ پاکِ تو دریں ملکِ عرب کردہ ظہور
زاں سبب آمدہ قرآں بہ زبانِ عربی

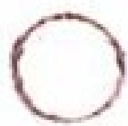
نسبتِ خود بہ سگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بہ سگِ کوے تو شد بے ادبی

بردرِ فیضِ تو استادہ بصد عجز و نیاز
رومی و طوسی و ہندی، یمنی و حلبی

عاصیانیم زماں نیکیِ اعمال مخواہ
ربے یار دۓ شفاعت کن از بے سببی

چشمِ رحمت بکشا سوے من انداز نظر
اے قریشی لقبی، ہاشمی و مطّلبی

سیّدی انت حبیبی و طبیب قلبی
آمدہ سوے تو قدسی پئے درماں طلبی



خواجہ نظیری

صفا از عقدۂ دلہاست آں زلفِ معقّد را
بحمد اللہ کہ ربطے ہست با مطلق مقیّد را

کہ دادے روح را با جسم الفت گر نہ گردیدے
محمدؐ کاروان سالار ارواح مجرّد را

بہ یک حسن و شمائل طرح عشق افگندہ شد ورنہ
نمی دادند نقشِ ہستی ایں لوح زبرجد را

بہ مکتب خانہ سرّ مصحف از برداشت آں روزے
کہ عقل کل نمی کرد از الف بے فرقِ ابجد را

حدیثِ دل فروزش بس کہ شد مجموعۂ حکمت
حکیماں جلد می سازند اوراقِ مجلّد را

بہ مسکن بستر از پہلوے گرمش سرد ناگشتہ
کندسطے بر براقِ معرفت اقصاے مقصد را

وجودِ مرکزِ پرکار عالم کے شدے ثابت
احد خود قاب قوسین از نبودے میم احمدؐ را

گرامی میہمانے در کہ امشب میزباں دارد
ملائک صف بہ صف بربست و عرش آراست مسند را

نظیری نشاد ذوقے ز جامِ ہوش منداں کن
مے و مطرب پریشاں می کند مستان سرد را

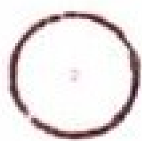
محبوبِ الٰہی حضرت نظام الدین اولیاؒ

صبا بہ سوئے مدینہ رو کن، ازیں دعا گو سلام برخواں
بگرد شاہِ رسل بگرداں، بہ صد تضرع پیام برخواں

بشو زمن صورتِ مثالی، نماز بگزار اندراں جاں
بہ لحنِ خوش سورۂ محمدؐ، تمام اندر قیام برخواں

بہ بابِ رحمت گہے گزر کن، بہ بابِ جبریل گہہ جبیں سا
سلام ربّی علیٰ نبیؐ گہے بہ بابِ السّلام برخواں

بہ لحنِ داؤد ہم نوا شو، بہ نغمۂ درد آشنا شو
بہ بزمِ پیغمبرؐ ایں غزل را ز عبدِ عاجز نظام برخواں



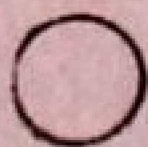
امیر خسرو دہلوی

نمی دانم چہ منزل بود شب جائے کہ من بودم
بہر سو رقصِ بسمل بود شب جائے کہ من بودم

پری پیکر، نگارے سرو قدے، لالہ رخسارے
سراپا آفتِ دل بود شب جائے کہ من بودم

رقیباں، گوش بر آواز او درناز من ترساں
سخن گفتم چہ مشکل بود شب جائے کہ من بودم

خدا خود میرِ مجلس بود اندر لامکاں خسرو
محمدؐ شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم



اسد اللہ خان غالبؔ دہلوی

حق جلوہ گر ز طرزِ بیانِ محمدؐ است
آرے کلام حق بزبان محمدؐ است

آئینہ دار پرتو مہر است ماہتاب
شان حق آشکار زشان محمدؐ است

تیر قضا ہر آئینہ در ترکش حق است
امّا کشاد آں زبانِ محمدؐ است

دانی اگر بہ معنی لولاک وارسی،
خود ہر چہ از حق است ازانِ محمدؐ است

ہر کس قسم بداں چہ عزیز است می خورد
سوگندِ کردگار بہ جانِ محمدؐ است

غالبؔ ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است



سر سید احمد خاں

فلاطوں طفلکے باشد بہ یونانے کہ من دارم
مسیحا رشک می آرد زدرمانے کہ من دارم

زکفرِ من چہ می خواہی، زایمانم چہ می پرسی
ہماں یک جرعہ عشق است ایمانے کہ من دارم

خدا دارم دلِ بریاں زعشقِ مصطفےٰ دارم
نہ دارد ہیچ کافر ساز و سامانے کہ من دارم

زجبریلِ امیں قرآں بہ پیغامے نمی خواہم
ہمہ گفتارِ معشوق است قرآنے کہ من دارم

ز برہاں تا بہ ایماں سنگہا دارد رہ واعظ
نہ دارد ہیچ واعظ ہم چو برہانے کہ من دارم



قدیم اُردُو نعت

ارے مجنوں ہوا بدنام توں لیلیٰ کو دل دے کر
اگر میرے نبیؐ کو دل دیا ہوتا تو کیا ہوتا

فراقی بیجاپوری

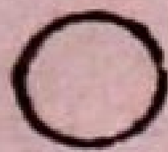
سیّد محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز

اے محمدؐ! ہجلو جم جم جلوہ ترا
ذات تجلی ہوے گی سیس سپورنہ سہرا

واحد اپنی آپ تھا، اپیں آپ بجھایا
پرکشہ جلوہ کار نے الف میم ہو آیا
عشقوں جلوہ دینے کر کاف نون بسایا

لولاک لما خلقت الافلاک خالق پالائے
فاضل افضل جتنے مرسل ساجد سجود ہو آئے
امتاں رحمت بخشش، ہدایت تشریف پائے

مخفی مانوں معشوق کہ ظاہر شہبار کلائے
عشق کے جیتی چندر بندا اپنی آپ دکھائے
الآن کما کان پھر آپیں آپ سمائے



محمد قلی قطب شاہ

اسم محمدؐ تجے اہے، جگت میں سو خاقانی مجھے
بندہ نبیؐ کا جم دسے، ہمتی سے سلطانی مجھے

شاہاں غروری ٹھاؤں کرتے ہیں اپنی دھاؤں سے تجھے
مستی مری تج ناؤں تھے، کیستی ہے دیوانی مجھے

سب جگ بھلے ہیں گیان میں، ہیں تا بھلوں لا ان میں
لکھیے ازل بھوماں میں، ہے رازِ پنہانی مجھے

اس ناؤں کی برکت تھے، مج سربلندی تا فلک
آکھیں سدا سارے ملک، تو یوسفِ ثانی مجھے

کیا ڈر مجھے فرعون کا، ہور ساحری افسون کا
موسےؑ عصا زیتون کا، ہے تیغ ربانی مجھے

مارا جو ہے شیطان میں، سنچرے نہ قطبا کان میں
اُمید کے گل دان میں، بارا ہے رحمانی مجھے

شاہاں سنے بھوماں بھجے، کرتا بڑائی جان سے تجھے
اُن پہ یا علیؑ کے دان تھے تشریف شاہانی مجھے

عبداللہ قطب شاہ

نکھ فیض سوں پھر آیا دن دینِ محمدؐ کا
آفاق صفا پایا، دن دینِ محمدؐ کا

یوں عید تمن ساجے نصرت کے عجیں باجے
ہے جگ کے نبیؐ راجے، دن دینِ محمدؐ کا

گلشن میں شریعت کے پُھل کھیلے طریقت کے
پُر مِل سوں حقیقت کے، دن دینِ محمدؐ کا

روشن ہوئے اسماناں، چمکائے رتن کھاناں
خط لیوائے مسلماناں، دن دینِ محمدؐ کا

جو بارہ اماماں ہیں، لاکھوں ان پہ سلاماں ہیں
ہم ان کے غلاماں ہیں، دن دینِ محمدؐ کا

صدقے نبی عبداللہ شہ کوں ہے مدد اللہ
پنجتن گوا باللہ، دن دینِ محمدؐ کا

قاضی محمود بحری

محمدؐ گر مدد ہوگا ہمارا
سکل دکھ درد رد ہوگا ہمارا

اگر صحرا رہو مل دام ہو دد
او سارا دام دد ہوگا ہمارا

اگر عالم سکل آ گا عدو ہو
او اللہ الصمد ہوگا ہمارا

کرم اس کا دس آگا کم ہو ہر گاہ
اگر کو لا اسد ہوگا ہمارا

موحد کا معما کھول محمود
اور احمدؐ گر احد ہوگا ہمارا

سید محمد فراقی بیجاپوری

مدینے میں اگر پیدا ہوا ہوتا تو کیا ہوتا
محمدؐ کی گلی بہتر نتا ہوتا تو کیا ہوتا

عبث خوباں کی گلیوں میں نہ کرتوں عمر ضائع اے دل
مدینے کی زیارت کو گیا ہوتا تو کیا ہوتا

ارے مجنوں! ہوا بدنام توں لیلیٰ کو دل دے کر
اگر میرے نبیؐ کو دل دیا ہوتا تو کیا ہوتا

ازل کی دین میں یارب اگر مفلس بھکاری ہوں
نبیؐ کے آستانے کا گدا ہوتا تو کیا ہوتا

نظر ہے علم منطق ہور معانی میں فراقی کو
اگر علمِ حدیثِ مصطفےٰؐ ہوتا تو کیا ہوتا

سراج اورنگ آبادی

نام تیرا مطلع فہرست ہے دیوان کا
ہے زباں کا ورد خاصا اور وظیفہ جان کا

جی سے بیتی مجھ ہار بلک کی سدا سمرن کو پھیر
دور کر من سے خیال مَن عَلَیہا فَان کا

یا محمدؐ! تجھ کرم سیں ہوں سدا امیدوار
جلوۂ ایمان دے اور بھید کہہ انسان کا

کر سراسر شوق میں بے ہوش مجھ کو یا حبیبؐ
دے مجھے بھر کر پیالہ نشہ عرفان کا

تو احد ہے نام تیرا احمدؐ بے میم ہے
زیب پایا تجھ صفت سے ہر ورق قرآن کا

اے سراجؔ اپنی خودی کھو بے خودی میں محو کر
شغل جاری کر ہر اک دم میں ہو الرحمٰن کا

ولی
گجراتی (دکھنی)

عشق میں لازم ہے اول ذات کوں فانی کرے
ہو فنا اللہ، دائم یادِ یزدانی کرے
مرتبہ خُلّت پناہی کا وہ پاوے گا جو کئی
مثلِ اسماعیلؑ اول جی کوں قربانی کرے
جو اپس تن کو گلا دے عشق میں ہر صبح و شام
وجہ کامل ہو سدا جوں ماہ تابانی کرے
سُرخ رو ہو، آبرو دو جگ میں پاوے اے عزیز
دل کو لوہو کر اول لوہو سوں جو پانی کرے
حشر میں شیریں ہو وہ، حق سوں سنے شیریں بچن
شوق میں دل کوں جو فرہادِ کوہستانی کرے
یا محمدؐ! دو جہاں کی عید ہے تجھ ذات سوں
خلق کو لازم ہے جی کوں تجھ پہ قربانی کرے
جس مکاں میں ہے تمھاری فکرِ روشن جلوہ گر
عقل اول آکے واں اقرارِ نادانی کرے
کیا ملک، کیا انس و جن، یہ جگ میں یک کس کو سکت
خط بنا تجھ کہے جو تفسیرِ قرآنی کرے
دیکھ طوبیٰ قد ترا جنبش میں آوے شوق سوں
جب گلستانِ ارم کی تو خرامانی کرے
عارفاں بولیں گے جان و دل سے لاکھوں آفریں
جب ولیؔ تیری مدح میں گوہر افشانی کرے

شاہ حاتم

محمدؐ صاحبِ ایجاد و ایماں
کہ جس کی شان میں آیا ہے قرآں

سرو سردار جگ کے سروروں کا
جماعت دار سب پیغمبروں کا

گئے سب انبیا اس آرزو میں
رِدا اس رنگ کی کملی کسو میں

اتر سدرہ سیتی ہر پیر جبریل
کیا علم حقیقت خوب تحصیل

سریر و سروری باباسلیمانؑ
چلا جن دیو پری پر اس کا فرماں

وہی تھا نور تیرا ساتھ اسکے
انگوٹھی نام کو تھی ہاتھ اسکے

نبیؐ کی آل پر سے وار جاتا
اسی بارہ پلے سے پار جاتا

مرزا محمد رفیع سودا

دلا دریائے رحمت قطرہ ہے آبِ محمد کا
جو چاہے پاک ہو پیرو ہو اصحابِ محمد کا

محمد علم کا گھر اور علی اُس کا ہے دروازہ
غلام اُس کا ہو تو جو کلب ہو بابِ محمد کا

قدِ رعنا جب اپنا خم کیا بہرِ نماز ان نے
ہوا اُس وقت ساجد کعبہ محرابِ محمد کا

زمین و آسماں ہوں کیوں نہ روشن نور سے اسکے
کہ ہے اک پرتوِ خورشید مہتابِ محمد کا

کہا پیرِ خرد نے موجبِ خمِ پشت گردوں کو
یہ بختی بارکش رہتا ہے اسبابِ محمد کا

ادا کس کی زباں سے ہو سکے شکر اس کی نعمت کا
دو عالم ریزہ چینِ حق کیا قابِ محمد کا

ہوا ہے کیا کچھ اہلِ بیت پر سودا نہ دم مارا
خدا بن کون ہے آگاہ آدابِ محمد کا

میر تقی میر

جرم کی کچھو شرم گینی یا رسولؐ! ۔۔۔ اور خاطر کی حزینی یا رسولؐ!
کھینچو ہوں نقصان دینی یا رسولؐ! ۔۔۔ تیری رحمت ہے یقینی یا رسولؐ!
رحمۃ للعالمینی یا رسولؐ! ۔۔۔ ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

ہو رہے ہیں ہم جو دوزخ کے حطب ۔۔۔ سر پہ یہ اعمال لائے ہیں غضب
رکھتے ہیں چشم عنایت تجھ سے سب ۔۔۔ تجھ سوا کس سے کہیں احوال اب
رحمۃ للعالمینی یا رسولؐ! ۔۔۔ ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ!

روؤں ہوں شرم گنہ سے زار زار ۔۔۔ بے عنایت کچھ نہیں اسلوب کار
دل کو جب ہوتا ہے اگر اضطرار ۔۔۔ زیر لب کہتا ہوں یہ میں بار بار
رحمۃ للعالمینی یا رسولؐ! ۔۔۔ ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

سبز برپا ہوگا جب تیرا نشاں ۔۔۔ آفتاب حشر میں ہے سر اماں
ہووے گی انواع خلقت جمع واں ۔۔۔ کیوں نہ ہووے میر اس کے دو جہاں
رحمۃ للعالمینی یا رسولؐ! ۔۔۔ ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ!

جب تلک تاثیر کا تھا کچھ گماں ۔۔۔ گہ قرآں خواں میر تھے گہ سبحہ خواں
وقت یکجاں تو نہیں اے دوستاں ۔۔۔ اب یہی ہے ہر زباں ورد زباں
رحمۃ للعالمینی یا رسولؐ! ۔۔۔ ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ!

میر حسن دہلوی

نبی کون یعنی رسولِ کریم | نبوت کے دریا کا دُرِّ یتیم
ہوا گو کہ ظاہر میں اُمی لقب | پہ علمِ لدنی کھلا دل پہ سب
بغیر از لکھے اور کیے بے رقم | چلے حکم پر اسکے لوح و قلم
کیا حق نے نبیوں کا سردار اسے | بنایا نبوت کا حقدار اسے
نبوت جو کی حق نے اس پر تمام | لکھا اشرف الناس خیر الانام
بنایا سمجھ بوجھ کر خوب اسے | خدا نے کیا اپنا محبوب اسے
کہوں اس کے قد کا کیا میں بیاں | کھڑے ہوں جہاں باندھ صف مرسلاں
محمد کے مانند جگ میں نہیں | ہوا ہے نہ ایسا نہ ہوگا کہیں
یہ تھا رمز اس کے جو سایا نہ تھا | کہ رنگِ دوئی واں تک آیا نہ تھا
نہ ہونے کا سایے کے تھا یہ سبب | ہوا صرف کعبہ کی پوشش میں سب
نہ ڈالی کسی شخص پر اپنی چھاؤں | کسی کا نہ منھ دیکھا دیکھ اپنے پاؤں
وہ ہوتا زمیں گیر کیا فرش پر | قدم اس کے سایے کا تھا عرش پر
جہاں تک کہ تھے یاں کے اہلِ نظر | سمجھ کر یہ نورِ کحل البصر
سبھوں نے لیا پتلیوں سے اٹھا | زمیں پر نہ سایے کو گرنے دیا
سیاہی کی پتلی کا ہے یہ سبب | وہی سایہ پھرتا ہے آنکھوں میں اب

دگر نہ یہ تھی چشم بینی کہاں
بنا ہے تو روشن ہے سارا جہاں

نظیر اکبرآبادی

تم شہِ دنیا و دیں ہو یا محمد مصطفیٰ　　سرِ گروہِ مرسلیں ہو یا محمد مصطفیٰ
حاکمِ دینِ متیں ہو یا محمد مصطفیٰ　　قبلۂ اہلِ یقیں ہو یا محمد مصطفیٰ
رحمۃ للعالمیں ہو یا محمد مصطفیٰ

آسماں تم نے شبِ معراج کو روشن کیا　　عرش و کرسی کو قدم سے اپنے دی نور و ضیا
رنگ و بو گلشن کی جنت سے بڑھا دی برملا　　جس جگہ وہمِ ملائک کو نہیں ملتی ہے جا
واں گئے تم مسند نشیں ہو یا محمد مصطفیٰ

ہے تمہاری پشت پر مہرِ نبوت کا نشاں　　اور تمہارا مصحفِ طٰہٰ و یٰسیں میں عیاں
معجزے جو ہیں تمہارے ہووے کب اُن کا بیاں　　کشورِ اعجاز جو ہے اس کی تم ہو عز و شاں
صاحبِ تاج و نگیں ہو یا محمد مصطفیٰ

تم ظہورِ اولیں ہو یا محمد مصطفیٰ　　ہمدمِ جاں آفریں ہو یا محمد مصطفیٰ
وجہِ قرآنِ مبیں ہو یا محمد مصطفیٰ　　نزہتِ بستانِ دیں ہو یا محمد مصطفیٰ
زینتِ خلدِ بریں ہو یا محمد مصطفیٰ

میر محمدی بیدارؔ دہلوی

ہے نام ترا باعثِ ایجادِ رقم کا
محتاج نہیں وصف ترا لوح و قلم کا

تجھ گنجِ محبت کا طلبگار ہوں ہوں
نے طالبِ دینار نہ مشتاق درم کا

پہنچائیو واں مجکو تئیں حشر میں یارب
سایہ ہو جہاں احمدِ مرسل کے علم کا

شاہِ دو جہاں، فخرِ زماں، سرورِ پاکاں
ہے کحلِ بصر ذرہ خاک اس کے قدم کا

ہر ذرہ ہے خورشید شفاعت کا طلبگار
اس سے کہ وہ بخشندہ ہے عصیانِ امم کا

تشریفِ شرف صدق نے صدیقؓ سے پایا
مشہورِ جہاں اس سے ہوا نام کرم کا

لے ہاتھ میں شمشیر عدالت کی عمرؓ نے
قبضے میں کیا ملک عرب اور عجم کا

عثمانؓ کی ثنا اس کی ہے تقریر سے افزوں
تحریر کرے کیا، نہیں مقدور قلم کا

سلطانِ ولایت اسد اللہؓ کہ جس کی
ہیبت سے جگر آب ہے شیرانِ حرم کا

ظالم کشی و عدل سے اس سرورِ دیں کی
حک صفحۂ عالم سے ہوا نام ستم کا

ہو جلوہ گر آئینۂ تشبیہ میں تنزیہ
گر تفرقہ اٹھ جائے وجود اور عدم کا

اس ہستیٔ موہوم پہ غفلت میں نہ کھو عمر
بیدار ہو آگاہ بھروسہ نہیں دم کا

مولانا محمد اسماعیل شہید دہلوی

اسی سے ہے مقصود اصلی خطاب — وہی ہے گا مضمونِ اُمّ الکتاب
خصوصاً کہ جو اکمل انسان ہے — وہ سارے صحیفوں کا عنوان ہے
وہ انسانِ اکمل ہے سنتے ہو! کون؟ — ہوئے مفتخر جس سے یہ دونو کون
نبیؐ البرایا، رسولِؐ کریم — نبوت کے دریا کا دُرِّ یتیم
حبیبِؐ خدا، سید المرسلینؐ — شفیع الورا، ہادیِ راہِ دیں
محمدؐ ہے نام ان کا، احمدؐ لقب — بیاں ہو سکے منقبت ان کی کب
دل ان کا جو ہے مخزنِ سرِّ غیب — مبرّا خطا سے ہے بے شک و ریب
زباں ان کی ہے ترجمان قِدم — ہوا باغِ دیں جس سے رشکِ ارم
بہ ظاہر جو ہے مقطعِ انبیاؐ — حقیقت میں ہے مطلع اصفیاء
ہے اول ہی پیدا ہوا ان کا نور — بہ ظاہر گیا گو کہ آخر ظہور
جو اس میں تامل ذرا کیجیے — ابھی نکتہ باریک پا لیجیے
کہ جب سب سے اکمل وہ انساں ہوا — تو بے شک وہ تصویر رحماں ہوا
ہے دستور یہ ناظموں کا تمام — کہ آخر کو ہوتا ہے ناظم کا نام
سو تھا انبیاؐ کا قصیدہ عجیب — ہوا ختم اس کا بہ نہج غریب
تخلص کا موقع تھا یاں جہاں — سو تصویرِ ناظم ہوئی واں عیاں

الٰہی ہزاروں درود اور سلام
تو بھیج ان پہ اور ان کی امت پہ عام

غلام ہمدانی مصحفی

حنا سے ہے یہ تری سرخ اے نگار انگشت
کہ ہو نہ پنجۂ مرجاں کی زینہار انگشت

ہلال و بدر ہوں یک جا عرق فشانی کو
رکھے جبیں پہ جو تو کرکے تابدار انگشت

بیاں ضرور ہے اب دستِ تیغ کا اُسکے
نکل گئی سپر مہ سے جس کی پار انگشت

محمدِ عربی معجزوں کا جس کے کبھی
نہ کر سکے فلکِ پیر کا شمار انگشت

چمن میں اس کی رسالت کا جب کچھ آئے ہے ذکر
علم کرے ہے شہادت کی شاخسار انگشت

وظیفہ جس کا پڑھے ہے یہ دانۂ شبنم
دعا میں جس کی ہے کھولے ہوئے چنار انگشت

اگر ہو مہرۂ گہوارۂ سنگِ فرش اس کا
نہ چوسے اپنی کبھی طفلِ شیر خوار انگشت

اٹھا دے گر کفِ افسوس ملنے کی وہ رسم
نہ ہووے پھر کبھی انگشت سے دوچار انگشت

کرے جو وصف وہ اس تاجِ انبیا کی رقم
قلم کی جوں نے نرگس ہو تاجدار انگشت

انشاء اللہ خاں انشا

آپ خدا نے جب کہا صلِّ علیٰ محمدؐ
کیوں نہ کہیں پھر انبیا صلِّ علیٰ محمدؐ
عرش سے آتی ہے صدا صلِّ علیٰ محمدؐ
نورِ جمالِ کبریا صلِّ علیٰ محمدؐ
صلِّ علیٰ نبینا صلِّ علیٰ محمدؐ

عرش کے کچھ نہیں فقط قائمۂ جلیل پر
لوحِ جبینِ مہر پر چشمۂ سلسبیل پر
ثبت یہی نقوش ہیں عدن کی ہر فصیل پر
ہے خطِ نسخ سے لکھا شہ پرِ جبرئیلؑ پر
صلِّ علیٰ نبینا صلِّ علیٰ محمدؐ

لمعۂ ذاتِ کبریا باعثِ خلقِ جزو کل
فخرِ جمیعِ مرسلیں رہبر و ہادیِ سُبُل
نور سے جس کے ہو گئی آتشِ کفر بجھ کے گل
بعدِ نماز تھا یہی وردِ وظیفۂ رسُلؑ
صلِّ علیٰ نبینا صلِّ علیٰ محمدؐ

بھیجتے ہیں سدا درود وحش و طیور و انس و جن
حورِ بہشت جاوداں کس کو ملے ہیں اس کے بن
واہ عجیب چیز ہے قلب ہو جس سے مطمئن
انشا اگر نجات تو چاہے تو پڑھ یہ رات دن
صلِّ علیٰ نبینا صلِّ علیٰ محمدؐ

شیخ قلندر بخش جرأت

محمد ہے نبیؐ ممدوح ذاتِ کبریائی کا
کہے بندہ گر اس کی مدح دعوی ہے خدائی کا

سپہر معرفت حقا وہ ہے مہر الوہیت
کہ جس کا دیدِ روشن آئینہ ہے حق نمائی کا

منور کیوں نہ اسکے نور سے ہو خانۂ طاعت
کہ روشن کرنے والا ہے وہ شمعِ پارسائی کا

گروہ انبیا میں وہ ہی حق کا برگزیدہ ہے
سوا اس کے لقب کس کو ملا ہے مصطفائی کا

رکھے ہے منزلت یہ آستانِ سرورِ عالم
کہ فخرِ سلطنت ہے مرتبہ واں کی گدائی کا

اسی کے عشق میں پابند الفت وہ دلا ہر دم
کہ ہووے گا یہی روزِ جزا موجب رہائی کا

سراپا نورِ حق نامِ خدا کہیے نہ کیوں اس کو
کہ جس کا نقش پا ہو جبہ سا ساری خدائی کا

بلند اس کا وہ ایوانِ مراتب ہے کہ واں کب ہے
خیالِ ساکنانِ عرش کو یارا رسائی کا

دلیل اس کی ہے یکتائی کی یہ لا دیکھ جرأت
کہ تھا سایہ نہ اس محبوبِ ذاتِ کبریائی کا

سعادت یار خاں رنگین دہلوی

لکھوں نعت اس کی میں کس طرح ساری
براق ارتی تھا جس کی اک سواری

بڑا ہے عرش سے بھی ان کا پایا
کہ سب کچھ جن کی خاطر ہے بنایا

بظاہر گرچہ وہ اُمی تھے لیکن
بھرا تھا علم سے کل ان کا باطن

وہ باتیں ان کے تھیں نزدیک آساں
کہ جن کو کر نہ سکے مطلق نہ انساں

بیاں تم سے کریں کیا ان کے اوقات
یہ الفت ان کو تھی ہم سے کہ دن رات

جناب کبریا میں کر کے زاری
طلب کرتے تھے آمرزش ہماری

اگر حامی نہ ہوتے ایسے کامل
تو بے شک ہم کو پڑتی سخت مشکل

نبی کتنے گئے اس غم میں روتے
کہ اے کاش ان کی ہم اُمت میں ہوتے

تلف یوں ہی ہوئی سب ان کی رقت
بر آوے گی مگر عیسیٰؑ کی حسرت

سراہیں اپنی ہم قسمت کو رنگین
کہ امت میں ہوئے ہم ان کے بے کیں

نواب محبت خاں محبت بریلوی

محمد مصطفےٰ رنگِ گلِ عشق
دو زلف اُس کی بہارِ سنبلِ عشق

کیا معشوق ہو کر اس نے طےِ عشق
اُسی کو عشق ہے اور عشق ہے عشق

وہی تصدیقِ صادق اور وہی عشق
وہی معشوق عاشق اور وہی عشق

وہی ہے آفتابِ انورِ عشق
اُسی سے ہے درخشاں اخترِ عشق



شیخ امام بخش ناسخ

دکھا اس کو جہاں میں غل ہوا جس کی آمد کا
الٰہی ہوں بہت مشتاق دیدارِ محمدؐ کا

گھسے مثلِ قلم پائے طلب لیکن نہ ہاتھ آیا
نشانِ سایۂ احمدؐ، نشانِ تصویرِ احمدؐ کا

عبور اللہ نے اس کو دیا ہے علمِ باطن پر
لیا ہے جس نے ظاہر میں نہ درس یک حرفِ ابجد کا

کرے گا جبکہ وہ اتمام آ کر حجتِ حق کو
زمانے میں رہے گا نام ملحد کا نہ مرتد کا

مسیحا بہرِ بیعت آئے گا چرخِ چہارم سے
نہیں مسیحؑ سے کم رتبہ ترے جلوے کے مجرد کا

جو نزدیک اس سلیمانِ زماں کا دیو آئے گا
بیابانوں میں ہوگا ایک مسکن دام اور دد کا

خدا تیرا معرف ہے، ملک تیرے موصف ہیں
نہیں حد شرح کرنا تیرے اوصافِ بےحد کا

نہ ہوئے جاہِ دنیا سے کیا اے شاہِ دیں تو نے
سریرِ سلطنت تکیہ ہے گویا تیری مسند کا

جو گزرے شاہ گزشتہ ہیں ان کو فیضِ صحبت کیا
سوا اس کے کہ پایا مرتبہ ہے چوبِ مسند کا

بنا اے مہرِ تاباں قصرِ یاقوت لیے جلوے سے
سیہ خانہ نظر آتا ہے یہ گنبد زبرجد کا

معانی قل ہو اللہ احد کے ہیں یہاں ناسخ
برائے قافیہ رکھا ہے میں نے میمِ احمدؐ کا

شاہ حسین حقیقت

احمدِ مجتبیٰ شفیعِ اُمم — بہتر و بہترِ بنی آدمؑ
سرورِ انبیاء ختمِ رُسل — جس کی خاطر بنے یہ جزو و کل
شافع المذنبیں بروزِ جزا — رہبرِ خلق خواجۂ دو سرا
اصل کہیے کہ ہے جو جود اس کا — ہے جہاں کیا غبارِ جود اس کا
بخدا ہے صحیفۂ افلاک — چند اوراقِ دفترِ لولاک
علم کونین از برا ور اُمّی — کون ہے جز محمدؐ عربی
بے لکھے خطِ نسخ اور تعلیق — ہو گیا ناسخِ جمیع طریق
سایۂ کردگار بے سایہ — جس کا قوسین او ادنیٰ اک پایہ
اشرف انبیا حبیبِ خدا — روشنی بخشِ یثرب و بطحا

مصطفیٰ مجتبیٰ رسولِ انام
ہے محمدؐ علیہ الف سلام

کرامت علی شہیدی

رقم پیدا کیا، کیا طرفہ بسم اللہ کی مد کا
سرِ دیواں لکھا ہے میں نے مطلع نعت احمدؐ کا

طلوعِ روشنی جیسے نشاں ہو شہ کی آمد کا
ظہورِ حق کی حجت ہے جہاں میں نور احمدؐ کا

عجم میں زلزلہ نوشیرواں کے قصر میں آیا
عرب میں شور اٹھا جب وقت اسکی آمد آمد کا

شبِ معراج چڑھ کر عرش پر دم میں اتر آیا
بیاں اس قلزمِ معنی کے ہو کیا جزر اور مد کا

رواں تسنیم و کوثر ایک قطرہ آب سے جس کے
کروں کیا وصف اس درِ یتیم بحرِ سرمد کا

کبھی نزدیک جا کر آستانے پر ملوں آنکھیں
کبھی میں دور بیٹھوں اور کروں نظارہ گنبد کا

لبِ گوہر فشاں وا ہوں گے جب بہرِ شفاعت کو
تماشا گاہ محشر میں تکیں گے نیک و بد کا

رہا کعبہ میں تیرے روضے کے در پر جا پایا
اسی امید سے ہے رنگ تیرہ سنگِ اسود کا

ہوا تجھ سا نہ ہو سکتا ہے میرا ہے یہی ایماں
نہ مانوں مسئلہ ہرگز کسی زندیق و مرتد کا

تمنا ہے درختوں پر ترے روضے کے جا بیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائرِ روحِ مقید کا

خدا منہ چوم لیتا ہے شہیدی کس محبت سے
زباں پر میری جب نام آتا ہے محمدؐ کا

غلام امام شہید

مداح ہوں جنابِ رسالت پناہ کا
عرشِ بریں پہ گوشہ ہے میری کلاہ کا

محفل میں میری نغمہ سرائی سے غل ہے
ہر سمت آہ آہ کا اور واہ واہ کا

زیبا ہے فخر و ناز مجھے جس قدر کروں
دیکھو تو مدح خواں ہوں میں کس بادشاہ کا

دریائے فیض [illegible] ہے وہ جس کے سامنے
تنکے سے کم ہو گو وہ بھی ہو گر گناہ کا

بے اس کے حکم کے نہ چلے لوح پر قلم
مالک ہے وہ تمام سپید و سیاہ کا

پیغمبروں کو فخر ہوا اس کی ذات پر
سردار ہی سے بڑھتا ہے رتبہ سپاہ کا

تنہا خضر ہی تشنۂ شوقِ لقا نہیں
یوسف بھی ہے پیاسا مدام اس کی چاہ کا

کالک تو میرے منہ کی چھٹے اب کسی طرح
ہووے گزار مدینہ میں مجھ روسیاہ کا

درپیش ہے عدم کا سفر سب کو دوستو
جو نعت کا کلام ہے توشہ ہے راہ کا

پیغمبروں کا شاہدِ عادل ہے وہ شہید
کیا مرتبہ ہے نام خدا اس گواہ کا

شاہ غمگینؔ دہلوی

ظاہر و باطن سے ہے حمد و نعت ہر انسان کا
معنی و صورت یہ مطلع ہے مرے دیوان کا

ہے مرا ظاہر محمدؐ اور باطن ہے خدا
قال یہ ہے حال کھونا اپنے ہے ایمان کا

روبرو ہے پر اسے دیکھا نہیں جاتا ہے آہ
کیا کہوں میں حال اپنے حسرت و ارمان کا

بے سر و سامانی اک ساماں ہے لے دل یاد رکھ
کاروانِ عشق میں ہر بے سر و سامان کا

معرفت پر اسکے حق کی معرفت موقوف ہے
مرتبہ ایسا ہے عالی حضرتِ انسان کا

ابوالحسن حسن کاندھلوی

بہترین اولین و آخریں
فخر جملہ انبیاء و مرسلیں
گر نہ پیدا ہوتی اس کی ذاتِ پاک
تو نہ بنتے باد و آب و نار و خاک
باعثِ ایجادِ عالم ہے وہی
علتِ غائیِ آدم ہے وہی
اُمّی و استادِ جبریلِ امیں
ناسخِ احکامِ شرعِ سابقیں
نام اس کا ہے دوائے ہر بلا
احمدِ مرسل محمد مصطفےٰ
دم بدم اس پر درود و صد سلام
پہونچے اس عاجز کا تحفہ بالدوام

مولانا عزیز اللہ عزیز صفی پوری

مصحفِ پاک ہے کونین میں حجت تیری
حق تعالیٰ کی اطاعت ہے اطاعت تیری

کنت کنزا سے ہویدا ہے حقیقت تیری
نور ربِ کیفنا کا آئینہ ہے صورت تیری

جس نے دیکھا تجھے اللہ کو پہچان لیا
سرِ توحید بعثت ہے رسالت تیری

انبیا سب ترے میثاق پہ مبعوث ہوئے
حق کے نزدیک مقدم ہے شہادت تیری

مغفرت کیوں نہ کرے مل کے ادا اس سے
جس کی تقدیر میں لکھی ہے شفاعت تیری

چشمِ بینا ہو تو انساں کو نظر آئے کہ ہے
منجلی عینِ علی ابن کے ولایت تیری

آشکارا ہوئی آدم کی حقیقت تجھ سے
جس طرح کنت نبیا سے حقیقت تیری

ہر رگ و پے میں سماتی ہے تجلی بن کر
جان لیتی ہے عجب ڈھب سے محبت تیری

کر لیا اپنی طرف محو کیا دونوں کو
دل پہ احسان ہے اور آنکھ پہ منت تیری

جسم و جاں کو تیری ہستی نے عطا کی ہستی
دونوں عالم میں سماتی نہیں نعمت تیری

ذرِ حق کیوں نہ سما جائے ترے دل میں عزیز
کیسے محبوب پہ آئی ہے طبیعت تیری

کفایت علی کافی مرادآبادی

عرش بریں ایوانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
خلد بریں بستانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کفیلِ کارِ امت آپ شفیعِ روزِ قیامت
ہیں بے حد احسانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مظہرِ رحمت مصدرِ رافت مخزنِ شفقت عینِ عنایت
ذاتِ محمد جانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

رحمتِ عالم اس کا لقب ہے خلقتِ عالم کا وہ سبب ہے
ہے کیا عالی شانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بہرِ شفائے دردِ مصیبت اور برائے رنج و فلاکت
کافی ہے درمانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

معین الدین حسینی خاموش حیدرآبادی

دلبر ہے بر میں الحمد للہ
سب کچھ ہے گھر میں الحمد للہ

دو جگ کا والی آکر بسا ہے
دل کی نگر میں الحمد للہ

گو وہ نہیں ہیں پر عکس ان کا
ان چشمِ تر میں الحمد للہ

شکلِ نبیؐ کا شکلِ نبیؐ کا
سودا ہے سر میں الحمد للہ

تاثیرِ عشقِ خیر البشرؐ ہے
دل میں جگر میں الحمد للہ

جوں مردمک وہ رہنے لگا ہے
اپنی نظر میں الحمد للہ

نورِ محمدؐ جلوہ نما ہے
شمس و قمر میں الحمد للہ

لطفؔ بریلوی

ساقیٔ کوثر پلا دے مجھ کو وہ پیمانہ آج
نشے میں جس کے لکھوں اشعار کچھ مستانہ آج

گیسوئے احمدؐ کا شیدائی ہے ہر فرزانہ آج
عقلِ کُل کو کہتا ہے دیوانہ ہر دیوانہ آج

طائرانِ قدس جل جائیں عجب کیا رشک سے
شعلۂ رخسارِ حضرتؐ پر ہوں میں پروانہ آج

گر رلایا چاہتے ہو مجھ کو تم اے واعظو
بر سرِ منبر کہو کچھ آپؐ کا افسانہ آج

ہے شرابِ عشقِ احمدؐ سے مجھے خود رفتگی
طاق سے اُترے نہ ساقی شیشہ و پیمانہ آج

عشقِ حضرتؐ نے کیا ایسا تعلق سے رہا
کل جو اپنے تھے سمجھتا ہوں انھیں بیگانہ آج

ساقیا پھوڑیں گے سر دہلیزِ میخانہ پہ مست
آنکھ سے اوجھل ہوا دم بھر کو گر پیمانہ آج

دل میں ہے کیفیتِ چشمِ جنابِ مصطفےٰ
کیا شرابِ عشق سے لبریز ہے میخانہ آج

لطفؔ گر نعتِ نبیؐ میں تم نہ لکھتے یہ غزل
شاعروں کو خوش نہ آتا آپؐ کا افسانہ آج

میر انیسؔ لکھنوی

منظور تھا کہ اور روایت کروں رقم	یاد آ گئی مگر یہ حدیثِ غم و الم
مسجد میں جلوہ گر تھے رسولِ فلک حشم	ہٹتے تھے ذکرِ حق میں لبِ پاک دم بدم
روشن تھے بام و درِ رُخِ روشن کے نور سے
آئینہ بن گئی تھی زمیں تن کے نور سے

اصحابِ خاص گرد تھے انجم کی طرح سب	تاباں تھا بیچ میں وہ مہِ ہاشمی لقب
سرِ یہ ملک صفات مگس راں تھے وہ عجب	جبرئیل تہ کئے ہوئے تھے زانوئے ادب
خادم ہلال قنبرِ گردوں اساس تھا
نعلین اس کے پاس عصا اس کے پاس تھا

گیسو تھے وہ مفسرِ والیل اذا سجیٰ	رُخ سے عیاں تھے معنیٔ والشمس و الضحیٰ
وہ ریشِ پاک اور رُخِ سردارِ انبیاؐ	گویا دھرا تھا رحل پہ قرآں کھلا ہوا
اوڑھے سیاہ عبا جو وہ عالم پناہ تھا
کعبہ کا صاف حاجیوں کو اشتباہ تھا

مرزا دبیر لکھنوی

۱

کیا قامتِ احمدؐ نے ضیا پائی ہے
چہرے میں عجب نور کی زیبائی ہے
مصحف کو نہ کیوں فخر ہو اس صورت پر
قرآں سے پہلے یہ کتاب آئی ہے

۲

کیوں خامہ سے مشق خط پیمبرؐ کرتے
بے کلک رقم لاکھ وہ دفتر کرتے
فرمایا سفید و سیہ کاروں کو
کاغذ کو سیاہ رو وہ کیوں کرتے

۳

آدمؑ نے شرف خیر بشر سے پایا
رشتہ ایمان کا اس گھر سے پایا
دو میم محمدؐ سے جہاں روشن ہے
مضموں یہ دل شمس و قمر سے پایا

۴

تسلیم نبیؐ کو ہر سلیماں خم ہے
خاتم لقب زیر نگیں عالم ہے
سائے کی سیاہی نہ رہے کیونکر دور
خاتم ہے مگر نور کی یہ خاتم ہے

۵

معراج نبیؐ میں جائے تشکیک نہیں
ہے نور کا قرط کا شب تاریک نہیں
قوسین کے قرب پہ یہ صادق ہے دبیر
اتنا کوئی اللہ کے نزدیک نہیں

۶

یٰسین کو سن کر جو قضا کرتے ہیں
حق الفت احمدؐ کا ادا کرتے ہیں
یٰسین ہے نبیؐ کا نام سو نزع کے وقت
اس نام پہ جاں اپنی فدا کرتے ہیں

مومن خاں مومن دہلوی

نہ کیونکر مطلعِ دیواں ہو مطلع مہرِ وحدت کا
کہ ہاتھ آیا ہے مصرعہ مجھ کو انگشتِ شہادت کا

غضب سے تیرے ڈرتا ہوں رضا کی تیری خواہش ہے
نہ میں بیزار دوزخ سے نہ میں مشتاق جنت کا

گلوئے خامہ میں سرمہ مداد دودۂ دل ہے
مگر لکھنا ہے وصفِ خامۂ جلدِ رسالت کا

نہ پوچھو گرمیٔ شوقِ ثنا کی آتش افروزی
بنا جاتا ہے دستِ عجز شعلہ شمعِ فکرت کا

فروغِ جلوۂ توحید کو وہ برقِ جولاں کر
کہ خرمن پھونک دے ہستیِ اہلِ ضلالت کا

مرا جوہر ہو سرتاپا صفائے مہرِ پیغمبر
مرا حیرت زدہ دل آئینہ خانہ ہو سنت کا

مجھے وہ تیغ جوہر کر کہ میرے نام سے خوں ہو
دلِ صد پارہ اصحابِ نفاق و اہلِ بدعت کا

خدایا لشکرِ اسلام تک پہنچا کہ آ پہنچا
لبوں پر دم بلا ہے جوشِ خوں شوقِ شہادت کا

نہ رکھ بیگانۂ مہرِ امامِ اقتدا سنت
کہ انکار آشنائے کفر ہو اس کی امامت کا

امیرِ لشکرِ اسلام کا محکوم ہوں یعنی
ارادہ ہے مرا فوجِ ملائک پر حکومت کا

زمانہ مہدیٔ موعود کا پایا اگر مومن
تو سب سے پہلے تو کہیو سلام پاک حضرت کا

شیخ محمد ابراہیم ذوق دہلوی

ہوا حمدِ خدا میں دل جو مصروفِ رقم میرا
الف الحمد ربّ العالمیں کا ہے قلم میرا

رہے نام محمدؐ لب پہ یارب اول و آخر
الٹ جائے بوقتِ نزع جب سینے میں دم میرا

محبّت اہلِ بیتِ مصطفےٰ کی نورِ برحق ہے
کہ روشن ہو گیا دل مثلِ قندیلِ حرم ہے

دکھائی مجھ کو راہِ شرع اصحابِ پیمبرؐ نے
چراغِ راہ ہے اکرامِ اصحاب کرم میرا

کہیں شاہِ نجف کے عشق میں دل میرا ڈوبا تھا
کہ ہے درِ نجف ہو کر چمکتا دریتیم میرا

رہے گا دانہ افشاں مزرعِ امیدِ بخشش میں
غمِ آلِ نبیؐ سے دانۂ ہر اشکِ غم میرا

شہِ بغداد کا خطِ غلامی ذوق رکھتا ہوں
نہ کیوں دل اس خطِ بغداد سے ہو جامِ جم میرا

بہادر شاہ ظفر

اے سرورِ دوکون شہنشاہِ ذوالکرم
سرخیلِ مرسلین و شفاعت گرِ اُمم

رنگِ ظہور سے ترے گلشن رخِ حدوث
نورِ وجود سے ترے روشن دلِ قدم

تو تھا سریرِ اوجِ رسالت پہ جلوہ گر
آدم جہاں ہنوز تھے پسِ پردۂ عدم

صدقے زمیں کے ہوتا نہ کیونکر یہ آسماں
رکھتا سرِ زمیں نہ اگر اپنا تو قدم

محروم تیرے دستِ مبارک سے رہ گیا
کیونکر نہ اپنا چاک گریباں کرے قلم

واللیل تیرے گیسوئے مشکیں کی ہے ثنا
والشمس ہے ترے رخِ پرنور کی قسم

تیری جنابِ پاک میں یہ ہے ظفر کی عرض
صدقے سے اپنی آل کے اے شاہِ محتشم

صیقل سے اپنے لطف و عنایت کے دور کر
آئینۂ ضمیر سے میرے غبارِ غم

پہونچا نہ آستانِ مقدس کو تیرے میں
اس غم سے مثلِ چشمہ ہوئی میری چشم نم

پر خاک آستاں کو تری اپنے چشم میں
کرتا ہوں سرمہ میلِ تصور سے دم بدم

شیفتہ دہلوی

کیا تھا نور جب اللہ نے پیدا محمدؐ کا
اسی دن سے ہوا ہے عاشق و شیدا محمدؐ کا

نہ ہو ذکر مبارک آپؐ کا ورد زباں کیونکر
میں ہوں روز ازل سے عاشق و شیدا محمدؐ کا

فرشتے قبر میں پوچھیں گے گر مجھ سے تو کہہ دوں گا
کہ ہوں بندہ خدا کا اور ہوں شیدا محمدؐ کا

خدایا جب مری اس قالب خاکی سے جاں نکلے
زباں پر اس گھڑی جاری رہے کلمہ محمدؐ کا

خیال ہر دو منزل سے تو فوراً بھول جائے گا
نظر آ جائے گا جس دم تجھے روضہ محمدؐ کا

بشر کی تاب طاقت کیا جو لکھے نعت احمدؐ کو
خدا ہی جانتا ہے خوب بس رتبہ محمدؐ کا

خدا نے ذات احمدؐ کو وہ اعلیٰ مرتبہ بخشا
کہ دم بھرتے ہیں ہر دم حضرت عیسیٰؑ محمدؐ کا

ملائک نے کیا تھا اس سبب سے سجدہ آدمؑ
کہ پیشانی سے ان کی نور تھا پیدا محمدؐ کا

خدا بھی حشر میں پوچھے گا گر عاشق تو کس کا ہے
تو کہہ دوں گا محمدؐ کا، محمدؐ کا، محمدؐ کا

تمنا ہے کہ فوراً جاں بحق تسلیم ہو جاؤں
نظر آئے جو مجھ کو شیفتہ روضہ محمدؐ کا

(شاہزادی) کیفی دہلوی

کس کا منھ ہے جو کہے مدح تری میرے نبی
نعتِ اطہر میں ہو جب شخصِ ذکی محض غبی
حبّذا ذات تری مایۂ حاجت طلبی
• مرحبا سیّدِ مکّی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

حق تعالیٰ نے کیا آپؐ کو ابرِ اکرام
تجھ سے خنداں ہے لبِ غنچۂ امیدِ انام
ہیں شجر اور حجر غرقِ سحابِ انعام
• بحکلِ بُستانِ مدینہ ز تو سرسبز مُدام
زاں شدہ شہرۂ آفاق بہ شیریں رطبی



میر وزیر علی صبا لکھنوی

ہمارے نبیؐ کے وہ ہیں مرتبے
حواس اڑتے ہیں طائرِ قدس کے

یہ رتبہ حبیبؐ خدا کا ہوا
کہ سرتاج سب انبیا کا ہوا

سحابِ کرم رحمتِ ذوالمنن
رسولِؐ ذوالقدر شاہِ زمن

حقیقت میں کیا رتبہ آب و خاک
مجسم ہوا نورِ یزدانِ پاک

درِ آبروئے یم عز و شاں
گلِ رونقِ بوستانِ جہاں

شفیعؐ مطاعؐ نبیؐ کریم
قسیمؐ جسیمؐ نسیمؐ وسیمؐ

ہادی علی بیخود لکھنوی

زبانِ قلم پر ہے صلِّ علیٰ
کہ لکھتا ہوں نعتِ حبیبؐ خدا
خدا بھی حسینوں کو رکھتا ہے دوست
محمدؐ سا محبوب اس کا ہے دوست
غرض حُسن میں ہے عجب مرتبہ
کہ ہے چشمِ صانع میں بھی خوش نما
نبیؐ پر ہوا حُسن کا اختتام
کہ معشوقِ خالق تھے خیرالانام
بلاشک یہ ہیں شکلِ یوسف صریح
کہ وہ ہے صبیح اور یہ ہیں ملیح

عبد الغفور نسّاخ کلکتوی

اب رقم کرتا ہوں نعتِ مصطفےٰ — جس سے عالم کو ہوئی حاصل صفا
سیّدِ کونین، ختم المرسلین — دورِ آخر میں ہے فخرِ اولیں
کی ہے طے معراج میں، واہ سما — کیوں نہ ہوں محتاج اسکے انبیا
ہے وہ بے شک رحمۃ للعالمیں — اس کی مسجد ہے یہ سارے زمیں
رحمتِ خلاقِ خورشید و قمر — ہووے نازل اس کی آلؓ پاک پر
جس کی انگلی سے ہوا شق القمر — یار تھے اس کے ابوبکرؓ و عمرؓ
ایک تو اس کا رفیقِ غار تھا — دوسرا لشکر کشِ ابرار تھا
تھے مصاحب اس کے عثمانؓ و علیؓ — جو کہ ہیں مشہور عالم میں ولی
ایک جو کانِ حیا و حلم تھا — دوسرا تو بابِ شہرِ علم تھا
وہ رسولِ حق کہ خیر الناس تھا — حمزہؓ و عباسؓ تھے اسکے چچا

بھیجتا ہوں سو درود اور سو سلام
آلؓ و اصحابؓ نبیؐ پر صبح و شام

نواب مرزا خاں داغؔ دہلوی

تو جو اللہ کا محبوب ہوا، خوب ہوا
یا نبیؐ! خوب ہوا، خوب ہوا، خوب ہوا

شبِ معراج یہ کہتے تھے فرشتے باہم
سخنِ طالب و مطلوب ہوا، خوب ہوا

اے شہنشاہِ رُسل، فخرِ رُسل، ختمِ رُسل
خوب سے خوب خوش اسلوب ہوا، خوب ہوا

حشر میں اُمتِ عاصی کا ٹھکانا ہی نہ تھا
بخشوانا تجھے مرغوب ہوا، خوب ہوا

حُسنِ یوسفؑ میں ترا نور تھا، اے نورِ خدا
چارۂ دیدۂ یعقوبؑ ہوا، خوب ہوا

تھے سبھی پیشِ نظر معرکۂ کرب و بلا
صبر میں ثانیِ ایوبؑ ہوا، خوب ہوا

فخرِ آدمؑ کو نہ ہوتا جو فرشتہ ہوتا
بنی آدم سے جو منسوب ہوا خوب ہوا

داغؔ ہے روزِ قیامت مری شرم اس کے ہاتھ
میں گناہوں سے جو محجوب ہوا خوب ہوا

منشی عبد الرحیم دہلوی

الٰہی قلم ہو مرا دُر فشاں — کہ ہو نعت میں مثلِ دریا رواں
لکھوں پہلے نعتِ شہِ انبیاؐ — شفیعِ دو عالم حبیبِ خدا
اٹھایا سرِ لوح پر جب قلم — کیا پہلے نامِ محمدؐ رقم
نہیں جس کا ثانی کوئی دوسرا — خدا کی خدائی میں پیدا ہوا
وہ ہے کون یعنی محمدؐ رسولؐ — مہکتا گلستانِ وحدت کا پھول
بیاں کیا ہو شانِ رسولِ کریم — فضیلت کے دریا کا دُرِ یتیم
شہِ مرسلاں شاہِ ہر دو سرا — محمدؐ گلِ گلشنِ اصطفا
خداوند برتر کا محبوب ہے — وہ خوبی میں یوسف سے بھی خوب ہے
درخشندہ خورشیدِ دینِ مبیں — سپہرِ کرامت کا ماہِ مبیں
نبی سب ہیں اختر تو وہ ماہتاب — یہ ہیں سب شعاع اور وہ آفتاب
شریعت کی کشور کا تابندہ ماہ — طریقت کی اقلیم کا بادشاہ
دو عالم میں جو کچھ ہویدا ہوا — اسی کے سبب سے ہے پیدا ہوا
زمین و زماں یا کہ کون و مکاں — یہ ارض و سما یا کہ سارا جہاں
فلک پر ستارے ہوں یا کہکشاں — مہ و مہر انور، فروغِ زماں
نہ ہوتا اگر وہ نہ ہوتا جہاں — نہ ہوتا خدائی کا نام و نشاں
لکھوں اس کی تعریف و توصیف کیا — کہے مدح خواں جس کی ربّ العُلا

امیر مینائی لکھنوی

خلق کے سرور، شافع محشر، صلی اللہ علیہ وسلم
مرسل داور خاص پیمبر، صلی اللہ علیہ وسلم

نور مجسم، نیر اعظم، سرور عالم، مونس آدم
نوح کے ہمدم، خضر کے رہبر، صلی اللہ علیہ وسلم

فخر جہاں ہیں، عرش مکاں ہیں، شاہ شہاں ہیں، سیف زباں ہیں
سب پہ عیاں ہیں آپ کے جوہر، صلی اللہ علیہ وسلم

قبلۂ عالم، کعبۂ اعظم، سب سے مقدم، راز کے محرم
جان مجسم، روح مصور، صلی اللہ علیہ وسلم

دولت دنیا خاک برابر، ہاتھ سے خالی دل کے تونگر
مالکِ کشور، تخت نہ افسر، صلی اللہ علیہ وسلم

رہبر موسیٰؑ، ہادیٔ عیسیٰؑ، تارکِ دنیا، مالکِ عقبیٰ
ہاتھ کا تکیہ، خاک کا بستر، صلی اللہ علیہ وسلم

سروِ خراماں، چہرہ گلستاں، جبہ تاباں، مہر درخشاں
سنبل پیچاں، زلفِ معنبر، صلی اللہ علیہ وسلم

چشمہ باری، خاصہ باری، گرد سواری، باد بہاری
آئینہ داری، فخر سکندر، صلی اللہ علیہ وسلم

ہے یہ مملو ریشہ ریشہ، نعت امیر ہے اپنا پیشہ
ورد ہمیشہ رہتا ہے لب پر صلی اللہ علیہ وسلم

جدید نعت

جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں
ترے کمال کسی میں نہیں، مگر دو چار

لگاتا ہاتھ نہ پتلے کو بوالبشر کے خدا
اگر وجود نہ ہوتا، تمہارا آخر کار!

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

محسن کاکوروی

سمتِ کاشی سے چلا جانبِ متھرا بادل — برق کے کاندھے پہ لائی ہے صبا گنگا جل
گھر میں اشنان کریں سرو قدانِ گوکل — جا کے جمنا پہ نہانا بھی ہے اک طولِ امل
خبر اڑتی ہوئی آئی ہے مہابن میں ابھی — کہ چلے آتے ہیں تیرتھ کو ہوا پر بادل
نہ کھلا آٹھ پہر میں کبھی دو چار گھڑی — پندرہ روز ہوئے پانی کو منگل منگل
دیکھیے ہوگا سری کرشن کا کیونکر درشن — سینۂ تنگ میں دل گوپیوں کا ہے بے کل
راکھیاں لے کے سلونوں کی برہمن نکلیں — تار بارش کا تو ٹوٹے کوئی ساعت کوئی پل
جوگیا بھیس کیے چرخ لگائے ہے بھبھوت — یا کہ بیراگی ہے پربت پہ بچھائے کمل
پھر چلا خامہ قصیدے کی طرف بعدِ غزل — کہ ہے چکر میں سخن گو کا دماغِ مختل
یعنی اس نور کے میدان میں پہنچا کہ جہاں — خرمنِ برقِ تجلی کا لقب ہے بادل
تارِ بارانِ مسلسل ہے ملائک کا درود — ہے یہ تسبیح خداوندِ جہاں عز و جل
گل خوش رنگ رسولِ مدنی و عربی — زیبِ دامانِ ابد طرۂ دستارِ ازل
ہفت اقلیم میں اس دیں کا بجایا ڈنکا — تھا تری عام رسالت کا گرجتا بادل
آستانے کا ترے دہر میں وہ رتبہ ہے — کہ جو نکلا تو جھکائے ہوئے کاندھا بادل
آرزو ہے کہ رہے دھیان ترا تا دمِ مرگ — شکل تیری نظر آئے مجھے جب آئے اجل
نام احمدؐ بہ زباں، سر بلا سم بہ صدر — لب پہ ہو صلِ علیٰ دل میں مرے مؤجل
صفِ محشر میں ترے ساتھ ہو تیرا مداح — ہاتھ میں ہو یہی مستانہ قصیدہ یہ غزل

کہیں جبریلؑ اشارے سے کہ ہاں بسم اللہ
"سمتِ کاشی سے چلا جانبِ متھرا بادل"

خواجہ الطاف حسین حالی

یا ملعی الصفات یا بشری القویٰ — فیک دلیل علی انک خیر الوریٰ
تجھ سے ہوئی زندہ خلق جیسے کہ باراں سے خاک — خلقک خصب التہاب بعثک غیث الوریٰ
دعویٰ روشن تھا، ثابت ہے بے بینہ — صورت و سیرت تری صدق پہ تیرے گواہ
اٹھا ہدایت کو تو عین ضرورت کے وقت — جیسے کہ ہنگام قحط قبلہ سے اٹھے گھٹا
شان رسالت کی تھی تیری جبیں سے عیاں — گود سے دایہ ابھی کر نہ چکی تھی جدا
گلہ بنی سعد کا جب کہ چراتا تھا تو — گلۂ آدم تجھے سونپ چکی تھی قضا
خاک تھی جس ملک کی مزرعِ شر و فساد — تو نے اسی کو دیا ارض مقدس بنا
تو نے کیا سرِ حق عارف و عامی پہ فاش — ایک کو سمجھا دیا ایک کو دکھلا دیا
دیر ہوئے بے چراغ، اور صلوٰتِ یہود — شرک ہوا مضمحل اور کہا "انت ہبا"
بجھ گئے آتش کدے بیٹھ گئے بت کدے — ہو گئی تثلیث مات اور ثنویت فنا
رہ گیا نامِ سجاح کذب میں ضرب المثل — اسود ابنِ کثیر خوار ہوئے برملا
سلسلۂ انبیا ختم نہ ہوتا اگر — حق کی حقیقت سے تو پردہ نہ دیتا اٹھا
تو نے ہی چشمہ دیا تو نے کنوئیں سے نکال — جس کو چلے آتے تھے کھودتے سب انبیا
بس نہ رہا اشتباہ اب حق و باطل میں کچھ — بھیج چکا تیرے ہاتھ ملت بیضا خدا

تجھ پہ صلوٰۃ و سلام رب سماوات سے
روز و شب و صبح و شام قدر رمال و حصیٰ

اسماعیل میرٹھی

خلیل حق کی تھی جو اشارت
اور ابن مریم کی جو بشارت

ظہور اسکا تھا جس کی عبارت
سمجھ گئے صاحب بصارت

کہ اب گرے گی کفر کی عمارت
گھٹے گی فارس کی اب حرارت

مٹے گی روما کی اب شرارت
لٹے گی اب مصر کی امارت

خزانہ ہرقل کا ہوگا غارت
بڑھے گا تقویٰ بھی اور طہارت

ہے باغ اسلام کو نضارت
نیا ہے سلطان، نئی وزارت

صلوٰۃ اس پر، سلام اس پر
اور اس کی سب آلِ باصفا پر

اور اسکے اصحابؓ باوفا پر
اور اسکے احبابِ اتقیا پر

وہ فخرِ آدم، امانِ عالم
امینِ محکم، رسولِ اکرم

محیطِ اعظم زغیب مبہم
یہ زحیِ محرم، شہ مسلم

عرب کے اندر دیہی معظم
عجم کے اندر وہی مکرم

لگا کے آدمؑ سے تا بہ ایں دم
ظہور اسکا ہے بعد آدمؑ

وجود اسکا مگر مقدم
وہ نورِ حق تھا دلے مجسم

کیا مدینے کو سبز و خرم
درودِ محمود بھیج پیہم

صلوٰۃ اس پر سلام اس پر
اور اس کی سب آل باصفا پر

اور اسکے اصحابؓ باوفا پر
اور اسکے احبابِ اتقیا پر

مولانا شبلی نعمانی

جب کہ آمادۂ خوں ہوگئے کفارِ قریش
لاجرم سرورِ عالم نے کیا عزمِ سفر

...وئی نوکر تھا نہ خادم نہ برادر نہ عزیز
گھر سے نکلے بھی تو اس شان سے نکلے سرورؐ

...ل فقط حضرت بوبکرؓ تھے ہمراہِ رکاب
کہ کہیں دیکھ نہ پائے کوئی آمادۂ شر

...ونکہ سو اونٹوں کا انعام تھا قاتل کیلئے
آپ کے قتل کو نکلے تھے بہت طالبِ زر

...نیں لوگوں میں سراقہؓ خلفِ جعشم تھے
جن کو فاروقؓ نے کسریٰ کے پہنائے تھے گہر

...ن دن رات رہے ثور کے غاروں میں نہاں
تھا جہاں عقربِ افعی کی حکومت کا اثر

...م جاں، خوفِ عدو، ترکِ غذا، سختیٔ راہ
ان مصائب میں ہوئی اب شبِ ہجرت کی سحر

...ا مدینے میں ہوا غل کہ رسولؐ آتے ہیں
راہ میں آنکھ بچھانے لگے اربابِ نظر

...یاں گانے لگیں شوق میں آکر اشعار
نغمہ ہائے "طلع البدر" سے گونج اٹھے گھر

...کی آغوش میں بچے بھی مچل جانے لگے
نازنینانِ حرم بھی نکل آئیں باہر

...تا کو کہ شہِ رسلؐ آ پہنچا
غل ہوا صل علیٰ خیرِ اناس و بشر

...طلعتِ اقدس جو ہوا جلوہ فگن
دفعتاً نار شعاعی تھا ہر اک تا بصر

...ر حضرت موسیٰؑ کی صدا آتی تھی
آج اک اور جھلک سی مجھے آتی ہے نظر

...کو یہ فکر کہ دیکھیں یہ شرف کس کو ملے
میہماں ہوتے ہیں دیکھیں کے سرورؐ

...کہتے تھے کہ خلوت گہِ دل حاضر ہے
آنکھیں کہتی تھیں کہ دادر بھی تیار ہیں گھر

مبارک کہ ملے اے خاکِ حریمِ نبویؐ
آج سے تو بھی ہوئی خاکِ حرم کی ہم سر

صل یا رب علیٰ خیرِ نبی و رسولؐ
صل یا رب علیٰ افضلِ جمعِ بشر

اکبر الہ آبادیؒ

یہ جلوۂ حسن سبحان اللہ — یہ نورِ ہدایت کیا کہنا
جبریلؑ بھی شیدا ہیں ان کے — یہ شانِ نبوت کیا کہنا
وہ کفر کی ظلمت دور ہوئی — اور محفلِ دل پرنور ہوئی
یہ مہرِ ہدیٰ سبحان اللہ — یہ صبحِ سعادت کیا کہنا
جس دل میں محمدؐ ہو وہی عرش — اس دل کی بلندی صلِ علیٰ
جس سینے میں قرآں اترا ہو — اس سینے کی عظمت کیا کہنا
تسبیح سے دنیا گونج اٹھی — تکبیر کا غل تا عرش گیا
تاثیرِ ہدایت صلِ علیٰ — یہ جوشِ عبادت کیا کہنا
نغمہ ہے ترا دلکش اکبر — مضموں ہے ترا پاکیزہ تر
بلبل کے ترانے صلِ علیٰ — پھولوں کی لطافت کیا کہنا

وحید الدین سلیم

اے ہمدمِ شیریں سخن   ہے نورِ حق پر تو فگن   ہر نخلِ گل کی ہے پھبن   طوبیٰ جمالِ ذوالمنن
بن ٹھن عروسانِ چمن   شیریں ادا نسریں بدن   رنگیں قبا گل پیرہن   ہیں کس طرح سے جلوہ زن
چھپنا ادا سے بھر کے خم   چھپ چھپ رہا ہے یہ ستم   کھلانہ غنچوں میں ان کا غم   [illegible]
پڑھتے ہیں چمکتی دم بدم   اس کے لبوں سے یک قلم   نعتِ رسولِ محترم   مدحِ شہنشاہِ زمن
ہے نورِ وحدت جلوہ گر   روشن کرو اپنی نظر   اہلِ زمیں کو دو خبر   ہوں شادماں تا ہر بشر
پھر وجد میں شام و سحر   جن و بشر شاخ و شجر   حور و ملک شمس و قمر   ہوں اس طرح سے نغمہ زن
نورِ قدم پیدا ہوا   شاہِ امم پیدا ہوا   عرشی قدم پیدا ہوا   والا حشم پیدا ہوا
فرخ شیم پیدا ہوا   بحرِ کرم پیدا ہوا   کوہِ امم پیدا ہوا   پیدا ہوا قدسی سخن
یاسیں لقب پیدا ہوا   مقبولِ رب پیدا ہوا   مہرِ عرب پیدا ہوا   ہاشم نسب پیدا ہوا
فخرِ عرب پیدا ہوا   گنجِ طرب پیدا ہوا   غفراں طلب پیدا ہوا   پیدا ہوا شیریں دہن
وہ مالکِ خلدِ بریں   وہ شمعِ بزمِ مرسلیں   وہ باغبانِ باغِ دیں   وہ مہبطِ روح الامیں
وہ رحمۃ للعالمیں   وہ مظہرِ نورِ مبیں   وہ حامیِ دینِ متیں   وہ ماحیِ اہلِ فتن
وہ زینتِ پیغمبری   وہ زیبِ شانِ دلبری   وہ تاجِ فرقِ سروری   ہے گرمِ جلوہ گستری
حیراں ہے مہرِ خاوری   یوسف ہے اس کا مشتری   جن و بشر حور و پری   ہیں اس کے در پر نعرہ زن
معشوق[1] ہے سرگرمِ ثنا   ہے اس کے در کا اک گدا   لاتا ہے لب پہ یہ دعا   ہاں شافعِ روزِ جزا
مطلوبِ محبوبِ خدا   وہ بخشوا اس کی خطا   گو ہے سزاوارِ سزا   ہے خوف سے شورش فگن

---

[1] پہلے آپ کا تخلص معشوق تھا۔

ریاض
خیرآبادی

نام کے نقش سے روشن یہ نگینہ ہو جائے
کعبۂ دل مرے اللہ مدینہ ہو جائے

وہ چمک درد کی ہو دل میں کہ بجلی چمکے
دامنِ طور ذرا آج یہ سینہ ہو جائے

تو جو چاہے ارے او مجھ کو بچانے والے
موجِ طوفانِ بلا اٹھ کے سفینہ ہو جائے

ظلمتِ کفر سے بڑھ کر ہے سیاہی دل کی
دور کیونکر دلِ اعدا سے کینہ ہو جائے

آنکھ میں برقِ سرِ طور ہو گنبد کا کلس
شرفِ اندوزِ زیارت یہ کمینہ ہو جائے

دل رہے ہاتھ میں تیرے مرے پہلو کے عوض
چاہتا ہوں مری خاتم کا نگینہ ہو جائے

اس کی تقدیر جو پامال ہو تیرے در پر
اس کی تقدیر کہ جو خاک مدینہ ہو جائے

دفن ہوں ساتھ ترے میرے گہر ہائے سخن
خاک میں مل کے نمایاں یہ دفینہ ہو جائے

جان کی طرح تمنا ہے یہی دل میں ریاض
مروں کعبے میں تو منہ سوئے مدینہ ہو جائے

شاد عظیم آبادی

دیباچۂ سخن ہے شہِ انبیا کی مدح
محبوب ہے دلوں کو حبیبِ خدا کی مدح
طغرائے لوحِ عرش ہے خیر الوریٰ کی مدح
اسلام کی نشانی ہے اس پیشوا کی مدح
نعتِ رسولِ حق ہے ہماری سرشت میں
اُمت پہ اس کا راز کھلے گا بہشت میں

اے اوّلِ ربیع اس آمد پہ میں نثار
اس کبریا کی دولت سرمد پہ میں نثار
الطاف و فیض و رحمت بیحد پہ میں نثار
دی نعمتِ بہشت محمدؐ پہ میں نثار
دوزخ کا اب خوف نہ دھڑکے عذاب کے
توحید خود بتائے گی رستے ثواب کے

لکھتا ہوں وصفِ زلفِ شہنشاہِ کائنات
خامہ جو مشک کا ہو تو نافے کی ہو دوات
حقا کہ اس کے آگے شبِ قدر بھی ہے مات
شاید کہ بیل کر یہی معراج کی تھی رات
قدرت عیاں ہر اک گرہِ بے بدل سے ہے
رشتہ اسی کے بالے کو شامِ ازل سے ہے

سروِ جناں بھی ہے اسی قامت سے منفعل
قمری جو ہے خمیدہ تو شمشاد پا بہ گل
قامت سے ساقِ عرشِ بریں کیوں نہ ہو خجل
اسلام تو اس قد سے ہے جو دیکھو تو معتدل
اس قد کے جاں نثار عبادت پسند ہیں
قد قامت الصلوٰۃ کے نعرے بلند ہیں

آسی غازی پوری

وہاں پہنچ کے یہ کہنا صبا سلام کے بعد / تمھارے نام کی رٹ ہے خدا کے نام کے بعد

شبِ وصال بیانِ غمِ فراق عبث / فضول ہے گلۂ زخم التیام کے بعد

وہاں بھی وعدۂ دیدار اس طرح ٹالا / کہ لوگ خاص طلب ہوں گے بارِ عام کے بعد

گناہگار کی سن لو تو صاف صاف ہے یہ / کہ لطف رحم و کرم کیا پھر انتقام کے بعد

طلب تمام ہو مطلوب کی اگر حد ہو / لگا ہوا ہے یہاں کوچ ہر مقام کے بعد

وہ خط، وہ چہرہ، وہ زلفِ سیاہ تو دیکھو / کہ شام صبح کے بعد آئی صبح شام کے بعد

تجھے سے کوئی کیوں کر نہ غیرتِ عیسیٰؑ / رہا نہ ہوش کسی کو ترے کلام کے بعد

پیامبر کو روانہ کیا تو رشک آیا / نہ ہم کلام ہوا اس سے میرے کلام کے بعد

تمام ہوں کبھی جھگڑے یہ لن ترانی کے / دکھا دو جلوہ خدارا اگر کلام کے بعد

کبھی تو دیکھتے ہیں بنظر بادہ خواروں کا / سبو و خم کی کبھی ٹھہرے گی دورِ جام کے بعد

الٰہی آسیِ بے تاب کس سے چھوٹا ہے
کہ خط میں روزِ قیامت لکھا ہے نام کے بعد

شاہ نیاز بریلوی

گر کون و مکاں مظہر نیرنگ نہ ہوتا
ہر آن میں اس کا یہ نیا ڈھنگ نہ ہوتا

ہوتا نہ اگر اس کے تماشے میں تحیر
حیرت میں آئینہ نمط دنگ نہ ہوتا

گر شانِ پیمبر کی ابوجہل پہ کھلتی
اسلام کے لانے میں اسے ننگ نہ ہوتا

ادراک سے باہر تری کنہہ کا پایا
ورنہ دلِ آگاہ مرا تنگ نہ ہوتا

گر پردۂ غفلت کو تو ہم سے نہ اٹھاتا
اے عشق نیاز آگے ترا ننگ نہ ہوتا

مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ

اٹھا دو پردہ دکھا دو جلوہ کہ نورِ باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے
انھیں کی بو مایۂ سمن ہے انھیں کا جلوہ چمن چمن ہے
انھیں سے گلشن مہک رہے ہیں انھیں کی رنگت گلاب میں ہے
وہ گل ہیں لبہائے نازک ان کے ہزاروں جھڑتے ہیں پھول ان سے
گلاب گلشن میں دیکھے بلبل یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے
کھڑے ہیں منکر نکیر سر پر نہ کوئی حامی نہ کوئی یاور
بتا دو آکر مرے پیمبر کہ سخت مشکل جواب میں ہے
خدائے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر
بچا لو آکر شفیعِ محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہے
گنہ کی تاریکیاں ہیں چھائیں اُمنڈ کے کالی گھٹائیں آئیں
خدا کے خورشید مہر فرما کہ ذرہ بس اضطراب میں ہے
کریم اپنے کرم کا صدقہ لئیم بے قدر کو نہ شرما
تو اور رضا سے حساب مانگے، رضا بھی کوئی حساب میں ہے

حسنؔ بریلوی

نگاہِ لطف کے اُمیدوار ہم بھی ہیں
لئے ہوئے یہ دلِ بے قرار ہم بھی ہیں
ہمارے دستِ تمنا کی لاج بھی رکھنا
ترے فقیروں میں اے شہر یار ہم بھی ہیں
ادھر بھی توسنِ اقدس کے دو قدم جلوے
تمہاری راہ میں مشتِ غبار ہم بھی ہیں
کھلا دو غنچۂ دل صدقہ بادِ دامن کا
امیدوارِ نسیمِ بہار ہم بھی ہیں
تمہاری ایک نگاہِ کرم میں سب کچھ ہے
پڑے ہوئے تو سرِ رہ گزار ہم بھی ہیں
جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاکِ حضورؐ
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں
یہ کس شہنشہِ والا کا صدقہ بٹتا ہے
کہ خسروؤں میں پڑی ہے پکار ہم بھی ہیں
ہماری بگڑی بنی ان کے اختیار میں ہے
سپرد انھیں کے ہیں سب کاروبار ہم بھی ہیں
حسنؔ ہے جن کی سخاوت کی دھوم عالم میں
انھیں کے تم بھی ہو اک ریزہ خوار ہم بھی ہیں

مولانا عبدالرحمن راسخ دہلوی

تصور ابرِ رحمت ہے نبیؐ کی کالی کملی کا
پڑھا کرتا ہوں میں راتوں کو واللیل اذا یغشیٰ

کلام اللہ بے شک ہے کلامِ طاہرِ ہادی
ہوئے طاہر عمرؓ ہادیؐ ہوئی جب سورہ طٰہٰ

شبِ معراج کا منکر ہے، منکر صبحِ محشر کا
بہ ربِ مسجدِ اقصیٰ و سبحٰن الذی اسریٰ

خدا واقف ہے اس سے یا ہو محبوبِ خدا واقف
بروں ہے حدِ ادراکِ بشر سے سرِّ ما اوحیٰ

ملا ہے جس قدر اعلیٰ تقرب ذاتِ حضرتؐ کو
اسی اعلیٰ تقرب پر ہے شاہد لفظِ او ادنیٰ

مغل ہو، شیخ ہو، سید ہو، خاں ہو، نیک بندہ ہو
نہیں کچھ ذات کی پرسش، مکرم سب سے ہے اتقیٰ

خدا کے روبرو جانے سے جو ڈرتا ہے راسخ
اسی کے حق میں نازل ہے کہ الجنۃ ہی الماویٰ

حافظ

پیلی بھیتی

ہے قابل دیکھنے کے ان کے جانبازوں کی محفل بھی
کہ نالوں کا ترانہ بھی ہو اس میں رقصِ بسمل بھی

حضوری کا شرف دربار میں مجھ کو بھی مل جاتا
جہاں ہیں جمع صاحب دل وہاں ہو ایک بے دل بھی

انھیں مطلب تڑپنے سے حضوری ہو کہ دوری ہو
عجب آفت کا پرکالہ ہے ہیں حضرتِ دل بھی

ہم ایسے مانگنے والے کہ مانگیں جائیں لے لے کر
تم ایسے دینے والے ہو کہ غش ہو جائیں سائل بھی

نصیب ایسے کہاں جو شاہد مقصود مل جائے
غنیمت ہے اگر ہم کو نظر آجائے محمل بھی

گزر جانا خودی سے اور آقا تک پہنچ جانا
یہی وہ کام ہے جو سہل بھی ہے اور مشکل بھی

تمہارے مرنے والے مرتے ہیں طیبہ کے مرنے پر
کریں کیا لے کے جنت جو نہیں مرنے کے قابل بھی

تمہارے نام کے بندے پلے ہیں صدقے ہونے پر
نہ دی جب زندگی تم نے تو پھر جینے سے حاصل بھی

پڑے رہتے کفن میں منھ چھپائے حشر میں حافظ
سیہ رو ہو، نہیں یہ منھ تو دکھلانے کے قابل بھی

بیانؔ یزدانی میرٹھی

خواب میں زلف کو مکھڑے سے لگائے آجا
بے نقاب آج تو اے گیسوؤں والے آجا

بے کسی پر مری خوں روتے ہیں چھالے آجا
راہ میں چھوڑ گئے قافلے والے آجا

کون ہے ماہِ عرب، کون ہے محبوبِ خدا
اے دو عالم کے حسینوں سے نرالے آجا

دم تری دید کو آنکھوں میں لگا رکھا ہے
لے رہے ہیں ترے بیمار سنبھالے آجا

ہوں سیہ کار مرے عیب کھلے جاتے ہیں
کملی والے! مجھے کملی میں چھپالے آجا

پہنچا محبوبؐ تو مشاطۂ قدرت نے کہا
خلوتِ ناز میں اے ناز کے پالے آجا

رنگ و صورت ہے بہارِ غنچۂ خلوت ہے یہاں
اے گلِ گلشنِ لولاک لمالے آجا

صورتِ لالہ ہے پُر داغ بیاںؔ کا سینہ
پڑ رہے ہیں ترے بیمار کے لالے آجا

کیفی جریا کوٹی

گو یوم بدر معرکۂ کارزار تھا
اس شکل میں وہ آیتِ پروردگار تھا

کہتے ہیں ایک شخص اسیرانِ بدر سے
رشتے میں خویشِ سیدِ والا تبار تھا

وہ کون؟ زوجِ زینبؓ بنت رسول کا
بوالعاصؓ وہ جو صاحبِ عزّ و وقار تھا

تھا حکم عام جو زرِ فدیہ کے واسطے
داخل ہر ایک اس میں صغار و کبار تھا

مکّے میں یہ خبر جو گئی گو بختی ہوئی
چھوٹا ادا کرے فدیہ سے جو مالدار تھا

داماد تاجدار مدینہ اسیر غم
اپنے ادا کرے فدیہ سے بے اختیار تھا

زینبؓ کو دی خبر یہ جنابِ رسولؐ نے
فدیے کا حکم خاص مگر بار بار تھا

جس دم سنا یہ حضرت زینبؓ نے ماجرا
فدیہ دیا وہ اپنے گلے کا جو ہار تھا

لایا گیا وہ ہار حضورِ رسولؐ میں
دیکھا جو اس کو آپؐ کا دل بے قرار تھا

وہ ہار کیا تھا باغِ محبت کا داغ تھا
یا آتشِ فراق کا تازہ شرار تھا

وہ ہار تھا کہ ہار کی صورت میں جلوہ گر
داغِ غمِ خدیجہؓ الفت شعار تھا

بھڑکائی اس نے آتشِ فرقت دبی ہوئی
یعنی غمِ فراق کی وہ یادگار تھا

وہ عقد یعنی شانِ محبت کا زندہ دار
آزادیٔ اسیر کا بھی چارہ کار تھا

کیفی یہی وہ جرأت خلاص خاص تھی
جس سے کہ قصرِ دینِ مبیں استوار تھا

مولانا ظفر علی خاں

وہ شمع اُجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز جھلکنے والی تھی دنیا کے سب درباروں میں
گر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں
جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ رسوں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں
وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئیں دکانِ فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو یہ قرآں کے سیپاروں سے
ہیں کرنیں، ایک ہی مشعل کی، بوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ
ہم مرتبہ ہیں، یارانِ نبیؐ، کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

مولانا محمد علی جوہر

تنہائی کے سب دن ہیں، تنہائی کی سب راتیں
اب ہونے لگیں ان سے خلوت میں ملاقاتیں
ہر لحظہ تشفّی ہے، ہر آن تسلّی ہے
ہر وقت ہے دلجوئی، ہر دم ہیں مداراتیں
کوثر کے تقاضے ہیں، تسنیم کے وعدے ہیں
ہر روز یہی چرچے ہر روز یہی باتیں
معراج کی سی حاصل سجدوں میں ہے کیفیت
اک فاسق و فاجر میں اور ایسی کراماتیں
بے مایہ سہی لیکن شاید وہ بلا بھیجیں
بھیجی ہیں درودوں کی کچھ ہم نے بھی سوغاتیں

سر محمد اقبال

نگاہِ عاشق کی دیکھ لیتی ہے پردۂ میم کو اٹھا کر
وہ بزمِ یثرب میں آکے بیٹھیں ہزار منھ کو چھپا چھپا کر

جو تیرے کوچے کے ساکنوں کا فضائے جنت میں دل نہ بہلا
تسلیاں دے رہی ہیں حوریں خمِ شاہدوں کے منا منا کر

شہیدِ عشقِ نبیؐ کے مرنے میں بانکپن بھی ہیں سو طرح کے
اجل بھی کہتی ہے زندہ باشی ہمارے مرنے پہ زہر کھا کر

ترے ثنا گو عروسِ رحمت سے چھیڑ کرتے ہیں روزِ محشر
کہ اس کو پیچھے لگا لیا ہے گناہ اپنے دکھا دکھا کر

بتا دے دیتے ہیں اے صبا ہم یہ گلستانِ عرب کی بو ہے
مگر نہ اب ہاتھ لا ادھر کو وہیں سے لائی ہے تو اڑا کر

شہیدِ عشقِ نبیؐ ہوں میری لحد پہ شمعِ قمر جلے گی
اٹھا کے لائیں گے خود فرشتے چراغِ خورشید سے جلا کر

جسے محبت کا درد کہتے ہیں، مایۂ زندگی ہے مجھ کو
یہ درد وہ ہے کہ میں نے رکھا ہے اس کو دل میں چھپا چھپا کر

اڑا کے لائی ہے اے صبا تو جو بوئے زلفِ معنبر کو
ہمیں سے اچھی نہیں یہ باتیں خدا کی رہ میں بھی کچھ دیا کر

خیالِ راہِ عدم ہے اقبال تیرے در پہ ہوا ہے حاضر
بغل میں زادِ عمل نہیں ہے صلا مری نعت کا عطا کر

دِلّو رام کوثری

عظیم الشان ہے شانِ محمدؐ — خدا ہے مرتبہ دانِ محمدؐ
تب خانے کئے منسوخ سارے — کتابِ حق ہے قرآنِ محمدؐ
ی کے واسطے سب کچھ بنا ہے — بڑی ہے قیمتی جانِ محمدؐ
ریعت اور طریقت اور حقیقت — یہ تینوں ہیں کنیزانِ محمدؐ
رشتے بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم ہیں — غلامانِ غلامانِ محمدؐ
ی کا نطق ہے نطقِ الٰہی — کلامِ حق ہے فرمانِ محمدؐ
دا کا نور ہے نورِ پیمبرؐ — خدا کی شان ہے شانِ محمدؐ
بکرؓ و عمرؓ ہیں عثمانؓ و حیدرؓ — یہی ہیں چار یارانِ محمدؐ
ان میں وصیِ مصطفیٰؐ ہے — علیؓ ہے رنگِ بستانِ محمدؐ
وفاطمہؓ شبیرؓ و شبرؓ — بسا ان سے گلستانِ محمدؐ

بتاؤں کوثری کیا شغل اپنا
میں ہوں ہر دم ثنا خوانِ محمدؐ

احسن
بنارھوری

ہر اک ذرہ چمک اٹھا ہے مہتاب ضیا بن کر
فضا کو جگمگایا آپ نے شمس الضحےٰ بن کر

مرے سرکارؐ آئے دردِ عصیاں کی دوا بن کر
سکونِ قلبِ مضطر غمزدوں کا آسرا بن کر

نبیؑ ہیں اور جتنے اختر برج رسالت ہیں
مرے سرکارؐ آئے ہیں مگر شمس الضحیٰ بن کر

خدا شاہد بڑی مشکل میں تھے اللہ کے بندے
کہ وہ تشریف لائے دفعتاً مشکل کشا بن کر

پریشانی حوادث دیکھ کر بحرِ حوادث میں
پئے تسکیں انھیں کی یاد آئی ناخدا بن کر

خلیل اللہؑ ہے کوئی، کلیم اللہؑ ہے کوئی
مگر آقا مرے آئے ہیں محبوبِ خدا بن کر

تمھیں نے زندگی نو عطا فرمائی ہے آقا
کہ آئے مردہ دل کے واسطے آبِ بقا بن کر

تمھی پر منحصر کیا ہے شہنشاہِ زمانہ بھی
انھیں کے آستاں پر آرہے ہیں بے نوا بن کر

سمجھ سے ماورا ہستی کو احسن کوئی کیا سمجھے
کہ دنیا میں مرے سرکارؐ آئے جانے کیا بن کر

شیو پرشاد وہبی لکھنوی

بے خبر ہوں دونوں عالم سے سوائے مصطفیٰ
یا الٰہی! دل ہو ایسا مبتلائے مصطفیٰ

دل ہے میرا بستۂ زلفِ دوتائے مصطفیٰ
جان ہے پروانۂ شمعِ لقائے مصطفیٰ

بوریائے فقر، تختِ سلطنت سے ہے سوا
بادشاہِ ہفت کشور ہے گدائے مصطفیٰ

شافعِ محشر ملا ہے کس پیمبر کو خطاب
کون محبوبِ الٰہی ہے سوائے مصطفیٰ

جو ہوا سائل، رہی اس کو نہ پھر کچھ احتیاج
ایسا کر دیتی ہے مستغنی عطائے مصطفیٰ

آدمی کیا، مدح کر سکتے نہیں، جن و ملک
حق تعالےٰ آپ کرتا ہے ثنائے مصطفیٰ

آسماں پر لوگ کہتے ہیں جنھیں شمس و قمر
ذیب ہے سمجھے کہ ہیں یہ نقشِ پائے مصطفیٰ

ذرّے اس در کے ہیں کیا، کیا اسے کیا شمس و قمر
جلوہ آرا شش جہت میں ہے، ضیائے مصطفیٰ

ہوتی ہے حسرت یہی، کیوں دل نہ میرا یہ ہوا
دیکھتا ہوں جب میں وہبی نقشِ پائے مصطفیٰ

سائل دہلوی

کب تک رہے سینے میں تمنائے مدینہ
کب تک دلِ بے تاب کہے ہائے مدینہ

مر جاؤں مدینے میں مدینے میں لحد ہو
لے جاؤں لحد میں، میں تمنائے مدینہ

آ بیٹھو مرے دل میں کہ دل عرش بریں ہے
تم چاہو تو سینہ مرا بن جائے مدینہ

یا رب مرے دل میں رہے یثرب کی تمنا
یا رب مرے سر میں رہے سودائے مدینہ

اے چشم تصور تجھے اتنا ہی بہت ہے
گر بیٹھے نظر میں مرے آ جائے مدینہ

سائل کی تمنا ہے شب و روز الٰہی
ہر دم مرے دل میں رہے سودائے مدینہ

سید وحید الدین بیخود دہلوی

روشن ہمارا دل ہے محمدؐ کے نور سے
لائے ہیں اس چراغ کو ہم کوہِ طور سے

موسیٰؑ نے اس کو طور پہ دیکھا تھا دور سے
روشن ہوئی ہے شمعِ حرم جس کے نور سے

خلوت ہو ایسی جس میں فرشتے نہ جا سکیں
اک دل کی بات عرض کروں گا حضورؐ سے

اس کے کرم نے کھینچ لیا جالیوں کے پاس
ڈرتا تھا میں سلام پڑھا میں نے دور سے

جب تک نبیؐ کی یاد نہ دل میں سمائے گی
خالی نہ ہو گا دل مرا کبر و غرور سے

دیدار ہو خدا کا زیارت رسولؐ کی
فردوس سے غرض ہے نہ مطلب ہے حور سے

میری نظر خطا نہ کرے گی یقین ہے
پہچان لوں گا حشر میں حضرتؐ کو دور سے

عشقِ نبیؐ سے نشۂ عرفاں میں چور ہوں
دھویا ہے میں نے دل کو شرابِ طہور سے

آئیں گے آپ دل میں یہ وعدہ تو کیجئے
میں کعبہ مانگ لوں گا خدائے غفور سے

روح القدس کے روح نے پایا ہے میری نبض
سیکھی ہے نعت گوئی بڑے ہی شعور سے

تڑپوں گا میں فراقِ نبیؐ میں تمام عمر
یہ وعدہ لے لیا ہے دلِ ناصبور سے

رتبہ کو مصطفےٰؐ کے ملائک سے پوچھیے
سجدے کا حکم پہلے ملا ہے ظہور سے

بیخودؔ کو جامِ بادۂ کوثر ہو وہ عطا
جنت میں جھومتا ہے جس کے سرور سے

حاجی امداد اللہ شاہ مہاجر مکیؒ

کہے ہے شوقِ نبیؐ یہ آکر چلو مدینے چلو مدینے
میں دل سے ہوں گا تمہارا رہبر چلو مدینے چلو مدینے

صبا بھی لانے لگی ہے اب تو نسیمِ طیبہ نسیمِ طیبہ
کہے ہے شوق اب ہوا میں اڑ کر چلو مدینے چلو مدینے

خدا کے گھر میں تو رہ چکے ہم اب عمر اپنی ہوئی ہے آخر
مریں گے اب تو نبیؐ کے در پر چلو مدینے چلو مدینے

تو دربدر کیوں پھرے ہے مارا جو دونوں عالم کی چاہے دولت
تو سر قدم ہو کے در دیہ کر چلو مدینے چلو مدینے

یہ جذبِ عشقِ محمدیؐ ہے دلوں کو امت کے کھینچتا ہے
کہے ہے ہر دل جو ہو کے مضطر چلو مدینے چلو مدینے

جو کفر و ظلم و فساد و عصیاں ہر اک جگہ سے ہے نمایاں
تو دینِ اسلام اٹھے یہ کہہ کر چلو مدینے چلو مدینے

ہلاکت امداد اب تو آئی جو فوجِ عصیاں نے کی چڑھائی
نجات چاہو تو اے برادر چلو مدینے چلو مدینے

اکبر وارثی میرٹھی

جب عرب کے چمن میں وہ نورِ خدا ہر طرف اپنا جلوہ دکھانے لگا
کفر غارت ہوا بت گرے ٹوٹ کر منہ پہاڑوں میں شیطاں چھپانے لگا

بلبل و گل میں پیدا ہوئی یہ خوشی باغِ عالم میں کھلنے لگی ہر کلی
مٹ گئی ظلمتِ کفر کی تیرگی، نورِ حق ہر طرف جگمگانے لگا

کیا بشر کیا ملک کیا زمیں کیا فلک، عرش سے فرش تک شرق سے غرب تک
دیکھ کر نورِ حق ہر کوئی یک بیک آمد آمد کا مژدہ سنانے لگا

بدلیاں رحمتوں کی گرجنے لگیں، نوبتیں شادیانوں کی بجنے لگیں
دین کی فوجیں ہر سمت سجنے لگیں، پرچمِ اسلام کا لہلہانے لگا

کنگرے قصرِ کسریٰ کے گرنے لگے، ڈوبتے کلمہ پڑھ پڑھ کے ترنے لگے
آگ آتش کدوں کی بجھانے لگا اور سماوی میں پانی بہانے لگا

سونگھ کر بھینی بھینی وہ خوشبوئے تن دیکھ کر رنگِ رحمت چمن در چمن
کہہ کے انت نبی پڑھ کے صل علیٰ بلبلِ خوش نوا چہچہانے لگا

اکبرِ خستہ جاں کی ہے یہ التجا ان میں کوئی تو پوری ہو بہرِ خدا
یا تو جلوہ دکھا، یا مدینے بلا، ورنہ تسکین دے، دل ٹھکانے لگا

سر کشن پرشاد شاد

بلوائیں مجھے شاد جو سلطانِ مدینہ
جاتے ہی میں ہو جاؤں گا قربانِ مدینہ

وہ گھر ہے خدا کا تو یہ محبوبِ خدا ہیں
کعبے سے بھی اعلیٰ نہ ہو کیوں شانِ مدینہ

روکیں گے نہ دربار میں جانے کے لئے شاد
پہچانتے ہیں سب مجھے دربانِ مدینہ

ہے قربِ نبیؐ ہی سے تو یہ عزت و جلال
قالب ہے مدینہ تو وہ ہے جانِ مدینہ

لے جاؤں گا میں ساتھ فقط عشقِ محمدؐ
تحفہ ہے مرے پاس یہ شایانِ مدینہ

دیکھے جو تحیر میں مرے عشقِ نبیؐ کو
سکتے میں رہے نرگسِ بستانِ مدینہ

کھولے درِ جنت کو یہی کہتا ہے رضواں
بے خوف چلے جائیں غلامانِ مدینہ

نشہ ہے وہ ان کو جو اترتا ہی نہیں ہے
توحید کی مے پیتے ہیں مستانِ مدینہ

خاکِ رہِ یثرب کو بناؤں گا میں سرمہ
دیکھوں گا ان آنکھوں سے جو میدانِ مدینہ

اللہ دکھا دے تو مجھے روضۂ اقدس
باقی کہیں رہ جائے نہ ارمانِ مدینہ

کیوں میری شفاعت میں بھلا دیر لگے گی
کیا تجھ کو نہیں جانتے سلطانِ مدینہ

کافر ہوں کہ مومن ہوں خدا جانے میں کیا ہوں
پر بندہ ہوں ان کا جو ہیں سلطانِ مدینہ

کیا مجھ سے ثنا ہو سکے اک مور ہوں ادنیٰ
اعلیٰ ہیں وہی جو ہیں سلیمانِ مدینہ

مومن جو نہیں ہوں تو میں کافر بھی نہیں شاد
اس ذمرے سے آگاہ ہیں سلطانِ مدینہ

صفی لکھنوی

پیغمبر و سرورِ حجازی
پہلا اللہ کا نمازی

حق کی توحید کا مبلغ
محوِ طاعت بہ قلبِ فارغ

سرکش عربوں کا سر جھکایا
حیوانوں کو آدمی بنایا

قائم کیا رشتۂ مواخات
برتاؤ میں شیوۂ مساوات

مصلح، سرمایہ داریوں کا
حامی، محنت شعاریوں کا

وہ ماہِ تمام چاہِ نخشب
جس کا غارِ حرا تھا مکتب

وہ حسنِ ملیح جس کی پوشاک
لولاک لما خلقت الافلاک

وہ جانِ جہانِ آفرینش
معنائے بیانِ آفرینش

مرزا محمد ہادی عزیزؔ لکھنوی

یہ دونوں عالم کہ جس کی تہہ میں چمک رہا ہے جمالِ قدرت
اِسے سمجھ لو مجازِ مرسل اسے لطیف ایک استعارا

زمانہ ہے ایک جسمِ خاکی وجودِ انساں ہے روح اس کی
لباسِ ہستی کو تو نے اے روح گر سنوارا تو کیا سنوارا

سمجھ میں اب تک نہ تیری آیا کہ زندگانی کی کیا ہے خواہش
نہ دولتِ جسم اس کا مقصد نہ اس کا مطلب ہے ملکتِ دارا

مگر حقیقت کی اک نظر کر ذرا سراپائے مصطفیٰؐ پر
یہ قدِ آدم وہ آئینہ ہے کہ جس میں قدرت ہے جلوہ آرا

عرب کے جاہل حرم کے سرکش کہ جن کا جوہر درندگی تھا
یہی ہے وہ "فلسفیٔ امی" کہ جس نے اس قوم کو سنوارا

حقیقی ہستی پہ جب تھا مائل تو ذرہ ذرہ بنا تھا سورج
ہوا تھا میلانِ ارتقا جب تو عرشِ اعظم کا تھا ستارا

اُبل پڑا نورِ کبریائی چمک اٹھا جلوۂ خدائی
دبے ہوئے تھے جو دل میں جذبے ضیائے رخ سے انھیں ابھارا

مجسمہ حسنِ معنوی کا نمونہ اک لطفِ سرمدی کا
حرا کے خلوت کدے میں جس کو خدا کے ہاتھوں نے خود سنوارا

زمینِ شورِ عرب پر آکر بنائے اخلاق اس نے ڈالی
وہی یتیموں کا آسرا تھا وہ ضعیفوں کا تھا سہارا

آرزو لکھنوی

ازل سے نقشِ دل ہے نازِ جانانہ محمدؐ کا
کیا ہے لوح نے محفوظ افسانہ محمدؐ کا
بنا ہے مہبطِ جبریل کاشانہ محمدؐ کا
اب افسانہ خدا کا ہے ہر افسانہ محمدؐ کا
ڈرے کیا آتشِ دوزخ سے دیوانہ محمدؐ کا
کہ اٹھتے شعلے گل کرتا ہے پروانہ محمدؐ کا
ظہور حال مستقبل سے ماضی کو ملا دوں گا
مجھے پھر آج دہرانا ہے افسانہ محمدؐ کا
رسائی کب ہے اس تک ہوشِ انساں عقلِ قدسی کی
جو اپنی رو میں بہک جاتا ہے دیوانہ محمدؐ کا
دوئی اک داغِ تہمت، غیریت الزامِ بے معنی
وہ اپنا ہے جسے اپنائے یارانہ محمدؐ کا
شفاعت کی دعا میں وہ ہوا دیتے ہیں پر اس کا
جہنم کو بجھا سکتا ہے پروانہ محمدؐ کا
یہاں سے تا بہ جنت روک ہے کوئی نہ پرسش ہے
جہاں جا ہے چلا جا بن کے دیوانہ محمدؐ کا
شعاع اس پار شیشے کے، نظر اس پار شیشے کے
جھلک دیکھی کہ پہنچا اڑ کے پروانہ محمدؐ کا
درود اوّلِ سخن ہو آرزو پھر شعر نعتیہ
زباں دھو ڈال اگر کہنا ہے افسانہ محمدؐ کا

نورالحسن نیرؔ کاکوروی

(مؤلف نوراللغات)

اللہ ری تری شان کی یہ جلوہ گری ہے
چلتی ہوئی یہ سانس نسیم سحری ہے
ارماں نہیں چھپتا ہے وہ شوخی سی بھری ہے
اک نور ہے سانچے میں کہ شیشے میں پری ہے
جس دل میں چمک ہی نہ ہو پھر نور کہاں ہے
خالی جو تجلی سے ہو وہ طور کہاں ہے

پتلی کی ہے صورت حجر اسودِ کعبہ
پوشش نظر آئی جو اٹھا آنکھ کا پردا
کوئے سے ٹپکنے لگا میزاب کا نقشہ
آنسو گرے زمزم کی صراحی ہوئی پیدا
ہر بار بتاتی ہے پلک صفات جھپک کر
مصروف ہوئی سعیِ صفا میں وہ لپک کر

جھکتی نہ اگر رحمتِ عالم سوئے پستی
معمور نہ ہوتی کبھی آدمؑ کی یہ بستی
افلاک رسالت کی نہ ہوتی کہیں ہستی
ایمان کے تاروں کیلئے خلق ترستی
یہ مہر نہ ملتا کبھی یہ ماہ نہ ملتا
بالفرض یہ ملتے مگر اللہ نہ ملتا

رضا علی وحشتؔ کلکتوی

تو جو اے ماہِ عرب عالم کی زینت ہو گیا
نور تیرا کس کے جلوے کی بشارت ہو گیا

نور تیرا دافعِ آثارِ ظلمت ہو گیا
ایک عالم کے لئے شمعِ ہدایت ہو گیا

غم ترا آیا ہے دل میں عیش کا ساماں لئے
دور کلفت ہو گئی، اندوہ رخصت ہو گیا

بچھ گئی ہے چادرِ خارِ مغیلاں دشت میں
تیرِ وحشی کے لئے سامانِ رحمت ہو گیا

سادہ دل عاشق کہ تھا مشتاق تیری دید کا
دیکھ کر آئینۂ دل محوِ حیرت ہو گیا

کیوں نہ منظورِ نظر ہو تیرے کوچہ کا غبار
عین یہ تو سرمۂ چشمِ بصیرت ہو گیا

روئے انور کا تصور وجہ خاموشی ہوا
اک پری کا جلوا تھا دیوانہ وحشتؔ ہو گیا

دل شاہ جہان پوری

کیوں کر نہ ہو مومن کو تمنائے مدینہ
ہیں مالکِ جنّت چمن آرائے مدینہ

تنویر سے معمور ہے ہر ذرۂ یثرب
دیکھو تو سہی رونقِ صحرائے مدینہ

مداح رہا آپ کا ہر کافر و مومن
مجموعۂ اخلاق تھے مولائے مدینہ

افسردہ دلوں پر نظرِ فیض و عطا ہو
اے بحرِ کرم اے چمن آرائے مدینہ

تقدیر چمک جائے گی یثرب کی فضا میں
ہے نور فزا شدتِ سودائے مدینہ

روضے کی زیارت سے شرف پا گئے زائر
کھینچے لئے جاتی ہے تمنائے مدینہ

سرچشمۂ توحید ہے یہ شہرِ مقدس
یکتا نظر آئی ہمیں دنیائے مدینہ

نعرہ ہے چمن میں یہ عنادل کی زباں تک
ہر پھول سے خوش رنگ ہیں گلہائے مدینہ

جتنا بھی بڑھوں شوقِ لقا اور سوا ہو
ہے راحتِ دل جوشِ تمنائے مدینہ

اس راہ میں درکار ہے اخلاص و عقیدت
گلشن نظر آیا ہمیں صحرائے مدینہ

ہو نوکِ قلم صفحۂ کاغذ پہ گل افشاں
مقصود ہے مدحِ چمن آرائے مدینہ

پایا لقب اے دل یہ فقط حبِّ نبی میں
کہتے ہیں فرشتے مجھے شیدائے مدینہ

نوحؔ ناروی

سامنے جس کی نگاہوں کے مدینہ آیا
لطف کے ساتھ اسے مرنا اسے جینا آیا

تابشِ حسنِ محمد ﷺ تھی یہ معراج کی رات
ہر چمکتے ہوئے تارے کو پسینا آیا

زندگی وادئ یثرب میں بسر کرنا تھی
حضرتِ خضرؑ کو جی کر بھی نہ جینا آیا

اپنی گردش پہ اسی وجہ سے نازاں ہے فلک
کہ طوافِ درِ اقدس کا قرینا آیا

بیٹھے اس شان و حشم سے وہ سرِ زینِ براق
سمجھے جبریلؑ کہ خاتم میں نگینا آیا

حوضِ کوثر کے قریں مالکِ کوثر کی قسم
وہ ہے کافر جو کہے مجھ کو نہ پینا آیا

ناخدا جب ہو محمد ﷺ سا تو ہم کیوں نہ کہیں
نوحؔ طوفانِ حوادث میں سفینا آیا

پنڈت برج موہن کیفی دتاتریہ

ہو شوق نہ کیوں نعتِ رسولِؐ دوسرا کا
مضموں ہو عیاں دل میں جو لولاکؑ لما کا

تھی بعثتِ محمود خداوند کو منظور
تھا پھل وہ بشارت کا نتیجہ نہ دعا کا

پہنچایا ہے کس اوجِ سعادت پہ جہاں کو
پھر رتبہ ہو کم عرش سے کیوں غارِ حرا کا

معراج ہو مومن کو نہ کیوں اس کی زیارت
ہے خلدِ بریں روضۂ پر نور کا خاکا

دے علم ویقیں کو مرے رفعت شہِ عالم
نام اونچا ہے جس طرح مرا آدرصفا کا

یوں روشنی ایمان کی دے دل میں کہ جس سے
بطحا سے ہوا جلوہ فگن نور خدا کا

ہے حامی و ممدوح مرا شافع محشر
کیفیؔ مجھے اب خوف ہے کیا روزِ جزا کا

مولانا حسرت موہانی

پھر یاد جو آئی ہے مدینے کی بلانے
کیا یاد کیا پھر مجھے شاہِ دوسرا نے

ایسا ہے تو پھر فکر ہے کیوں زادِ سفر کی
کیا غیب کے کھل جائینگے مجھ پر نہ خزانے

میں غلبۂ اعدا سے ڈرا ہوں نہ ڈروں گا
یہ حوصلہ بخشا ہے مجھے شیرِ خدا نے

تھا شب کو جو میں حاضرِ دربارِ محمدؐ
چھوڑا ہے اثر دل پہ عجب اُس کی فضا نے

حسرت مجھے اُس جانِ جہاں سے ہے تعلق
سمجھے کہ نہ سمجھے کوئی جانے کہ نہ جانے

اصغر گونڈوی

دل نثارِ مصطفیٰ جاں پائمالِ مصطفیٰ
یہ اویسِ مصطفیٰ ہے وہ بلالِ مصطفیٰ

دونوں عالم تھے مرے حرفِ دعا میں غرق و محو
میں خدا سے کر رہا تھا جب سوالِ مصطفیٰ

سب سمجھتے ہیں اسے شمعِ شبستانِ حرا
نور ہے کونین کا لیکن جمالِ مصطفیٰ

عالمِ ناسوت میں اور عالمِ لاہوت میں
کوندتی ہے ہر طرف برقِ جمالِ مصطفیٰ

عظمتِ تنزیہ دیکھی شوکتِ تشبیہ میں
ایک حالِ مصطفیٰ ہے ایک قالِ مصطفیٰ

دیکھیے کیا حال کر ڈالے شبِ یلدائے غم
ہاں نظر آئے ذرا صبحِ جمالِ مصطفیٰ

ذرہ ذرہ عالمِ ہستی کا روشن ہو گیا
اللہ، اللہ! شوکت و شانِ جمالِ مصطفیٰ

بیدم شاہ وارثی

قبلہ و کعبۂ ایمان رسولِ عربیؐ
دو جہاں آپ پہ قربان رسولِ عربیؐ

چاند ہو تم تو رسولانِ سلف تارے ہیں
سب نبی دل ہیں تو تم جان رسولِ عربیؐ

صدقہ حسنینؓ کا روضے پہ بلا لو مجھ کو
ہند میں ہوں میں پریشان رسولِ عربیؐ

کس کی مشکل میں تری ذات نہ آڑے آئی
تیرا کس پر نہیں احسان رسولِ عربیؐ

کوئی بہتر ہے تو بہتر سے بھی بہتر تو ہے
سب سے اعلیٰ ہے تری شان رسولِ عربیؐ

تیرا دیدار ہے، دیدارِ الٰہی مجھ کو
تیری الفت مرا ایمان رسولِ عربیؐ

مجمعِ حشر میں اس شان سے آئے بیدمؔ
ہاتھ میں ہو ترا دامان رسولِ عربیؐ

غوثی شاہ حیدرآبادی

محمدؐ رحمۃ للعالمیں ہے
محمدؐ بادشاہِ مرسلیں ہے
محمدؐ خاتم کل انبیا ہے
محمدؐ نورِ رب العالمیں ہے

محمدؐ جان ہے جانِ دو عالم
محمدؐ باعثِ دنیا و دیں ہے
خدا رحمٰن ہے دونوں جہاں میں
محمدؐ رحمۃ للعالمیں ہے

محمدؐ کی عجب پیاری ہے صورت
کہ شیدا جس پہ صورت آفریں ہے
محمدؐ کو بنا کر حق یہ بولا
محمدؐ سا دو عالم میں نہیں ہے

محمدؐ، یا محمدؐ! یا محمدؐ
یہی وردِ دل و جانِ حزیں ہے
محمدؐ پر فدا سو جاں سے غوثیؔ
یہ اس کا جان جانِ ایمان و دیں ہے

جلیل مانکپوری

الٰہی عشق دے اس کا مجھے جو سلطاں ہے
محمدؐ نام ہے تاجِ رسل ہے شاہِ خوباں ہے

محمدؐ قبلۂ ہر دو جہاں ہے کعبۂ جاں ہے
انیسِ بے کساں ہے چارہ سازِ دردمنداں ہے

زہے لطف و کرامت کی کہ وہ پیارا نبی پایا
مٹا دیں گے گنہ جو وارثِ ہے جو ملجائے غریباں ہے

حوادث لاکھ ہوں کیا خوف شیدائے نبیؐ کو
نبیؐ کا جو فدائی ہے خدا اس کا نگہباں ہے

خیالِ مصطفیٰؐ کو لیکے جاتا ہوں میں محشر میں
نہ طاعت ہے نہ تقویٰ ہے یہی بخشش کا ساماں ہے

عجب تاثیر ہے صلِ علیٰ نامِ محمدؐ کی
خدا سے دے ملا انساں کو یہ وہ درماں ہے

سواری دیکھ کر شہ کی یہ کہتے تھے فرشتے بھی
یہی فخرِ دو عالم ہے یہی محبوبِ یزداں ہے

مرا منہ کیا ہے جو دعویٰ کروں اس کی محبت کا
خدا جس کا ثنا خواں ہے خدائی جس پہ قرباں ہے

وہ خاصانِ خدا ملا جن کو رسالت کا
سب اخوانِ محمدؐ ہیں محمدؐ فخرِ اخواں ہے

زیارت کی تمنا ہے جو تم چاہو تو پوری ہو
مجھے مشکل سے مشکل ہے تمہیں آساں سے آساں ہے

بھٹک سکتا نہیں کوئی تمہاری پیروی کرکے
کہ جو نقشِ قدم ہے وہ چراغِ راہِ ایماں ہے

بحقِ احمدؐ و آلِ محمدؐ بخش دے مجھ کو
جلیلِ خستہ یارب مغفرت کا تجھ سے خواہاں ہے

ابوالحسن ناطق
گلاؤٹھوی

تعالی اللہ! محمد مصطفیٰ تشریف لے آئے
شفیع المذنبیں، خیر الوریٰ تشریف لے آئے

سرِ محشر لوائے حمد جن کے ہاتھ میں ہوگا
سپہ سالارِ جیش الانبیاء تشریف لے آئے

مٹانے کے لئے تاریکیِ شرکت و ضلالت کو
وہ جن کا ہے لقب نور الہدیٰ تشریف لے آئے

وہ جن کی ذات والا وجہ تخلیق دو عالم ہے
وہ جن کی شان لولاک لما تشریف لے آئے

شہِ ذی جاہ سر پر تاج جن کے لی مع اللہ کا
بحمد اللہ ہوئے جلوہ نما تشریف لے آئے

ہوا ہے الفقر فخری پہ مدارِ زندگی جن کا
وہ جن کہ بے کسوں کا آسرا تشریف لے آئے

ہوا ہے انبیاء کو رشک جن کی شانِ امت پر
وہ آئے مرحبا صل علیٰ تشریف لے آئے

مقربِ ذاتِ حق کے رازداں اسرارِ قدرت کے
مقامِ قاب قوسین آشنا تشریف لے آئے

مبارک باد اے ناطق انھیں پایا خدا پایا
خدا کو لے کے محبوبِ خدا تشریف لے آئے

سیماب اکبرآبادی

تجلی گاہِ وحدت بن گیا دنیا کا کاشانہ
سلام اے صبحِ کعبہ السلام اے شامِ بتخانہ

یہ کون آیا ہے کعبہ میں باندازِ خلیلانہ
کہ صدقے نعرۂ لبیک ہے ناقوسِ بتخانہ

یہ دور اندازیاں اچھی ہیں برقِ حسنِ جانانہ
قرن میں کوئی سودائی حبش میں کوئی دیوانہ

مدینے والے داتا میری جھولی کیوں نہیں بھرتے
تمہارے در پہ آیا ہوں بہ اندازِ فقیرانہ

کچھ ایسی جاذبیت ہے رخِ حسنِ محمدؐ میں
کہ شمعِ طور پر جاتا نہیں اب کوئی پروانہ

ادھر آؤ بلالؓ ان انکھیوں کی میں بلائیں لوں
کیا ہے عمر بھر حسن نبیؐ کی نعت میں شانہ

عرب والوں کو اے سیماب سن کر نیند آتی ہے
کہانی بن گئی ہے میری بے تابی کا افسانہ

عبدالباری آسی
الدنی

احمد مرسل ہادی و رہبر صلی اللہ علیہ وسلم
محرم رازِ حضرت داور صلی اللہ علیہ وسلم

دوش مبیں پر مہر نبوت دست مبیں پہ بابِ امامت
تاج شفاعت سر کے اوپر صلی اللہ علیہ وسلم

غارِ حرا میں جانے والے حکم اقرا پانے والے
لانے والے راہِ ہدیٰ پر صلی اللہ علیہ وسلم

ہر اک بت سجدے میں گرا ہے قصرِ کسریٰ لرز رہا ہے
ہیبت چھائی ہوئی ہے سب پر صلی اللہ علیہ وسلم

رخ کا پسینہ عطر سے بڑھ کر سنبلِ ریحاں زلفِ معنبر
روئے زیبا رشکِ گلِ تر صلی اللہ علیہ وسلم

سب سے جدا وہ سب سے یگانہ بے زر و دولت شاہِ زمانہ
اللہ اکبر اللہ اکبر صلی اللہ علیہ وسلم

اک ایما سے شق مہِ انور جذبِ کرم سے پانی پتھر
فیضِ کرم سے ذرے اختر صلی اللہ علیہ وسلم

سب پہ یکساں مہر و مروت سب پہ یکساں لطف و عنایت
سب کے حق میں رحمت داور صلی اللہ علیہ وسلم

قاطع کفر و شرک و بدعت حامی شرعِ دین و ملت
خود ہی مرہم خود ہی نشتر صلی اللہ علیہ وسلم

امجد حیدر آبادی

فرقت میں جہاں برباد ہے آیا ہے اب آنکھوں میں دم
جاکر سُنائے کون انھیں افسانۂ بیمار غم
پیغام بر ملتا نہیں بے چارہ و بے کس ہیں ہم
ان نلت یا ریح الصبا یوما الی ارض الحرم
بلغ سلامی روضۃ فیہ النبی المحترم

کیا شکل کھینچی واہ وا، قرباں ترے دست قضا
پڑھتے ہیں جس کو دیکھ کر حور و ملک صلّ علیٰ
کیا رنگ ہے، کیا روپ ہے، کیا حُسن ہے نام خدا
من وجہہ شمس الضحیٰ من خدہ ابدر الدجیٰ
من ذاتہ نور الھدیٰ من کفہ بحر الھمم

کیا پوچھتے ہو ہاں ہو! مجھ سے محبت کا مزا
دل چاک ہے ٹکڑے جگر، تن زخمی تیغ جفا
سننا ذرا زخم جگر نہ رہ کے آتی ہے صدا
اکبادنا مجروحۃ من سیف ھجر المصطفیٰ
طوبیٰ لاھل بلدۃ فیہ النبی المحترم

پیراہن دل چاک ہے، ٹکڑے ہے جیب و آستیں
جینے سے جی بیزار ہے، ہونٹوں پہ ہے جان حزیں
اچھے مسیحا بے رخی بیمار سے اچھی نہیں
یا رحمۃ اللعالمین ادرک لزین العابدین
محبوس ایدی الظالمین فی الموکب المزدحم

اقبال احمد سہیل

احمد مرسل، فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
مظہر اول، مرسل خاتم صلی اللہ علیہ وسلم

جسم مزکی، روح مصور، قلب مجلی، نور معطر
حسن سراپا، خیر مجسم صلی اللہ علیہ وسلم

طینت جس کی سب سے مطہر، بعثت جس کی سب سے مؤخر
خلقت جس کی سب سے مقدم صلی اللہ علیہ وسلم

زہد و حیا، ایثار و عطا، کسب و قناعت، عفو و شجاعت
حل کیے جو اسرار اہم تھے صلی اللہ علیہ وسلم

ربط و تصادم، طوع و تحکم، فقر و تنعم، عدل و ترحم
سب کے حدود بتائے باہم صلی اللہ علیہ وسلم

دل میں حب سلطانی کی، جنگ میں جن کی جہانبانی
زہد و سیاست کر دیے توام صلی اللہ علیہ وسلم

وہ مصداق دنیٰ فتدلیٰ، جس کی منزل عرش معلیٰ
نکتۂ ما اوحیٰ کا محرم صلی اللہ علیہ وسلم

جتنے فضائل جتنے محاسن ممکن ہو سکتے تھے ممکن
حق نے کیے سب ان میں فراہم صلی اللہ علیہ وسلم

علم لدنی، شان کریمی، خلق خلیلی، نطق کلیمی
زہد مسیحا، عفت مریم صلی اللہ علیہ وسلم

بندہ اور خدا سے واصل، خاکی اور انوار کا حامل
امی اور اسرار کا محرم صلی اللہ علیہ وسلم

صدر اکرم، سلطان مدینہ، وہ جس کے کف پا کا پسینہ
گل کدۂ فردوس کی شبنم، صلی اللہ علیہ وسلم

جگر مرادآبادی

اک رند ہے اور مدحتِ سلطانِ مدینہ
ہاں کوئی نظرِ رحمتِ سلطانِ مدینہ

تو صبحِ ازل آئینۂ حُسنِ ازل بھی
اے صلِّ علیٰ صورتِ سلطانِ مدینہ

اے خاکِ مدینہ تری گلیوں کے تصدق
تو خلد ہے تو جنتِ سلطانِ مدینہ

ظاہر میں غریب الغربا پھر بھی یہ عالم
شاہوں سے سوا سطوتِ سلطانِ مدینہ

اس طرح کہ ہر سانس ہو مصروفِ عبادت
دیکھوں میں درِ دولتِ سلطانِ مدینہ

کونین کا غم، یادِ خدا، وردِ شفاعت
دولت ہے یہی دولتِ سلطانِ مدینہ

اس اُمتِ عاصی سے نہ منہ پھیر خدایا!
نازک ہے بہت غیرتِ سلطانِ مدینہ

اے جان بہ لب آمدہ ہشیار، خبردار!
وہ سامنے ہیں حضرتِ سلطانِ مدینہ

کچھ اور نہیں کام جگرؔ مجھ کو کسی سے
کافی ہے بس اک نسبتِ سلطانِ مدینہ

مولانا مناظر احسن گیلانی

صلی اللہ علیک نبینا

پیارے محمدؐ جگ ساجن　　تم پر واروں تن من دھن
تم ری صورتیا من موہن　　کبھو تو مسکراتیو تو درشن

جب کنھڑے دلواتے
کرپا کرکے بدرا کھیا ہے
صلی اللہ علیک نبینا

تم ری دوریا کیسے چھوڑوں　　تم سے توڑوں کس سے جوڑوں
تم ری گلی کی دھول بٹوروں　　تم رے نگر میں دم بھی توڑوں

جی کا اب ارمان یہی ہے
آٹھوں پہر اب دھیان یہی ہے
صلی اللہ علیک نبینا

سید سلیمان ندوی

نام محمد صلی علیٰ — نورِ محمد صلی علیٰ
عبدِ مودود صلی علیٰ — قدِ ممدود صلی علیٰ

رحمتِ عالم صلی علیٰ — فخرِ آدم صلی علیٰ
مرسلِ اکرم صلی علیٰ — اسمک احمد صلی علیٰ

چہرۂ انور شمسِ ضحیٰ — زلفِ معنبر لیلِ دجیٰ
قلبِ مطہر عینِ ہدیٰ — ذکرِ محمد صلی علیٰ

شاہِ عالم شاہِ امم — ہادیٔ اعظم شمعِ حرم
صاحبِ لطف و جود و کرم — حق سے مؤید صلی علیٰ

منشی درگا سہائے سرور جہاں آبادی

دلِ بیتاب کو سینے سے لگا لے آجا ۔۔۔ کہ سنبھلتا نہیں کم بخت سنبھالے آجا
پاؤں ہیں طولِ شبِ غم نے نکالے آجا ۔۔۔ خواب میں زلف کو مکھڑے سے لگا لے آجا
بے نقاب آج تو اے گیسوؤں والے آجا

نہیں خورشید کو ملتا ترے سائے کا پتا ۔۔۔ کہ بنا نورِ ازل سے ہے سراپا تیرا
اللہ اللہ ترے چاند سے مکھڑے کی ضیا ۔۔۔ کون ہے ماہِ عرب کون ہے محبوبِ خدا
اے دو عالم کے حسینوں سے نرالے آجا

دل ہی دل میں مرے ارمان گھٹے جاتے ہیں ۔۔۔ خاک پر گر کے دُرِ اشک لُٹے جاتے ہیں
تیری رسوائی پہ کم بخت تلے جاتے ہیں ۔۔۔ ہوں سیہ کار مرے عیب کھلے جاتے ہیں
کملی والے مجھے کملی میں چھپا لے آجا

ہائے واماندگی وسعتِ دامانِ صراط ۔۔۔ المدد المدد اے خضرِ بیابانِ صراط
ہر قدم پر نگہِ یاس ہے یارانِ صراط ۔۔۔ دیکھتے ہیں تجھے پھر پھر کے ضعیفانِ صراط
ڈگمگاتے ہیں قدم کون سنبھالے آجا

کان میں کچھ جو ادھر جذبۂ اکمل نے کہا ۔۔۔ مرحبا بڑھ کے ادھر شاہدِ وحدت نے کہا
آبلائیں تری لوں جوشِ محبت نے کہا ۔۔۔ ہو چکا محبوب تو مشاطۂ قدرت نے کہا
خلوتِ راز میں اے ناز کے پالے آجا

خواجہ عزیز الحسن مجذوب

سارا بدن حضورؐ کا جب نور ہو گیا
پھر دور کیا تھا سایہ اگر دور ہو گیا

آیا جو سامنے وہی مسحور ہو گیا
زنار کفر توڑ کے ذوالنور ہو گیا

سوئے مدینہ جانے کا مقدور ہو گیا
سامانِ راحت دلِ رنجور ہو گیا

ماہِ عرب کے مہر جہاں تاب تھے حضورؐ
عالم تمام نور سے معمور ہو گیا

مشقِ تصورِ رخِ پر نور جب بڑھی
میں سر سے لے کے تا بہ قدم نور ہو گیا

کیا حد ہے فیضِ شافعِ محشر تو دیکھئے
مجھ سا گناہ گار بھی مغفور ہو گیا

کیفِ نگاہِ ساقیِ کوثر نہ پوچھیے
آیا جو سامنے وہی مخمور ہو گیا

ہر قول و فعلِ حضرتِ محبوبِ کبریا
تا حشر خلق کے لیے دستور ہو گیا

اب بعدِ نعت ہرزہ سرائی کا منہ نہیں
مجذوب شعر کہنے سے معذور ہو گیا

دورِ حاضر

ادب شناس جو ہیں جادۂ محبت کے
زبان کاٹ دیں لب پہ جو حرف تو آئے

جنگ بہادر خاں تابش

(مولانا) ابو الوفا، عارف شاہجہانپوری

ہر غنچہ ہے ہر گل ہے ثنا خوانِ محمدؐ
بلبل بھی چمن میں ہے غزل خوانِ محمدؐ

والشمس ضیائے رخِ تابانِ محمدؐ
واللیل ہے کیا زلفِ پریشانِ محمدؐ

رفعت ہے رفعنا لک ذکرک سے ہویدا
والنجم میں ہے تذکرہ شانِ محمدؐ

وہ شانِ نبوت ہو کہ ہو شانِ ولایت
دونوں ہیں تہِ سایۂ فیضانِ محمدؐ

مستی نہیں موقوف ہے صہبا و سبو پر
بے جام و سبو مست ہیں مستانِ محمدؐ

جبریل کا سر نقشِ قدم تک بھی نہ پہنچا
رفعت میں ہے کس درجہ یہ ایوانِ محمدؐ

مستور ہے خورشید رسالت تہ گنبد
پھر بھی تو درخشاں ہے شبستانِ محمدؐ

اصحاب بھی آلِ پیمبر کا نہ پوچھو
وہ گل ہیں تو یہ لالۂ بستانِ پیمبر

عارفؔ سے کہیں حشر میں جبریل مبارک
وہ تیری جگہ ہے تہِ دامانِ محمدؐ

آثر لکھنوی

بنا ہے صفحۂ قرطاس رشکِ باغِ نعیم
سرودِ نطق کا ہے ترانہ صریرِ کلکِ ندیم
نہ ہے نصیب کہ ہم اس نبیؐ کی امت ہیں
خدا نے جس کو پکارا ہے کہہ کے "خلقِ عظیم"
کبھی وجود میں آتا نہ عالمِ امکاں
صدف میں علمِ الٰہی کے تھا یہ درِّ یتیم
عجیب نکتہ ہے مضمر لقب میں اُمّی کے
جو آپ علم ہے کیا اس کو حاجتِ تعلیم
نگاہِ معجزہ ساماں کی ایک گردش میں
عرب کے بگڑے تمدن کی ہو گئی تنظیم
محمدؐ اور علیؓ فاطمہؓ حسینؓ و حسنؓ
یہی وہ نام ہیں آدم کو ہوئے تعلیم
یہی بہشت ہے اسکے سوا بہشت غلط
بسی ہو جان و تن و روح میں تری ہی شمیم

افقرؔ موہانی

فطرت کا یہ پیغام صبا لائی ہوئی ہے
گلشن میں نئے سر سے بہار آئی ہوئی ہے

معبود کو بندوں کی ادا بھائی ہوئی ہے
کس جوش سے رحمت کی گھٹا چھائی ہوئی ہے

اٹھنے کو نبوت کا جو ہے آخری پردہ
دنیا کی نظر دید کو للچائی ہوئی ہے

معمور وہ عالم ہوئے انوارِ نبیؐ سے
اک برقِ تجلی ہے کہ لہرائی ہوئی ہے

پھیلے ہوئے ہر سمت ہیں ایمان کے جلوے
تصویرِ بُت و بُت کدہ کمہلائی ہوئی ہے

پڑھتے ہیں درود اور سلام آج ملائک
کونین پہ مستی کی فضا چھائی ہوئی ہے

افقرؔ پئے تعظیم اٹھو تم بھی بصد شوق
میلادِ محمدؐ کی خبر آئی ہوئی ہے

اسد ملتانی

گماں پہ فتح اگر قوتِ یقیں سے ملی
یقیں کی دولتِ بیدار ہم کو دیں سے ملی

عرب کی خاک کی ممنون کیوں نہ ہو دنیا
کہ دیں کی نعمت اسی پاک سرزمیں سے ملی

ہدایت ایسی جو قائم رہے قیامت تک
خدائے پاک کے پیغامِ آخریں سے ملی

ہوئی رسولؐ سے ملت کو زندگی حاصل
اگرچہ فرد کو جاں جانِ آفریں سے ملی

محمدؐ عربی سے ہے آبروئے جہاں
کہ اس مکان کو عزت اسی مکیں سے ملی

نمونہ سب کے لیے ہے نبیؐ کی سیرت میں
کہ جو نظیر کبھی ڈھونڈھنے کی نہ کہیں سے ملی

ذرا بھی ہم کو وجودِ خدا میں شبہ نہیں
کہ یہ خبر ہمیں اک صادق و امیں سے ملی

زمیں پہ جھک کے جو عرشِ بریں پہ پہنچی تھی
ہمیں بلندیِ مقصود اسی جبیں سے ملی

خدا کے واسطے جینا بھی اور مرنا بھی
یہ تربیت عجب اندازِ دل نشیں سے ملی

اسی طرح سے رہا ہے یہ سلسلہ جاری
کہ ہم نشیں کو یہ تعلیم ہم نشیں سے ملی

بھلا کسے تھی تمیزِ حقوقِ انسانی
یہ مصطفیٰؐ ہی کے اعلانِ آخریں سے ملی

عطا ہوا جو نظام اب کبھی نہ بدلے گا
تسلی اس کی ہمیں ختمِ مرسلیں سے ملی

اسد فیوضِ درِ مصطفیٰؐ کا کیا کہنا
بشر کو جو بھی سعادت ملی یہیں سے ملی

اختر شیرانی

مسند نشینِ عالمِ امکاں تمھیں تو ہو
اس انجمن کی شمعِ فروزاں تمھیں تو ہو

دنیائے ہست و بود کی زینت تمھیں سے ہے
اس باغ کی بہار کے ساماں تمھیں تو ہو

روشن ہے جس کی ضو سے شبستانِ زندگی
وہ ماہ نیم ماہِ درخشاں تمھیں تو ہو

دنیا کی آرزوئیں فنا آشنا ہیں سب
جو روحِ زندگی ہے وہ ارماں تمھیں تو ہو

تم کیا ملے کہ دولتِ ایماں ملی ہمیں
ایمان کی تو یہ ہے کہ ایماں تمھیں تو ہو

صبحِ ازل سے شامِ ابد تک ہے جس کا نور
وہ جلوہ زارِ حُسنِ درخشاں تمھیں تو ہو

دارائے چرخ و دورِ زمیں جس کے ہیں غلام
وہ نازِ دہر و نازشِ دوراں تمھیں تو ہو

دنیا و آخرت کا سہارا تمھاری ذات
دونوں جہاں کے والی و سلطاں تمھیں تو ہو

شادابیٔ صنوبر و نسریں تمھیں سے ہے
بوئے گُل و بہارِ گلستاں تمھیں تو ہو

اختر کو بے نوائیٔ دنیا کی فکر کیا
ساماں طرازِ بے سروساماں تمھیں تو ہو

اختر زبیری

نبوت کی گھٹا جس دم سرِ فاراں پہ لہرائی
اور اُٹھ کر کوہِ فاراں سے حدودِ ارض پہ چھائی

مساوات و اُخوت نے پیامِ زندگی بخشا
نشاطِ حق کی بدلی قصرِ انسانی پہ لہرائی

محمد مصطفےٰ لائے سبق حلم و مروّت کا
امانت حق نے اپنی اک امیں کے ہاتھ پہنچائی

وہ ساقی جس کی ہمت نے عطا کی بزمِ عالم کو
صراحی حوضِ کوثر کی صفا کی بادہ پیمائی

وہی امی کہ بخشی جس کی ابجد ناشناسی نے
فیضانِ جہاں کو سندِ حکمت کی دارائی

وہی دُرِّ یتیمی جس کی یکتائی پہ شاہد ہے
خدا کی رحمتِ بے حد کی وحدت اور یکتائی

وہ سردارِ رسل، وہ فخرِ موجوداتِ پیغمبر
ملائک کر چکے ہیں جس کے در پہ ناصیہ سائی

وہ آقا جس نے آتے ہی زمانے سے مٹا ڈالا
طریقِ خود پرستی، سخت گیری، جہل آرائی

وہی مونس ہوا اور دم ساز ہو سب بے نواؤں کا
خدا کی رحمتوں کی فوج جس کے ساتھ آئی

وہی اک محسنِ اعظم ہے بے شک نوعِ انساں کا
جہاں والوں نے جس سے دولتِ صدق و صفا پائی

وہی اختر رہا جو عرش و کرسی کی ضیا بن کر
عرب میں آ گیا اک دن محمد مصطفےٰ بن کر

احسان دانش

کعبۂ جاں قبلۂ قلب و نظر پیدا ہوئے
خواجۂ کونین، شاہِ بحر و بر پیدا ہوئے

ہر قدم اک مشرقِ نور و ضیا کا سامنا
ہر نفس امکانِ معراجِ نظر پیدا ہوئے

جس زمیں کو پائے بوسی کا شرف حاصل ہوا
اُس زمیں میں لعل و یاقوت و گہر پیدا ہوئے

عارفِ ارض و سما میرِ بساطِ کائنات
خیرِ خیر الاُمم خیر البشر پیدا ہوئے

جس نے دیکھا پھر نہ دیکھا اور کچھ ان کے سوا
اک نظر میں سیکڑوں حسنِ نظر پیدا ہوئے

اب نہ اُتریں گے صحیفے اب نہ آئیں گے رسول
لے کے قرآں آخری پیغامبر پیدا ہوئے

حسن کو جس رنگ میں دیکھا تڑپ کر رہ گئے
اور یہ حالات دانش عمر بھر پیدا ہوئے

ابر احسنی گنوری

نبیؐ جتنے قریب عرش اعظم ہوتے جاتے ہیں
ذریعے بخشش امت کے محکم ہوتے جاتے ہیں
مسرت بڑھتی جاتی ہے الم کم ہوتے جاتے ہیں
قریب خلد طیبہ غالباً ہم ہوتے جاتے ہیں

یہ کس نے ساز چھیڑا دہر میں وحدت پرستی کا
ترانے شرک کی تانوں کے مدھم ہوتے جاتے ہیں
جو ٹھکرائے ہوئے تھے دہر کے وہ تیری محفل میں
مکرم بنتے جاتے ہیں معظم ہوتے جاتے ہیں

عروج اہل ایماں دیکھتے نااہل کس دل سے
حسد کی آگ سے سینے جہنم ہوتے جاتے ہیں
اندھیرا ہے کہ چھٹتا جا رہا ہے خود شب اسریٰ
دو عالم ہیں کہ انوار مجسم ہوتے جاتے ہیں

حرا میں ابر فاقہ سے ورم ہے پائے اقدس پر
مگر آقا کے سجدے ہیں کہ پیہم ہوتے جاتے ہیں

اثر صہبائی

جس میں ترا عکس اتر گیا ہے — آئینہ وہی سنور گیا ہے
جو نام پہ تیرے مر گیا ہے — دنیا میں وہی نام کر گیا ہے
بیگانہ رہا جو تیرے در سے — کم بخت وہ در بدر گیا ہے
جس کو بھی ملا ترا سفینہ — خوش بخت وہ پار اتر گیا ہے
آئینۂ مصطفےؐ میں آکر — کیا جلوۂ حق نکھر گیا ہے
باطل کو مٹا کے حق کا پرچم — تا عرش بلند کر گیا ہے
حق تجھ پہ نثار اور حق پر — سب کچھ تو نثار کر گیا ہے
وہ نور کہ تھا حرا کی زینت — کونین پہ اب بکھر گیا ہے
فردوس بکف ہوئیں وہ راہیں — جن راہوں سے تو گزر گیا ہے
کمیاب بہت تھا نورِ یزداں — اس نور کو عام کر گیا ہے
بڑھتا ہوا اہرمن کا دریا — آتے ہی ترے اتر گیا ہے
جبریلؑ کی سدرہ تک رسائی — تو دور سے دور تر گیا ہے
مستِ مئے حق رہِ فنا سے — بے خوف و خطر گزر گیا ہے

صہبائیِ بے نوا کے دل میں
تو اپنا ہی نور بھر گیا ہے

انور صابری

روضۂ مصطفیٰ کو دیکھیں گے
قبۂ پرضیا کو دیکھیں گے

صبح کی شبنمی فضاؤں میں
رقصِ موجِ صبا کو دیکھیں گے

طائرانِ سحر کے ہونٹوں پر
وردِ صلِ علیٰ کو دیکھیں گے

بابِ رحمت کے گرد آخرِ شب
وجد کرتے دعا کو دیکھیں گے

آبِ زمزم سے باوضو ہو کر
حجرۂ عائشہؓ کو دیکھیں گے

سرورِ انبیاء کے پہلو میں
وارثِ انبیاء کو دیکھیں گے

جاوداں زندگی کی حسرت میں
دامنِ کربلا کو دیکھیں گے

عمر بھر کی وفا کا پا کے صلا
عشق کی انتہا کو دیکھیں گے

اعترافِ خطا کے بعد انورؔ ان کی شانِ عطا کو دیکھیں گے

اسلم لکھنوی

رخِ پُرنور پر احمدؐ کی یوں زلفِ معنبر ہے
گھٹا رحمت کی جیسے یہ فگن چاندنی پر ہے

زمیں پر مصطفیٰؐ ہیں اور خدا عرشِ بریں پر ہے
یہاں کچھ اور منظر ہے وہاں کچھ اور منظر ہے

پسند آئی ہے دل کو بادیہ گردی مدینے کی
یہاں کا ایک کانٹا باغِ جنت کا گلِ تر ہے

غمِ احمدؐ میں ہر آنسو ہے میرا قدر کے قابل
اگر ٹوٹے تو موتی ہے اگر چمکے تو اختر ہے

شبِ معراج کی بس مختصر روداد ہے اتنی
ابھی تھا عرش پر کچھ ابھی ست کچھ زمیں پر ہے

کوئی محشر میں دیکھے مرتبہ شاہِ دو عالم کا
کہ رحمت عام ہے تاجِ شفاعت زینتِ سر ہے

خدا اس کا بہشت اس کی زمین و آسماں اس کے
سب اس کا ہے محمدؐ کی نگاہِ رحم جس پر ہے

کوئی ترسے مدینے کو کوئی پہنچے مدینے میں
کسی کا کچھ مقدر ہے کسی کا کچھ مقدر ہے

جو ان پر مٹ گیا سمجھو کہ عقبیٰ بن گئی اس کی
جو ان پر مر گیا دنیا میں وہ زندوں سے بہتر ہے

چلو اسلم مدینے تم بھی محتاجِ کرم بن کر
کہ اس در کی گدائی بادشاہی سے بھی بڑھ کر ہے

آمین سلونی

وہ جنت نگاہ وہ منظر قریب ہے
اے دل ریاض روضۂ اطہر قریب ہے

اے شوقِ بے قرار مقامِ ادب ہے یہ
آرام گاہِ شافعِ محشر قریب ہے

وہ عطر بیز نکہتِ طیبہ خدا گواہ
جیسے کسی کی زلفِ معنبر قریب ہے

اب تشنہ کامیوں کا بھی شکوہ نہیں مجھے
بابِ حریم ساقئ کوثر قریب ہے

مٹتا ہے بُعد قرب مدینہ کا فرق بھی
وہ وقت بھی بس اے دل مضطر قریب ہے

اٹھتی نہیں نگاہ فرشتوں کی بھی جہاں
وہ جلوہ زارِ حُسن وہ منظر قریب ہے

اب سر کے بل چلیں گے دیارِ حبیبؐ میں
آنکھوں سے دور دل سے تو وہ در قریب ہے

دیکھا ہے جس کو بی بلالؓ نے اور بایزیدؒ نے
اب میرے دسترس سے وہ منظر قریب ہے

وہ آگیا دیارِ حبیبِ خدا امینؔ
اب وہ حیاتِ عرش مقدر قریب ہے

ادیب سہارنپوری

مطلعِ فاراں سے چمکا وہ عجب تر آفتاب
دیر تک دیکھا کیا ہے جس کو چھپ کر آفتاب

اُن کے آگے اور ٹھہریں کفر کی تاریکیاں
وہ جو ذرّوں کو بنا دیں مسکرا کر آفتاب

چاند پھیلاتا ہے یہ تمنا کہ ہو جبیں نور کی
یا پلٹ آیا ہے ہو کر غرقِ کوثر آفتاب

داغِ عشقِ مصطفےٰ بس کیوں دکھاتا ہے ادیب
منھ چھپا لے گا ابھی شرمندہ ہو کر آفتاب

الم مظفر نگری

وہی توحیدِ یزداں کی حقیقت بیگماں سمجھے
ہر منزل محمدؐ کو جو میر کارواں سمجھے

رہِ یثرب میں خاک ہونے کو ہم رازِ نہاں سمجھے
نشاطِ دو جہاں سمجھے حیاتِ جاوداں سمجھے

ہر اک ذرے کا صحرائے مدینہ کے ہے یہ رتبہ
بایں رفعت نہ اب تک ماہ و مہر آسماں سمجھے

مآلِ شوق کا ہجرِ نبیؐ میں منتظر کیوں ہو
فغاں کرنے ہی کو جو کوئی تاثیرِ فغاں سمجھے

چلی آتی ہے اک جلووں کی رَو چشمِ تمنا تک
وہ شاید آج منشائے نگاہِ ناتواں سمجھے

کہاں عرشِ معلیٰ اور کہاں بامِ الوہیت
وہ پہنچے تھے شبِ معراج کہاں اور ہم کہاں سمجھے

بہ وجہ بیخودی خالی رہا جو لذتِ غم سے
وہ اک لمحہ بھی اپنی زندگی پر ہم گراں سمجھے

یہ ہر رہ گیرِ منزل کیلئے ہے اذنِ عام اُن کا
کہیں بھی ہو وہ اپنے کو شریکِ کارواں سمجھے

بڑی نازک ہے منزل ربطِ توحید و رسالت کی
کہاں ہے حدِ فاصل ان میں کوئی رازداں سمجھے

حریمِ قدس کے جلوے بھی حیرانِ تماشا تھے
کوئی کس طرح مازاغ البصر کی داستاں سمجھے

کھلا ہم پر درِ رحمت انھیں کے فیضِ پیہم سے
انھیں سے مقصدِ ہستی کا ہم رازِ نہاں سمجھے

نفس گم کردہ می آید جنیدؒ و بایزیدؒ اینجا
الم کیا رتبۂ بزمِ رسولِؐ دو جہاں سمجھے

آرزوؔ سہارنپوری

ازل ہی سے محمدؐ کی ثنا خواں ہے زباں میری
بیاضِ صبحِ ہستی پہ لکھی ہے داستاں میری

ترے محبوبؐ کی مدح و ثنا مقصود ہے مجھ کو
دھلا دے آبِ کوثر سے کوئی یارب زباں میری

غلامِ حضرتِ خیر الوریٰؐ ہوں کیا نہیں میرا
فضائے لامکاں میری بساطِ کن فکاں میری

کوئی آساں نہیں عشقِ محمدؐ میں قدم رکھنا
ہزاروں بار میرے جسم سے نکلی ہے جاں میری

مرے ہر حرف سے ٹپکے گی بو عشقِ محمدؐ کی
فرشتے حشر میں دہرائیں گے جب داستاں میری

کچھ ایسا گھر گیا ہوں نشۂ توحیدِ مطلق میں
مجھے خود بھی نہیں معلوم نظریں ہیں کہاں میری

مرے اجزائے ہستی زینتِ بزمِ تجلی ہیں
میں ایسا ہوں کہ مٹی بھی نہیں ہے رائگاں میری

مدینے کی ہر اک شے کو نظر سے سجدے کرتا ہوں
مجھے محسوس ہوتا ہے کہ منزل ہے یہاں میری

مرے اشعار میں اے آرزوؔ رنگِ فصاحت ہے
بہت کچھ حضرت حسّانؓ سے ملتی ہے زباں میری

احمد رحمانی پیلی بھیتی

فکرِ ملک نہ پہونچے وہ رفعتِ بشر ہے
توفیقِ رب ہے جس کا لاہوت مستقر ہے

جھرمٹ میں تابشوں کی یہ کون جلوہ گر ہے
بیتابِ جلوہ ذوقِ بیتابیِ نظر ہے

قدسی بھی سر بہ خم ہیں ان کا سنگِ در ہے
ہیں جبینیں نچھاور جس پر وہ ان کا گھر ہے

یہ کہکشاں بھی ان کی ادنیٰ سی رہ گزر ہے
ان کا قدم تو فرقِ عرشِ مجید پر ہے

مجبورِ حاضری کی روداد مختصر ہے
زار و شکستہ دل ہے محروم بال و پر ہے

وہ نیرِ رسالت چمکا بصد تجلّی
یہ صبح کا مقدر یہ قسمتِ سحر ہے

گھر بیٹھے جالیوں کے نظارے کر رہا ہوں
یہ ہے مرا تصور یہ وسعتِ نظر ہے

دونوں جہاں کی رفعت حاصل ہے آج تجھ کو
تیرا دماغ صبحِ میلاد عرش پر ہے

ہیں اہلِ حشر احمدؔ سب آپ کی نظر میں
لیکن ہر اہلِ محشر کی آپ پر نظر ہے

انجم ملیح آبادی

پھر سوزِ عشق سلسلہ جنباں ہے اور ہم
بیتابیوں میں درد کا درماں ہے اور ہم

پیشِ نگاہ روضۂ رضواں ہے اور ہم
دل میں خیالِ شاہِ رسولاں ہے اور ہم

یوں ہو رہی ہیں طے رہِ طیبہ کی منزلیں
ہر اک قدم پہ رحمتِ یزداں ہے اور ہم

اے دل سنبھل کہ جلوہ گہِ مصطفیٰؐ ہے یہ
اے چشم اب نظارۂ جاناں ہے اور ہم

اک رحمتِ تمام کی اللہ ری وسعتیں
ہر ہر قدم پہ بارشِ احساں ہے اور ہم

ماہِ تمام فخرِ دو عالم حبیبِ حق
اس خاتمِ رسولؐ کا داماں ہے اور ہم

اک سمت جوششِ دولتِ ایماں ہے اور وہ
اور ایک سمت تنگیِ داماں ہے اور ہم

نا آشنائے سجدہ ہے سنگِ درِ حبیبؐ
پاسِ ادب جبیں کا نگہباں ہے اور ہم

انجمؔ وہ ہم ہیں بے سر و سامانِ زندگی
عشقِ رسولؐ خود سر و ساماں ہے اور ہم

آرزو جے پوری

حسنِ ازل کا مظہرِ کامل تمہیں تو ہو
تخلیقِ کائنات کا حاصل تمہیں تو ہو

ہے احترامِ حسن کا مقدم خدا کے بعد
اس درجۂ احترام کے قابل تمہیں تو ہو

دل بستگانِ غم کا سہارا کہیں جنھیں
وہ باعثِ سکونِ غمِ دل تمہیں تو ہو

جس کشتیِ امید کا ساحل نہ ہو کوئی
اس کشتیِ امید کا ساحل تمہیں تو ہو

منزل کو جن کے نقشِ کفِ پا پہ ناز ہے
وہ رہ نمائے جادۂ منزل تمہیں تو ہو

دنیا میں اور کس کو میسر ہو یہ مقام
رمز آشنائے خلوت و محفل تمہیں تو ہو

تم نے کیا ہے رسمِ غلامی کو پائمال
وجہِ شکستِ بند و سلاسل تمہیں تو ہو

ہنگامِ حشر دفترِ عصیاں کے باوجود
آسان کرو گے سخت بھی جو مشکل تمہیں تو ہو

ہے آرزو کے دل کا سکوں حسن پہ منحصر
بخشش کا وہ ذریعۂ کامل تمہیں تو ہو

اقبال صفی پوری

ادھر ڈھونڈتی ہے اُدھر ڈھونڈتی ہے
مدینے کو میری نظر ڈھونڈتی ہے

ہر امید چشمِ تمنا میں ڈھل کر
وہ گلیاں وہ دیوار و در ڈھونڈتی ہے

ہے وہ خوابگاہِ شہِ ہر دو عالم
دعا خود جہاں سے اثر ڈھونڈتی ہے

نگاہوں میں کس کا یہ روضہ ہے جہاں
مجھے بے خودی عرش پر ڈھونڈتی ہے

درِ پاک کی خوشنما جالیوں سے
پیامِ شہِ بحر و بر ڈھونڈتی ہے

ہے یہ عالمِ بے خودی اللہ اللہ
ہمیں خود ہماری نظر ڈھونڈتی ہے

ہیں از فرش تا عرش جلوے ہی جلوے
تجلّی محمد ﷺ کا گھر ڈھونڈتی ہے

صداقت کو صدیقؓ کی ہے تمنّا
عدالت مزاجِ عمرؓ ڈھونڈتی ہے

حیا ہے اِدھر روئے عثمانؓ پہ صدقے
علیؓ کو شجاعت اُدھر ڈھونڈتی ہے

یہ جی چاہتا ہے ہیں اڑ کے پہونچوں
مری آرزو بال و پر ڈھونڈتی ہے

بلائیں گے اقبال اک دن وہ در پہ
جنھیں مدتوں سے نظر ڈھونڈتی ہے

(حکیم) اعجاز احمد خاں جذبی بریلوی

مرے آقا رسولِ محترم خیر الوریٰ تم ہو
خدائی بھر کے داتا شافعِ روزِ جزا تم ہو

خدا کے بعد آقا مبدءِ ہر ابتدا تم ہو
بہ نقشِ تامِ حرفِ مختتم ہر انتہا تم ہو

کہیں تصویرِ محبوبی کہیں تصویرِ لا تم ہو
کہیں تفسیرِ الا اللہ کہیں قالوا بلیٰ تم ہو

مریضِ لا دوا کے واسطے آقا شفا تم ہو
کہ لاچاروں کا چارہ دردمندوں کی دوا تم ہو

شہنشاہِ دو عالم تاجدارِ انبیاء تم ہو
تمہارا مرتبہ اللہ اکبر جانے کیا تم ہو

شعور عقل کی پرواز سے ماورا تم ہو
کہ ادراکات ہیں محدود اور حد سے سوا تم ہو

محمد مصطفیٰ شمس الضحیٰ نور الہدیٰ تم ہو
خدا کے بعد جو کچھ ہو بلا چون و چرا تم ہو

معزز برگزیدہ بندۂ رب العلا تم ہو
بہ تفریقِ مدارج مطلقاً بعد خدا تم ہو

بہ وصفِ ایں ہمہ تم ہو بہ وصفِ آں ہمہ تم ہو
کہ مصداقاتِ ما زاغ البصر ما طغیٰ تم ہو

تمہیں تم ہو فقط دنیا و ما فیہا کا اک مصدر
کہ سب صیغے ہیں مشتق تم سے اصل صیغہ تم ہو

خدا کے واسطے بے واسطوں سے واسطہ رکھنا
کہ ہم بے واسطوں کے واسطے اک واسطہ تم ہو

اگر تم ہی نہ ہو تو کیسے سلجھے کوئی الجھاوا
کہ ہر عقدہ کشائی کے لیے پہلا سرا تم ہو

جسے قوسین کی قربت ملی کونین کے آقا
وہ عالی جاہ و عالی قدر و عالی مرتبہ تم ہو

تمہیں یٰسین و طٰہٰ ہو مزمل ہو مدثر ہو
بہت معصوم سادہ پاک محبوبِ خدا تم ہو

مرا مقصد مرا منشا مرا جادہ مری منزل
کرم گستر مداوا ہی مرے دکھ درد کا تم ہو

سحابِ جود و نور العین جذبی باللعقا آقا
مسیحِ دو جہاں ہو اور قد احیتھنا تم ہو

اوج گیاوی

رہبر کامل ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
فخر جہاں سلطان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

احمد مرسل سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
شافع امت نازش آدم صلی اللہ علیہ وسلم

رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم
عرش بریں کے نیر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

مہر درخشاں روئے منور صلی اللہ علیہ وسلم
غیرت سنبل زلف معنبر صلی اللہ علیہ وسلم

درد کے درماں شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم
مالک جنت ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم

رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم
عرش بریں کے نیر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

کاشف راز و سر حقیقت صلی اللہ علیہ وسلم
بحر سخاوت کان سخاوت صلی اللہ علیہ وسلم

درج شرافت اوج رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
افضل و برتر شان نبوت صلی اللہ علیہ وسلم

رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم
عرش بریں کے نیر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

ظلمت کفر مٹانے والے آپ ہیں یا سلطان دو عالم
سیدھی راہ دکھانے والے آپ ہیں یا سلطان دو عالم

بگڑے کام بنانے والے آپ ہیں یا سلطان دو عالم
امت کو بخشانے والے آپ ہیں یا سلطان دو عالم

رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم
عرش بریں کے نیر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

ابوالمجاہد زاہدؔ

جہالت میں ڈوبی ہوئی تھیں فضائیں
ضلالت سے بہکی ہوئی تھیں ہوائیں

گھٹا کفر و الحاد کی چھا رہی تھی
شعارِ عدالت مٹی جا رہی تھی

بجھی جا رہی تھیں اخوت کی شمعیں
مٹی جا رہی تھیں محبت کی رسمیں

نگاہِ خرد سے اُلجھتی تھی ظلمت
ہر انسان تھا دشمنِ آدمیت

غریبوں پہ ظلم و ستم سب روا تھا
خودی میں جو ڈوبا ہوا تھا خدا تھا

الگ تھے سبھی شاہراہِ ہدیٰ سے
بہت دور تھے بارگاہ خدا سے

ہر ایک قوم اور ملک کے بت جدا تھے
خدا کی خدائی میں لاکھوں خدا تھے

خدا کو ترس آیا اہلِ زمیں پر
مشیت نے انگڑائی لی مسکرا کر

فَجَاءَ الرَّسُوْلُ بَشِیْرًا نَذِیْرًا
فَصَلُّوْا عَلَیْہِ کَثِیْرًا کَثِیْرًا

وہ سلطانِ دیں تاجدارِ رسالت
وہ جس کی محبت خدا کی محبت

وہ جس نے عداوت کی زنجیر توڑی
وہ جس نے جہالت کی گردن مروڑی

وہ بندوں کو جس نے خدا سے ملایا
وہ کانٹوں کو جس نے گلستاں بنایا

وہ ذروں کو دی دولتِ طور جس نے
اندھیرے پہ کی بارشِ نور جس نے

فضاؤں کو جس نے منور بنایا
ہواؤں کو جس نے معطر بنایا

وہی ہے وہی غائتِ ہر دو عالم
وہی ہے وہی رحمتِ ہر دو عالم

اختر علی تلہری

پاکیزگیٔ دل ہے تمنائے مدینہ
بالیدگیٔ عقل ہے سودائے مدینہ

جب سے کہ محمدؐ نے بنایا اُسے مسکن
نکھرا ہوا ہے چہرۂ زیبائے مدینہ

اخلاق و تمدن کو نئی زینتیں بخشیں
اے فخرِ رسلؐ اے چمن آرائے مدینہ

اربابِ ہوس اس کے مقابل میں نہ آئیں
ہم مرتبۂ عرش ہے ہر شئے مدینہ

عیسیٰؑ ہیں سرِ راہ بچھائے ہوئے آنکھیں
یہ اوج ترا انجمن آرائے مدینہ

اے عیش و امارت کے فریبوں میں گرفتار
ہاں بھول نہ جانا کہیں نقشائے مدینہ

شادابیٔ جنت ہے مرے شعر میں اختر
تخئیل کے دامن میں ہیں گلہائے مدینہ

بہزاد لکھنوی

دل یہ کہتا ہے ہر دم مدینے چلو
دور ہو جائے گا غم مدینے چلو

چل رہی ہے ہوا چھا رہی ہے گھٹا
اللہ اللہ یہ موسم مدینے چلو

دل کی دنیا وہاں تو سنور جائے گی
کب رہے گا یہ عالم مدینے چلو

یا تو دل تھام کر ضبط کرتے ہوئے
یا تو با دیدۂ نم مدینے چلو

چاہتے ہو اگر چارۂ زخمِ دل
مل ہی جائے گا مرہم مدینے چلو

اس جہاں میں کسی کا کوئی بھی نہیں
سب ہیں جھوٹے یہ ہمدم مدینے چلو

ہر قدم چاہیئے سجدۂ آرزو
سر کو کرتے ہوئے خم مدینے چلو

دیکھنا ہے اگر دیدۂ شوق سے
مرکزِ ہر دو عالم مدینے چلو

میرے کانوں میں بہزاد جیسے کوئی
کہہ رہا ہے یہ پیہم مدینے چلو

با لمکند عرش ملسیانی

رخِ مصطفےٰ کا جمال اللہ اللہ
زباں کا وہ حسنِ مقال اللہ اللہ
نگاہوں پہ حیا دو دلوں پر تسلّط
جمال اللہ اللہ جلال اللہ اللہ

جہاں کے لئے مژدۂ عیدِ عرفاں
عرب کے فلک کا ہلال اللہ اللہ
جہاں ذکرِ احمدؐ سے لبریز مستی
سرورِ مئے وجد و حال اللہ اللہ

جہالت کی ظلمت ہر اک دل سے بھاگی
یہ تنویرِ شمعِ خیال اللہ اللہ
یہ نورِ ہدایت یہ تفسیرِ وحدت
عمل سے بھی افضل خیال اللہ اللہ

سزاوارِ فیضِ درِ مصطفےٰ ہے
سوالی کا دستِ سوال اللہ اللہ
اتر آئے خود عرش و کرسی سے جلوے
نبوت کا اوجِ کمال اللہ اللہ

بسمل سعیدی ٹونکی

غمِ عشقِ محمدؐ میں کوئی دیکھے فنا ہو کر
اجل ہنستی ہوئی آتی ہے پیغامِ بقا ہو کر

گرے ہیں جو غمِ امت میں مژگاں سے
وہ آنسو حشر میں برسیں گے رحمت کی گھٹا ہو کر

خدا کی حکم برداری رسالت کی حکومت تھی
نگاہِ پاک اٹھا کرتی تھی اک حکمِ خدا ہو کر

مدینے کی زمیں پر لذتِ سجدہ کوئی دیکھے
کہ فرض اک سجدہ کر دینا ہی ہر سجدہ ادا ہو کر

ضرورت دیکھ کر یکسوئی کی ذہنِ مقدس کو
اُتر آیا زمیں پر لامکاں غارِ حرا ہو کر

اسی کا نام تو ہے رحمت اللعالمیں ہونا
کہ ہو جو فعل صادر وہ کرم کا مقتضا ہو کر

حصولِ تازگی کے واسطے ہر صبح کو بسملؔ
ہوائے خلد آتی ہے مدینے کی ہوا ہو کر

باسط بھوپالی

اے صلِ علیٰ نسبتِ سلطانِ مدینہ
شاہوں سے بھی افضل ہیں گدایانِ مدینہ
رضواں ہے ہر اک صاحبِ ایمانِ مدینہ
فردوس ہے اک گوشۂ دامانِ مدینہ

اے ذوقِ رسا فکرِ ثنا خوانِ مدینہ
ہر لفظ ہو شائستۂ عنوانِ مدینہ
کیا حسنِ دو عالم کی بہاروں کو وہ دیکھے
جس آنکھ نے دیکھا ہے گلستانِ مدینہ

آغوشِ محبت میں لیا روضۂ اطہر
ہر ذرۂ عالم پہ ہے احسانِ مدینہ
وہ خاک کہ اکسیر جسے کہتی ہے دنیا
ہے خاکِ کفِ پائے گدایانِ مدینہ

اس راہ میں صدقے ہو اگر جان بھی باسط
ہم ہیں سودائے گلستانِ مدینہ

بیکل اتساہی بلرامپوری

مشہرِ مدینہ کا فرمان ٹل نہیں سکتا
یقیں جانو کہ قرآں بدل نہیں سکتا

تم آج اُن پہ ہنسو کل مگر خدا کے حضور
بغیر اُن کے کوئی کام چل نہیں سکتا

جہاں وہ چاہیں ٹھہر جائے گردشِ ایام
زمانہ دوسری کروٹ بدل نہیں سکتا

جو گر گیا ہے نگاہِ کرم سے حضرت کی
کبھی وہ روزِ جزا تک سنبھل نہیں سکتا

یہ اقتدار کہ جھک کر شجر سلام کرے
یہ اختیار کہ سورج بھی ڈھل نہیں سکتا

انھیں کے نور کا یہ ماہتاب ہے محتاج
نہ مسکرائیں تو یہ دیپ جل نہیں سکتا

ہے اس کے دل میں مدینہ کے چاند کا جلوہ
اب اور چاند سے بیکلؔ بہل نہیں سکتا

بشیر بدر

مرا یہ جرم ہے میں جل رہا ہوں سینے میں
مجھے یہ رات بجھا دے گی کیا رسول اللہؐ

میں جس کی پلکوں پہ راتوں کو جھلملاتا ہوں
وہ آنکھ مجھ کو گرا دے گی کیا رسول اللہؐ

مری مہک سے ہواؤں نے جس کو چوما تھا
وہ شاخ مجھ کو گرا دے گی کیا رسول اللہؐ

بدل گئی تھی کبھی تتلیوں کے رنگوں میں
یہ آگ اب کے جلا دے گی کیا رسول اللہؐ

بدؔر بریلوی

کس حسن سے عالم میں وجہِ تخلیقِ دو عالم آتے ہیں
ظلمت کی فضاؤں میں بن کر وہ صبحِ شبِ غم آتے ہیں

دراصل تبسم کی دولت حصہ ہے انہی مجبوروں کا
سرکار کے روضے پر لے کر جو دیدۂ پُرنم آتے ہیں

اللہ کرے کچھ اور سوا دیوانگیٔ عشقِ آقا
قربت کے مزے اس عالم میں آتے ہیں تو پیہم آتے ہیں

وہ روضۂ اقدس سامنے ہے چپکے سے تڑپ کر جاں دے دے
اے دل کی لگی ایسے لمحے ہستی میں بہت کم آتے ہیں

اس دربارِ طیبہ میں کونین کی دولت بٹتی ہے
اس در سے گدا جھولی میں لیے انعامِ دو عالم آتے ہیں

محبوبِ خدا کی رحمت پر ہے اور یقین کامل ہے
مجرم سرِ میزانِ محشر میں آتے ہیں تو بے غم آتے ہیں

لولاک لما کی محفل میں اے بدؔر جو شمعِ محفل ہیں
معراج کی رات آتے ہیں وہ نورِ مجسم آتے ہیں

تسکین قریشی

خیالِ کعبہ و طیبہ میں کس طرح بھولوں
یہ زندگی کا سہارا میں کس طرح بھولوں

گناہ گار و سیہ کار و کم نصیب سہی
غلام ہوں درِ آقا میں کس طرح بھولوں

بہارِ صبحِ حرم کیوں مجھے نہ یاد آئے
سوادِ شامِ مدینہ میں کس طرح بھولوں

فرازِ گنبدِ خضریٰ ہے ابتک آنکھوں میں
نشانِ عرشِ معلیٰ میں کس طرح بھولوں

قدم قدم پہ جہاں خود کو بھول آیا ہوں
وہ سرزمینِ تمنا میں کس طرح بھولوں

مزے اُٹھائے ہیں اظہارِ دردِ دل کے جہاں
وہ اشک و آہ کی دنیا میں کس طرح بھولوں

ہزار بے خودیِ شوق ہو مگر تسکین
خود اپنے دل کا فسانہ میں کس طرح بھولوں

تہنیت النساء بیگم

تہنیت حیدرآبادی

ہمیں مدینہ کی ہر بات یاد آتی ہے
حرم کی طرزِ مدارات یاد آتی ہے

اذانِ صبحِ حرم یاد آتی ہے ہر روز
وہیں کی روشنی ہر رات یاد آتی ہے

نظر نظر کی نوازش گھڑی گھڑی کی روش
ابھی بطورِ حکایات یاد آتی ہے

حرم سے چلتے ہوئے وہ نظر کی بیتابی
بہ ہر نزاکتِ حالات یاد آتی ہے

عجب نہیں کہ بلاتے ہوں پھر حضوری میں
جو تہنیت کو ہر اک بات یاد آتی ہے

ثاقب زیروی

تو حبیبِ ربِّ جلیل ہے تری عظمتوں کا جواب کیا
تو ضیائے شمعِ خلیل ہے تری رحمتوں کا حساب کیا

تری اک نگاہ پڑی جہاں وہاں ظلمتوں کا گزر کہاں
ترے ایک جلوے کے سامنے مہ و مہر کی تاب و تب کیا

ترے میکدے سے جو پی گیا ترا کیف جس نے سمو لیا
اسے فکرِ عرصۂ دہر کیوں اسے خوفِ روزِ حساب کیا

یہ مری نظر کا قصور ہے کہ تو پاس رہ کے بھی دور ہے
یہ مرا ہی شوق ہے درمیاں تجھے احتیاطِ نقاب کیا

تری عظمتوں کے نشاں کبھی نہ مٹیں گے گردشِ کفر سے
یمِ بیکراں سے اُلجھ سکے گی حقیر جوئے کم آب کیا

جو ترے جمال میں کھو گیا ہوا بے نیازِ غمِ جہاں
وہ رہین سود و زیاں ہو کیوں کہ عذاب کیا ہے ثواب کیا

کہاں تو کہ باعثِ کن فکاں کہاں فکرِ ثاقبؔ خستہ جاں
بھلا مدحتِ شہِ انس و جاں کرے مجھ سا خانہ خراب کیا

جوش ملیح آبادی

اے کہ ترے جلال سے ہل گئی بزمِ کافری
رعشۂ خوف بن گیا رقصِ بتانِ آذری

اے کہ ترا غبارِ راہ تابشِ روئے ماہتاب
اے کہ ترا نشانِ پا نازشِ مہرِ خاوری

اے کہ ترے بیان میں نغمۂ صلح و آشتی
اے کہ ترے سکوت میں خندۂ بندہ پروری

چھین لیں تو نے مجلسِ شرک و خودی سے گرمیاں
ڈال دی تو نے پیکرِ لات و ہبل میں تھرتھری

تیرے قدم پہ جبہ سا روم و عجم کی نخوتیں
تیرے حضور سجدہ ریز چین و عرب کی خودسری

تیری پیمبری کی یہ سب سے بڑی دلیل ہے
بخشا گدائے راہ کو تو نے شکوہِ قیصری

چشمہ ترے بیان کا غارِ حرا کی خامشی
نغمہ ترے سکوت نعرۂ فتحِ خیبری

تجھ پہ نثار جان و دل مڑ کے ذرا ادھر تو دیکھ
دیکھ رہی ہے کس طرح ہم کو نگاہِ کافری

تیرے فقیر اور دیں کوچۂ کفر میں صدا
تیرے غلام اور کریں اہلِ جفا کی چاکری

اٹھ کہ ترے دیار میں پرچمِ کفر کھل گیا
دیر نہ کر کہ پڑ گئی صحنِ حرم میں ابتری

جمیل مظہری

وہ دیکھو اُٹھ رہے ہیں پردہ ہائے چرخِ زنگاری
وہ دیکھو مسکراتی ہے تجلّی چشمِ روزن سے

وہ دیکھو چاند نکلا وادیٔ تاریکِ بطحا سے
وہ دیکھو چاندنی چھٹکی فروغِ روئے روشن سے

لٹائے عیسیٰ گردوں نشیں نے چرخ سے تارے
چلے پیغام لے کر بلبلِ سدرہ نشیمن سے

یہ کیسی بجلیاں چمکیں یکایک کوہِ فاراں پر
کہ موسیٰؑ کی نگاہیں مڑ گئیں وادیٔ ایمن سے

یہ کس نے وادیٔ بطحا میں دل کی بانسری چھیڑی
کہ پر تولے چلے آتے ہیں طائر بندرابن سے

محمد مصطفیٰؐ برہم کنِ تقدیرِ بت خانہ
صدا پیہم یہ آتی ہے بتوں کے دل کی دھڑکن سے

ہوئے جاتے ہیں فسق و کفر کے آتشکدے ٹھنڈے
پئے تسلیم خم ہے سطوتِ کسریٰ مدائن سے

رُخِ موسیٰؑ کی ہیبت بن رہی ہے گردِ عارض کی
لبِ عیسیٰؑ کا جادو جاگتا ہے چشمِ پُرفن سے

جلو میں مریمِ عصمت اٹھائے گوشۂ چادر
خواصی میں عروسِ ارتقا وابستہ دامن سے

اُجالی پرتوِ رخسار سے مجلس تمدن کی
چراغاں جادۂ تہذیب نقشِ پائے روشن سے

وہ جلوہ جو سرورِ معرفت دیتا ہے آنکھوں کو
وہ آنکھیں جو خراجِ دوستی لیتی ہیں دشمن سے

وہ دل وہ فکر پرور دل جو تھا سرچشمۂ عرفاں
ہوئی ہے منقطع رفتارِ ہستی جس کی دھڑکن سے

جواں ہو کر وہ بچۂ رحمتِ ہر دو سرا نکلا
امینِ قوم کہتی تھی جسے دنیا لڑکپن سے

وہ فتنے بے تکلف سو گئے زیرِ قدم آ کر
گزر جاتی تھیں کترا کر ہوائیں جس کے دامن سے

برستی ہے گھٹا رحمت کی کھل کھل کر زمانے پر
دھلا جاتا ہے زنگِ تیرہ بختی قلبِ آہن سے

ظہورِ حسن کی پہلی کرن پھوٹی ہے چلمن سے
ملایا سازِ فطرت نے تمھارے دل کی دھڑکن سے

جرم محمد آبادی

جو پوچھوں میخانۂ ولا میں ہوئے یہ ساغر کہاں سے پہلے
پکار اُٹھے گی ساری محفل یہاں سے پہلے یہاں سے پہلے

عیاں کروں رازِ لامکاں کے کہ بزمِ امکاں کا ذکر چھیڑوں
بتاؤں میں داستانِ احمدؐ سناؤں تم کو کہاں سے پہلے

حصولِ مقصد کی تھی یہ منزل سوالِ سبقت کا کیوں نہ آتا
درودِ دل نے پڑھا ادب سے رسولِ حق پر زباں سے پہلے

نظر جمال آشنا ہو کیونکر نظر پہ پردہ پڑا ہوا ہے
اگر تماشائے دید ہے تو حجاب اُٹھا درمیاں سے پہلے

یہی ہیں اول یہی ہیں آخر یہی ہیں ظاہر یہی ہیں باطن
یہی تھے عرشِ خدا کی زینت روایتِ کن فکاں سے پہلے

خدا کی قدرت ہے اور کیا ہے میں اس کی رفعت کو کیا بتاؤں
جو قاب قوسین تک گیا ہو تک کے وہم و گماں سے پہلے

حبیبِ خالق کی منقبت میں جو کچھ سنایا ہے جرمؔ تو نے
تھا لوحِ محفوظ میں یہ قصہ بنائے لفظ و بیاں سے پہلے

جگن ناتھ آزاد

سلام اس ذاتِ اقدس پر سلام اس فخرِ دوراں پر
ہزاروں جس کے احسانات ہیں دنیائے امکاں پر

سلام اس پر کہ آیا رحمۃ اللعالمیں بن کر
پیامِ دوست لے کر صادق الوعد و امیں بن کر

سلام اس پر جلائی شمعِ عرفاں جس نے سینوں میں
کیا حق کے لیے بیتاب سجدوں کو جبینوں میں!

سلام اس پر بنایا جس نے دیوانوں کو فرزانہ
مئے حکمت کا چھلکایا جہاں میں جس نے پیمانہ

بڑے چھوٹے میں جس نے اک اُخوت کی بنا ڈالی
زمانے سے تمیزِ بندہ و آقا ہٹا ڈالی

سلام اس پر فقیری میں نہاں تھی جس کی سلطانی
رہا زیرِ قدم جس کے شکوہ و فرِ خاقانی

سلام اس پر جو ہے آسودہ زیرِ گنبدِ خضرا
زمانہ آج بھی ہے جس کے در پر ناصیہ فرسا

سلام اس ذاتِ اقدس پر حیاتِ جاودانی کا
سلام آزاد کا آزاد کی رنگیں بیانی کا

جنگ بہادر خاں تابش

پلٹ کے آنے کی اب کہاں وہ، نکل گئی جو گھٹا برس کے
یہی تو دل تھا کبھی گلِ تر، جو سٹ رہا ہے جھلس جھلس کے

حیاتِ طیبہ مری تمنّا بہارِ طیبہ ہے خواب میرا
نگاہِ لطف و کرم ہو شاہا! کہ جی رہا ہوں ترس ترس کے

بنائیں اپنا یہ آرزو ہے، رہائی کی اب تو جستجو ہے
ہوئی نہ پابندیٔ وفا کچھ، اسیر ہو کر رہے ہوس کے

کرم ہو یارب بحشر میں اتنا، سوال ہو سامنے جو آن کے
نظر بھی پہچان لے یہ ان کو، جو رہنما ہیں دلوں میں بس کے

گئے ہیں آگے وہاں سے بڑھ کر، حجابِ عرشِ بریں سے ہو کر
جہاں پہ سدرہ نشیں کی جرأت، پروں کو بھی باندھتی ہے کس کے

جو بے گماں ہیں شفیعِ محشر، وہ طے کریں گے یہ مسئلہ داور
معاملے جو نہیں ہیں تابش بروزِ مشکل برائے بس کے

جمیل کلیمی
احمد آبادی

نظر جھک گئی جو سجدہ جبیں ہے
مقدس مدینے کی کیا سرزمیں ہے

نبی مجھ کو طیبہ میں بلوا ہی لیں گے
کسی روز مرنے سے پہلے یقیں ہے

مقدس یہ کعبے کے دیوار و در گو
نظر چومتی ہے، مگر دل کہیں ہے

لگا کر رہے سر سجدہ جہاں پر
یہی وہ مکاں ہے یہیں وہ مکیں ہے

فضائیں منور، ہوائیں معطر
مدینے کا ماحول کتنا حسیں ہے

سرِ عرش تم دل کی آنکھوں سے دیکھو
خدائی کا وارث خدا کے قریں ہے

یہ بطحا کی ویران گلیوں کے آگے
نظر میں مری ہیچ عرشِ بریں ہے

درود و سلام عرش سے آ رہے ہیں
مدینے میں ایسا بھی اک مہ جبیں ہے

منور کیا طور و فاراں کو جس نے
وہ ماہِ عرب جلوہ افگن یہیں ہے

جمیلِ حزیں کو بلا لو مدینے
وہ دیوانہ ہندوستاں میں مکیں ہے

حفیظ جالندھری

زباں پر اے خوشا صلِّ علیٰ یہ کس کا نام آیا
کہ سن کر نام جبریلِ امیںؑ لے کر سلام آیا

محمدؐ جانِ عالم، فخرِ عالم، ہادیٔ اکرم
امام الانبیاءؐ خیر البشر، پیغمبرِ اعظم

محمدؐ وہ جمالِ اوّلیں وہ پیکرِ نوری
محمدؐ کاشفِ سرِّ ظہور و رمزِ مستوری

محمدؐ صاحبِ خلقِ عظیم و ناشرِ حکمت
محمدؐ مصدرِ فیضِ عمیم و شافعِ اُمت

بہ صورت نورِ سبحانی بہ معنی ظلِّ روحانی
نشانِ حجّتِ حق مظہرِ تائیدِ ربّانی

وہ جس کو فاتحِ ابوابِ اسرارِ قدم کہیے
بنائے عرش و کرسی باعثِ لوح و قلم کہیے

علیٰ الاعلان سرِّ کنت کنزاً مخفیاً کہیے
مگر اس کی شریعت کا ادب مانع ہے کیا کہیے

حکیم احمد شجاع

صبح دم نام ترا وردِ زباں ہوتا ہے
رات بھر ذکر ترا راحتِ جاں ہوتا ہے

بادۂ عشقِ محمدؐ میں وہ مستی ہے وہ کیف
جس سے پیری میں بھی انساں جواں ہوتا ہے

بہرِ دریوزہ وہاں حُسنِ عمل آتا ہے
ذکر اوصافِ محمدؐ کا جہاں ہوتا ہے

پیشوائی کو پہونچ جاتے ہیں سکانِ فلک
قافلہ جب کوئی یثرب کو رواں ہوتا ہے

المدد اے شہِ لولاک کہ ساحل ہے قریب
آخری مرحلہ کشتی پہ گراں ہوتا ہے

جب سے حاصل ہوئی ساحرؔ کو حضوری تیری
نظر آتا ہے کہاں اور کہاں ہوتا ہے

حبیب احمد صدیقی

وہ موجِ نور جو مشعل ہے کارواں کیلئے
وہ ذاتِ پاک جو رحمت ہے دو جہاں کیلئے

محمدِ عربی ہاشمی و مطلبی
ہے جن کا نام ہی تسکینِ قلب و جاں کیلئے

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کیلئے

وہ اس کی دعوتِ حق یعنی وہ خدا ترسی
نوید امن و مسرت ہے انس و جاں کیلئے

وہ اس کی بات رموزِ حیات کی تشریح
حدیثِ حکمت و دانش ہے نکتہ داں کیلئے

وہ اس کا عزم چٹانوں میں ڈال دے جو شگاف
ہے درسِ تیشہ زنی ہمتِ جواں کیلئے

وہ اس کی سعی و عمل جس کی حسن کاری میں
نشاطِ کار ہے تنظیمِ گلستاں کیلئے

وہ اس کا لطف کہ دشمن پہ بھی ہے چشمِ کرم
عطائے عام ہے بے مہر و مہرباں کیلئے

وہ مرتبہ کہ فرازِ فلک ہے زیرِ قدم
ہیں وجہِ فخر قدم اس کے آسماں کیلئے

وہ شانِ عجز کہ اس مرتبے کو پا کر بھی
جبیں کو وقف کیا اس نے آستاں کیلئے

زہے نصیب جو ہر پیچ و خم سے واقف ہے
وہ خضرِ راہ ملا اپنے کارواں کے لئے

له غالب کا مشہور شعر ہے۔

حمید خاں حمیدؔ اندیری

یہی نگہِ شوق کا حاصل ہے مدینہ
واللہ مرا دل ہے مرا دل ہے مدینہ
اللہ کے انوار کا حامل ہے مدینہ
اے اہلِ نظر دید کے قابل ہے مدینہ

ثابت ہوا یہ آپؐ کے نقشِ کفِ پا سے
ہجرت کے لیے آخری منزل ہے مدینہ
اک شمعِ تجلی ہے کہ ہر شب میں ہے روشن
احمدؐ کے پرستاروں کی محفل ہے مدینہ

میرے سفرِ شوق کا انجام نہ پوچھو!
ہوں راہیِ مکہ مری منزل ہے مدینہ
اک نور کا دریا ہے کہ ہر سمت رواں ہے
موجیں ہیں تجلی کی تو ساحل ہے مدینہ

دیکھو تو ذرا چل کے حمیدؔ آپ مدینے
اللہ کے دربار میں شامل ہے مدینہ

حکیم مرزا حیدر بیگ
حیدرؔ دہلوی

مطلعِ دیوانِ امکاں رحمتہ اللعالمین
مقطعِ نظمِ رسولاں رحمتہ للعالمین

پیکرِ اسرارِ یزداں رحمتہ للعالمین
سر بسر تفسیرِ قرآں رحمتہ للعالمین

مہربانِ بے کساں اور مہربانِ کبریا
تاجدارِ جن و انساں رحمتہ للعالمین

محفلِ ہستی ہو بزمِ نیستی ہو یا کہ حشر
ہر جگہ پہ ہیں نگہباں رحمتہ للعالمین

آپؐ کی ذاتِ گرامی چشمۂ فضل و کرم
آپؐ کو کہتا ہے قرآں رحمتہ للعالمین

جبہ سائی آپؐ کے در کی ہو مجھ کو بھی نصیب
ہے مرے دل میں یہ ارماں رحمتہ للعالمین

عالمِ علمِ لدنی سیدِ اُمی لقب
باغبانِ باغِ رضواں رحمتہ للعالمین

دونوں عالم پر فضیلت کیوں نہ ہو حیدرؔ انہیں
دونوں عالم کے ہیں سلطاں رحمتہ للعالمین

حامد القادری
بارہ بنکوی

تابشِ روئے محمدؐ نے چراغاں کر دیا
نکہتِ گیسوئے عالم کو گلستاں کر دیا

اللہ اللہ آمدِ محبوبِ ربّ العالمین
جس نے رازِ حق و باطل کو نمایاں کر دیا

احترامِ جرمِ عصیاں سے پشیماں دیکھ کر
میرے اشکوں نے مری بخشش کا ساماں کر دیا

کیسے دیکھے کوئی اس زلفِ پریشاں کی بہار
جس نے خود آئینۂ عالم کو حیراں کر دیا

غرقِ بحرِ کفر تھی موجِ سرابِ زندگی
اک خرامِ ناز نے موجِ بہاراں کر دیا

زندگی دشوار سے دشوار تر ہوتی گئی
رحمتِ عالم نے ہر مشکل کو آساں کر دیا

اللہ اللہ وہ خرامِ ناز کی گلکاریاں
خارزاروں کو بھی صد رشکِ گلستاں کر دیا

ہجرِ طیبہ میں گزرتی جانے کیسے زندگی
اے پیامِ مرگ تو نے اور احساں کر دیا

حامدِ عاصی کی جانب ہو کبھی چشمِ کرم
انتہائے غم کی یورش نے پریشاں کر دیا

خمار بارہ بنکوی

فراقِ نبیؐ میں جب آنسو بہائے
ستارے بہت دیر تک مسکرائے

محمدؐ کا اعزاز اللہ اکبر
خدا اور بندے کے خود ناز اٹھائے

مرا دل ہے منسوب یادِ نبیؐ سے
شبِ غم کہہ دو کہیں اور جائے

شکن در شکن وہ محمدؐ کے گیسو
محیطِ دو عالم وہ رحمت کے سائے

نظر میں بسی ہے بہارِ مدینہ
خزاں آکے اب مجھ سے نظریں ملائے

خوشا حسنِ اخلاقِ شاہِ مدینہ
جو کافر تھے شرما کے ایمان لائے

خمار اس کا بختِ رسا اللہ اللہ
مدینے پہنچ کر جو واپس نہ آئے

دھرم پال گپتا وفا دہلوی

چھڑا کے بت کی پرستش سکھائی تھی وحدت
خدا کے خیال کی ترویج عام ہو جائے

سکھایا اہلِ عرب کو برابری کا درس
کہ امتیاز کا قصہ تمام ہو جائے

سیاست سے مذہب ملا دیا تو نے
کہ دین و دنیا کا سب انتظام ہو جائے

ترے خیال میں یہ سخت نامناسب تھا
بشر کوئی بھی بشر کا غلام ہو جائے

رفاہِ عام ہی تیرا تھا جب کہ نصب العین
لقب نہ کیوں ترا خیر الانام ہو جائے

ذکی رسولپوری

زباں پہ محمد کا نام آگیا ہے
خدا کا درود و سلام آگیا ہے

مرا جذبِ دل آج کام آگیا ہے
سرِ بزم گردش میں جام آگیا ہے

سمٹنے لگیں چلمنیں ظلمتوں کی
کہ خورشید بالائے بام آگیا ہے

ہیں ہر پرتوِ رنگ و بو میں نہاں ہوں
مجھے زندگی کا پیام آگیا ہے

تمھاری نبوت میں شک ہو تو کیسے
ہر اک جا پہ قرآں میں نام آگیا ہے

ذکی اب تو جام و سبو کو ہٹا دو
کہ اب وقت کلمہ کلام آگیا ہے

روشؔ صدیقی

شاہدِ اسریٰ فروزِ شمعِ حریمِ ظہور
اے شبِ معراجِ عشق مطلعِ نور و سرور

تیرے لیے لامکاں خلوتِ امکاں بنا
تیرے لئے اٹھ گیا پردۂ غیب و حضور

تیرے لیے فرشِ راہ منتظرِ یک نگاہ
نکہتِ روحِ بہشت تابشِ گیسوئے حور

تو نے درخشاں کیا تجھ سے فروزاں ہوا
صبحِ ازل کا فروغ شامِ ابد کا سرور

خلوتِ راز دلی تجھ سے سراپا جمال
دیدۂ قوسین میں تیری تمنا کا نور

تجھ سے ہوئی گرم راز زلفِ خفی [illegible]
تو نے کیا بے نقاب چہرۂ نزدیک و دور

کون گل افشاں نہیں کون غزلخواں نہیں
چمن کے ریاضِ خلیل پڑھ کے کلامِ زبور

ہاں تو وہی رات ہے جس میں خدا سے ملا
صاحبِ شق القمر شافعِ یوم النشور

عظمتِ روحِ خلیلؑ نازِ مسیحؑ و کلیمؑ
سینۂ آدمؑ کا راز دیدۂ یزداں کا نور

ارض و سما کا سکون جس کے لیے ناشکیب
عرشِ بریں کا قرار جس کے لیے ناصبور

رحمتِ بے انتہا کون و مکاں کے لیے
صورتِ خلقِ عظیم مظہرِ ربِ غفور

ہے وہ امام البشرؐ آج وہاں جلوہ گر
عرش جہاں سجدہ ریز خاکِ قدم اوجِ طور

رئیس امروہوی

درود پڑھتے ہیں سنگریزے یہ تیرا حسن مقال کیا
کیا وہ شق القمر فلک پہ کمال ہے اور کمال کیا

مئے محبت کے چند قطروں میں کیا بہک جاؤں گا میں توبہ
کہ بادہ مست ازل ہوں ساقی مری طرف یہ خیال کیا!

ازل کے دن کی کھنچی ہوئی ہو خدا کی تیار کی ہوئی ہو
سرور اس کا رہے ابد تک خمار کیا زوال کیا

لبالب اے ساقی عرب دے مئے طرب دے مئے طرب دے
مرا تو یہ ہے کہ بے طلب دے سخی کے در پر سوال کیا؟

خدا کا محبوب خود محمد حجاز کا ماہ ابر رحمت حق
ملا ہے منگتے کے سنگریزہ دل سے آمنہ تجھ کو لال کیا

حبیب حق مخبر حقیقت رسول خاتم امیر اسریٰ
جمال کیا مقال کیا کمال کیا جلال کیا

رئیس آئیں گے میرے آقا ضرور مرقد میں وقت پرسش
وفور جذبات کی بدولت یقین ہے دل کو خیال کیا؟

رانا بھگوان داس بھگوانؔ

السّلام اے شمعِ انوارِ جہاں — السّلام آئینہ دارِ کُن فکاں
السّلام اے سیّدِ کون مکاں — السّلام اے واقفِ سرِّ نہاں
السّلام اے خواجۂ پیغمبراں — السّلام اے مظہرِ ربِّ جہاں
السّلام اے ہادیٔ گم گشتگاں — السّلام اے شافعِ بے چارگاں
السّلام اے مالکِ ہر دو جہاں — السّلام اے وجہِ تخلیقِ زماں
السّلام اے تاجدارِ مرسلاں — السّلام اے رازدارِ کُن فکاں
السّلام اے محسنِ نوعِ بشر — السّلام اے نکتۂ حسنِ جہاں
السّلام اے شہریارِ دینِ حق — السّلام اے خسروِ نورانیاں

السّلام اے جانِ بھگوانؔ السّلام
السّلام اے سجدہ گاہِ عاشقاں

راجیندر بہادر موجؔ

نرالی ہے دنیا میں شانِ محمدؐ
بیانِ خدا ہے بیانِ محمدؐ
محمدؐ کے آگے کوئی کیا ٹھہرتا
خدا خود رہا مہربانِ محمدؐ
تھا معراج کا ایک حیلہ دگرنہ
خدا کو بڑھانا تھی شانِ محمدؐ
مدینے کی ہجرت حریفوں کی حرکت
حقیقت میں تھا امتحانِ محمدؐ
زمیں سے فلک تک فلک سے زمیں تک
بہت طول ہے داستانِ محمدؐ
جہاں سر بلندوں نے بھی سر جھکائے
وہی ایک تھا آستانِ محمدؐ
محمدؐ کی ہستی کا مقصد یہی تھا
چلے راہ پہ کاروانِ محمدؐ
محمدؐ کا ہے فیض اے موجؔ یہ بھی
کہ سرسبز ہے گلستانِ محمدؐ

رضا ہمدانی

نائبِ ذوالجلالِ بے ہمتا — بندۂ خاصِ خالقِ یکتا
ہادیٔ رہبرِ طریقِ نجات — شاہِ دیں، فخرِ جملہ موجودات
شہریارِ قلمروِ عرفاں — تاجدارِ ولایتِ ایماں
نو بہارِ حدیقۂ وحدت — زینتِ عرش و کرسی و جنت
نغمۂ تارِ سازِ الا اللہ — واقفِ رمز و رازِ الا اللہ
باعثِ خلقتِ زمین و زماں — وجہِ تزئینِ محفلِ امکاں
شمعِ فانوسِ محفلِ لاہوت — گلِ خوش رنگِ روضۂ ناسوت
شرحِ یٰسین و قاف و آیۂ نون — رازدارِ نکاتِ کن فیکون
مصدرِ فیضِ وجود و لطفِ عمیم — دُرِ یکتائے بحرِ خلقِ عظیم
میہمانِ بساطِ عرشِ علیٰ — ساقیٔ محفلِ شبِ اسریٰ
رگِ باطل کے واسطے نشتر — مومنوں کی نگاہ میں کوثر
اس کے آتے ہی اک خوشی چھائی — باغِ توحید میں بہار آئی

وہ جو آیا تو روشنی آئی
وہ جو آیا تو زندگی آئی

رگھوناتھ خطیب سرحدی

مبارک طلائے خدائے دو عالم — نبیؐ اشرف اور بنا فخر آدمؑ
ندا دم بہ دم آمد از عرشِ اعظم — سلامٌ علیکم نبیِؐ مکرم
وہ ہیں اور ہے معرفت کا جنھیں غم — ہمارے نبیؐ ہیں شفیعِ دو عالم
غلامانِ حضرتؐ کو کیا تشنہ کامی — وہاں جامِ کوثر یہاں چاہِ زمزم
کرم ڈھونڈھتا ہوں کرم چاہتا ہوں — نبیؐ مکرم .... نبیؐ مکرم
کلیمؑ و حبیبؐ خدا اللہ اللہ — وہاں طورِ سینا یہاں عرشِ اعظم

محبت ہی لائی ہے اس در پہ ورنہ
رگھوناتھ اور وصفِ شاہِ دو عالم

رئیس رام پوری

تصورِ زلفِ پاکِ درِ دیئے انور کا اگر آئے
گلے ملنے کو میری شامِ فرقت سے سحر آئے

گنہ گارانِ الفت زاہدانِ خشک سے اچھے
درِ آقا پہ موقعہ پاک کے اک سجدہ تو کر آئے

بہاروں کو بجا ہے ناز پھولوں کے تبسم پر
مگر وہ سب جو اس روضہ کی جالی چوم کر آئے

جو میرے ساتھ دیکھا شیخ نے خاکِ مدینہ کو
اُسے تارے نظر آئے مجھے جلوے نظر آئے

یکایک کیوں یہ آخر بحرِ رحمت جوش میں آیا
قیامت میں یہ کس کے اُمتی باچشمِ تر آئے

رئیسؔ امید ہے محشر میں رضواں خود صدا دے گا
رسولِ پاک کی اُمت میں ہو جو بھی اِدھر آئے

رمزی ترمذی

شریعت ہے قالِ حجابِ محمدؐ
طریقت ہے فعلِ جنابِ محمدؐ

حقیقت ہے حالِ نقابِ محمدؐ
تو ہے معرفت سرِّ بابِ محمدؐ

حدِ کفر و ایماں مٹا دے، الٹ کر
شریعت کے رخ سے نقابِ محمدؐ

وہیں ید رحمتیں اسکو گھیرے میں لے لیں
برس جائے جس پر سحابِ محمدؐ

ازل سے ابد تک منور کرے گا
دلوں کو یہی آفتابِ محمدؐ

محمدؐ کا وعدہ ہے وعدہ خدا کا
جوابِ خدا ہے جوابِ محمدؐ

بدل لے ابھی کفر سے شیخ ایماں
جو اٹھ جائے رخ سے نقابِ محمدؐ

خدا کا کرم ہے یہ رمزی کہ تم ہو
یکے از غلامانِ بابِ محمدؐ

زائرِ حرم حمید صدیقی لکھنوی

ہند سے پھر قافلے سوئے حرم جانے لگے
خوش نصیبوں کے لئے پیغامِ شوق آنے لگے

دلکو یوں حسنِ تصور کے مزے آنے لگے
ہر نفس جیسے پیام آنے لگے جانے لگے

آگیا رحمت بداماں موسمِ حج آگیا
نغمہ ہائے شوق اربابِ طرب گانے لگے

طالبانِ دید سنکر مژدۂ تقریبِ دید
اپنی اپنی خوبیٔ قسمت پہ اترانے لگے

اُن کی قسمت کے تصدق کیجئے وہ بھی چلے
جو یہ کہتے تھے کہ ہم کیوں اُن کو یاد آنے لگے

عازمانِ کوچۂ طیبہ بہ ہنگامِ وداع
اہلِ الفت تہنیت کے پھول برسانے لگے

مستِ صہبائے محبت ہوگئے رندانِ حرم
کوثر و زمزم کے ساغر بھر کے چھلکانے لگے

سوئے طیبہ جانے والے قافلوں کو دیکھکر
دردمندانِ محبت اشک برسانے لگے

پھر سکونِ گمشدہ کی جستجو ہونے لگی
وہ جنونِ شوق کے لمحات یاد آنے لگے

دل میں پھر شوقِ مدینہ چٹکیاں لینے لگا
آرزوئے دید کے جذبات تڑپانے لگے

اک خلش ہر وقت پھر دلکے قریں ہونے لگی
کیا مجھے پھر اہلِ طیبہ یاد فرمانے لگے

پاسِ آدابِ زیارت کس دمیں سنیئے جائیے
جس جگہ سے گنبدِ خضریٰ نظر آنے لگے

چاندنی شب میں کھجوروں کے درختوں کا وہ عکس
جیسے عارض پر کسی زلف لہرانے لگے

خوابگاہِ سرورِ کونین اسے صلِّ علیٰ!
یعنی وہ جسکے تصور سے بھی نیند آنے لگے

آیۂ لاتقنطوا پیشِ نظر رکھیے حمید
دل ہجومِ ناامیدی سے جو گھبرانے لگے

نایب غوری

پیغامبرِ غمِ محبت ہم ہیں — بنیادِ فروغِ آدمیت ہم ہیں
ہر شمع نہیں ہماری نظروں کی حریف — پروانۂ محفلِ رسالت ہم ہیں

وہ ذرّۂ خاک کی ثریا طلبی — اللہ رے فیضِ عہدِ بیدار نبیؐ
آوازِ خدا کی یہ تڑپ تھی ورنہ — دنیا کو ہلا دے ایک اُمّی عربی

اس جادۂ حق دکھا رہا ہے کوئی — یثرب سے صدا سنا رہا ہے کوئی
بھٹکے ہوئے قافلو، نہ بھٹکو، پلٹو — منزل پہ تمہیں بلا رہا ہے کوئی

توفیقِ کمالِ خوش نگاہی دے دی — ناداریٔ دل کو بادشاہی دے دی
ظلمت میں کسے وجودِ حق کا تھا یقیں — اک پیکرِ نور نے گواہی دے دی

آمد تھی کسی کی جانِ اقوام و ملل — شاداب ہوا تمام صحرائے عمل
ہو شرق کہ غرب کوئی پیاسا نہ رہا — ہر سمت گرج گرج کے برسا بادل

فیضانِ قدوم ناز رفعت رفعت — پیکر کی ادا ہجومِ نور و نکہت
منظر منظر حسین اے صلِّ علیٰ — عالم عالم تمام جنت جنت

سراج لکھنوی

عیاں ہیں صبح کے آثار یا رسول اللہ
نظر ہے آئینہ بردار یا رسول اللہ

ہمیں نہیں ہیں طلب گار یا رسول اللہ
یہ سب ہیں طالبِ دیدار یا رسول اللہ

ہے اپنی حسن پرستی کا اعتراف ہمیں
ملا ہے آئینۂ دل بھی صاف صاف ہمیں

ظہورِ جلوۂ حق کا بیان ہوتا ہے
ہیں جمع اہلِ نظر امتحان ہوتا ہے

عرب میں ختمِ رسل میہمان ہوتا ہے
زمیں پہ عرشِ بریں کا گمان ہوتا ہے

نئے سندیسے نسیمِ سحر جو لاتی ہے
تو جنبشِ پرِ جبریلؑ یاد آتی ہے

ہے بے نقاب تجلی برس رہی ہے نہار
ہے پھول پھول شگفتہ کلی کلی سرشار

لبِ سحر پہ ہے رقصاں تبسمِ گلنار
ہے کائنات کا ہر ذرہ دیدۂ بیدار

تڑپ رہی ہے نظر فرشِ راہ بن جاؤں
ہر اک شئے کو ہوس ہے نگاہ بن جاؤں

وہ نور دیکھا کہ ہر دیدہ ور ہے سجدے میں
ہر اک نگاہ حقیقت نگر ہے سجدے میں

شعاعِ مہر جبینِ سحر ہے سجدے میں
عجیب وقت ہے یہ ہر نظر ہے سجدے میں

کبھی خیال کی وسعت غلافِ کعبہ ہے
کبھی نگاہ کی گردش طوافِ کعبہ ہے

عجب گھڑی ہے یہ روحِ حیات وجد میں ہے
ہر آئینہ نگہِ التفات وجد میں ہے

تمام سلسلۂ کائنات وجد میں ہے
یہ انتہا ہے کہ خود حسنِ ذات وجد میں ہے

جمال دیکھ کے تکمیلِ ذوقِ دید ہوئی
نگار خانۂ فطرت میں آج عید ہوئی

شاعر نظامی

حسنِ سراپا عشقِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم
روئے منور گیسوئے پرخم صلی اللہ علیہ وسلم

سوزِ سراپا دردِ مجسم، عاشقِ امت شافعِ عالم
آنسو تیرے شبنم شبنم صلی اللہ علیہ وسلم

صاحبِ قرآں فخرِ رسولاں خسروِ دیں رحمتِ یزداں
بادۂ عرفاں ساقیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

سازِ ازل سے تارِ ابد تک ایک ترنم ایک تلاطم
بربطِ جاری نغمہ پیہم صلی اللہ علیہ وسلم

شوق کا مرجع درد کا مسکن شافعِ امت رحمتِ کونین
حسن کا منبع عشق کا سنگم صلی اللہ علیہ وسلم

فرش سے تا عرش اجالا ذرہ ذرہ نور کا ہالا
شمعِ دو عالم مہرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

اے کہ طبیبِ عالمِ امکاں چارہ گرِ بیماریٔ انساں
تو نے رکھا زخموں پہ مرہم صلی اللہ علیہ وسلم

ساحر ہوشیارپوری

ترے نام سے ابتدا ہو رہی ہے
تری یاد پر انتہا ہو رہی ہے

زباں پاک، مسرورِ دل، آنکھ روشن
جمالِ نبیؐ کی ثنا ہو رہی ہے

فدا ہو رہا ہے خدا خود نبیؐ پر
نبیؐ پر خدائی فدا ہو رہی ہے

جبینِ جہاں آستانِ محمدؐ
عقیدت کی یہ انتہا ہو رہی ہے

کرشمہ ہے شانِ کریمی کا شاید
کہ مجھ سے خطا پر خطا ہو رہی ہے

مرا سر ہے پائے پیمبرؐ پہ ساحر
نمازِ ارادت ادا ہو رہی ہے

سکھ دیو پرشاد بسمل الہ آبادی

درِ اقدس پہ حسرت کھینچ لائی ہے محمدؐ کی
کہ مشہورِ جہاں حاجت روائی ہے محمدؐ کی

فرشتے بھی بشر بھی دونوں ان پر فخر کرتے ہیں
زمیں سے عرشِ اعظم تک رسائی ہے محمدؐ کی

جو یہ پیدا نہ ہوتے تو نہ ہوتا کوئی بھی پیدا
خدا کی شان ہے گویا خدائی ہے محمدؐ کی

ہوئے اک چاند کے دو ٹکڑے انگلی کے اشارے سے
منور کتنی یہ معجز نمائی ہے محمدؐ کی

ہوائے شوق اڑا کر جلد پہونچا دے مدینے میں
بڑی تکلیف دہ مجھ کو جدائی ہے محمدؐ کی

اٹھائے حشر بھی مجھ کو تو اب میں اٹھ نہیں سکتا
بڑی مشکل سے ڈیوڑھی ہاتھ آئی ہے محمدؐ کی

یہی مصرعہ پڑھے گا بسمل عاصی قیامت میں
دہائی ہے محمدؐ کی دہائی ہے محمدؐ کی

سید ظہور الحسن فنا ٹونکی

پڑ رہی ہیں جبکہ نظریں جلوہ ہائے طور کی
پھر صفت کیا ہو بیاں اس گنبدِ پُر نور کی

اللہ اللہ روضۂ اقدس کی جلوہ پاشیاں
بچھ رہی ہیں چادریں ہر سمت گویا نور کی

ایکہ ہر منشاء تیری منشاء ذاتِ سرمدی
ایکہ ہر منشاء مشیت نے تری منظور کی

ایکہ تیری ذات سے ہے منتشر نورِ خدا
ایکہ تجھ سے شمعیں روشن آسماں پر نور کی

ایکہ تجھ سے ہے دمِ عیسیٰؑ میں تاثیرِ حیات
اور یدِ موسیٰؑ میں تجھ سے روشنی ہے طور کی

ایکہ لرزاں کفر تیرے نعرۂ توحید سے
ایکہ تو نے شرک کی ظلمت جہاں سے دور کی

ایکہ تیرے سامنے ہیں سرنگوں لات و ہبل
ایکہ تجھ سے عظمتیں گم قیصر و فغفور کی

ایکہ رعنائی تری صد رشکِ فردوسِ بریں
ایکہ نظروں سے تری پر فیض نظریں حور کی

اک نظر سوئے فنا بھی رحمت اللعالمیں
مشکلیں ہو جائیں اب تو حل دلِ رنجور کی

سرشار کسمنڈوی

دیکھیں گے نبوت کے آثار مدینے میں
جب ہم کو بلائیں گے سرکار مدینے میں

مکے سے جب آ بیٹھے سرکار مدینے میں
کعبے کے چھلکے آئے انوار مدینے میں

جلووں کا مرقع ہیں بازار مدینے میں
ہر وقت چھپا ہیں انوار مدینے میں

ملنے کے نہیں ہرگز تجھ کو وہ کہیں اے دل
رحمت کے جو ملتے ہیں آثار مدینے میں

یہ شانِ مدینہ ہے محبوبؐ کی خاطر سے
جبرئیلؑ ایسے آئے سو بار مدینے میں

یکساں ہے کرم سب پر اس رحمتِ عالم کا
نادار نظر آئے زردار مدینے میں

ہو جسے نہیں حاصل توفیق خداوندی
وہ لوگ لٹاتے ہیں گھربار مدینے میں

اربابِ عقیدت کو اصحابِ بصیرت کو
اللہ کا ہوتا ہے دیدار مدینے میں

[illegible] جینے سے زیادہ ہے
[illegible] سے بھی اچھے ہیں بیمار مدینے میں

سلام سندیلوی

اے صلِّ علیٰ عظمتِ گلزارِ مدینہ
رشکِ گلِ فردوس ہے ہر خارِ مدینہ

ڈر ہے کہ نہ ہو جائے کہیں نعت میں لغزش
میں بے ادبِ عشق وہ سرکارِ مدینہ

میں لاکھ گنہ گار ہوں منکر تو نہیں ہوں
میری بھی سنو احمدِ مختارِ مدینہ

ہے ہند میں بیکار مرے درد کا درماں
بیمارِ مدینہ ہوں میں بیمارِ مدینہ

اے بادہ کشو تم کو مبارک مے و ساغر
میں بے مے و ساغر بھی ہوں سرشارِ مدینہ

ہے مال یہاں کچھ نہیں ایمان ہے سب کچھ
بازار نہیں مصر کا بازارِ مدینہ

پھر لوٹ کے آنا ذرا اے موت ٹھہر جا
باقی ہے ابھی حسرتِ دیدارِ مدینہ

صدیقؓ و عمرؓ حیدرؓ و عثمانؓ بھی ہوں گے
ہم حشر میں جب دیکھیں گے دربارِ مدینہ

یہ عشق سلام آج کا کچھ روگ نہیں ہے
ہے روزِ ازل سے مجھے آزارِ مدینہ

سنجر مدراسی

بشر سے بیاں کیا ہو شانِ محمدؐ
خدا خود ہے جب مدح خوانِ محمدؐ

تقدّس ہے ان کے تقدّس پہ نازاں
جو دل بن گئے واضعانِ محمدؐ

کچھ ایسے ہوئے غرقِ جلوہ ملائک
خدا خود بنا میزبانِ محمدؐ

محمدؐ کے اوپر نبوت ہے نازاں
ہیں کُل انبیاء مدح خوانِ محمدؐ

جہاں جبرئیلؑ امیں جُبہ سا ہیں
وہ ہے آستاں آستانِ محمدؐ

خدا کی قسم ہے خدا ان کا عاشق
ازل سے جو ہیں عاشقانِ محمدؐ

اجل آئے مجھ کو تو یوں آئے یارب
مرا سر ہو اور آستانِ محمدؐ

سوز سکندرپوری

حالِ دل پر جو عنایت کی نظر ہو جائے
وقت سے پہلے شبِ غم کی سحر ہو جائے

اُس کا اللہ ہے اللہ کی رحمت اُس کی
جس پہ سرکارِ دو عالم کی نظر ہو جائے

ہو اگر شوق میں توفیقِ الٰہی شامل
معرکہ عشق کے میدان کا سر ہو جائے

آسماں والے کریں رشک مری قسمت پہ
اُن کی چوکھٹ پہ اگر عمر بسر ہو جائے

مجھ کو مل جائے اگر خاکِ کفِ پائے حضورؐ
پھر تو کافورِ مرا دردِ جگر ہو جائے

سوزؔ اتنی تو محبت میں ہو قربت پیدا
تیرا دل دُکھتے ہی آقا کو خبر ہو جائے

ساجد صدیقی لکھنوی

وہ دکھاتے روئے انور تو کچھ اور بات ہوتی
جو چمکتا یوں مقدر تو کچھ اور بات ہوتی

میں سناتا حال رو کر تو کچھ اور بات ہوتی
ترس آتا ان کو مجھ پر تو کچھ اور بات ہوتی

نگہِ کرم سے ان کی مجھے مل گیا بہت کچھ
وہ جو دیتے ہاتھ اٹھا کر تو کچھ اور بات ہوتی

ہے ہر ایک فرض سجدہ اسے مانتا ہوں لیکن
ترے در پہ ہوتا یہ سر تو کچھ اور بات ہوتی

ملی مے کبھی میکدے میں ہوئی دور تشنگی بھی
جو وہ خود پلاتے ساغر تو کچھ اور بات ہوتی

یہ نشانِ پائے احمد ہے زمیں کا چاند لیکن
جو یہ نقش پڑتا دل پر تو کچھ اور بات ہوتی

ترے آستاں کے ذرے ہیں فلک کے چاند تارے
جو یہ [illegible] مل کر تو کچھ اور بات ہوتی

یہ بہار و ابرِ باراں تو چمن کے واسطے ہیں
جو برستے دیدۂ تر تو کچھ اور بات ہوتی

نہ بدلتا وقت کا رخ نہ یہ ہوتی کس مپرسی
اگر آج ہوتے حیدر تو کچھ اور بات ہوتی

بڑے لطف کی ہیں ساجد یہ گھٹائیں رحمتوں کی
جو برستیں عاصیوں پر تو کچھ اور بات ہوتی

سلیمان خطیب

(حیدر آباد کی دیہاتی زبان میں)

کڑک طرے لگالے کو چلے آئے بڑے لوگاں
بڑا پن کمالے کو چلے آئے بڑے لوگاں
سچ دولت اٹھالے کو چلے آئے بڑے لوگاں
نوی جنت سجالے کو چلے آئے بڑے لوگاں

غریباں کو دُرد لے کر محمد مصطفےٰ آئے
جے بے آسرا تھے جی ہمارا آسرا آئے

تمھارا ناؤں میٹھا ہے میں میٹھے سب بکا دیوں گا
غریباں تم نا ہیلے تھے غریباں کو کھلا دیوں گا
تمھاری بھوک بو بچے مرے بھوکے سلا دیوں گا

اندھارے گھپ اندھارے میں یہ بدرالدجیٰ آئے
نوے رستے ہوئے روشن جلو نورالہدیٰ آئے

چلے آؤ مرے مالک میں انکھیاں پو بٹھالیوں گا
یہ جلوہ کس کا جلوہ ہے زمانے کو بتالیوں گا
کلیجہ چیر لے کو میں کلیجہ میں چھپا لیوں گا
نبیؐ صاحب! مرے دل کو نبی خانہ بنا لیوں گا

تری صورت وہ صورت ہے کہ دشمن کو حیا آئے
ترا نقشہ وہ نقشہ ہے کہ بس یاد خدا آئے

سوم ناتھ سوم
ہورنڈوی

ہے جو کائنات میں شاہکار اسی شاہکار کی بات ہے
جو قیام گاہ رسولؐ ہے یہ اسی دیار کی بات ہے

شب و روز میری زباں پر اسی بزمِ نور کے ذیل میں
کبھی آستانے کا ذکر ہے کبھی رہ گزار کی بات ہے

ہے خزاں کی حد سے بلند تر ہے دوام جس کی بہار کو
یہ اسی مدینے کا ذکر ہے اسی لالہ زار کی بات ہے

مرے اشکِ غم کی نزاکتیں تو سمجھ سکا نہ کبھی مرے ناصحا
جو مری نگاہ سے دور ہے یہ اسی بہار کی بات ہے

ہے قرآن سے جو قریب تر ہے حدیث بس وہی معتبر
جو کلامِ حق کا ہو آئینہ وہی اعتبار کی بات ہے

یہ جسارتِ نگہِ طلب کہ ہے چھیڑ پردۂ حسن سے
کچھ ادب کا پاس کبھی تجھے بے ادب یہ جمالِ یار کی بات ہے

جسے ربط صبحِ ازل سے ہے وہ سحر کبھی دیکھیں گے آنکھ سے
ذرا دم تو لے دلِ مبتلا فقط انتظار کی بات ہے

ہے قدم میں جس کے شہنشہی ہوئی ختم جس پہ پیمبری
وہ جو تاج بخشِ زمانہ ہے اسی تاجدار کی بات ہے

یہ اثر اسی کا ہے یا نبیؐ جو عقیدت اس کو ہے آپ سے
بھلا نعت کہتا بھی سوم کے کہیں اختیار کی بات ہے

سلطان اختر سہسرامی

حبیبِ خدا کی نظر اللہ اللہ
ہیں مجوب شمس و قمر اللہ اللہ
محبت کی پیغامبر اللہ اللہ
نگاہِ بشیر بحر و بر اللہ اللہ
کوئی احترامِ محبت تو دیکھے
ہے سجدے میں ایک اک نظر اللہ اللہ
ترے آستانے کا وہ مرتبہ ہے
فرشتے جھکاتے ہیں سر اللہ اللہ
مدینے کی دھن میں چلے جا رہے ہیں
یہ ہمت یہ عزمِ سفر اللہ اللہ
تمنا یہی ہے مدینہ پہونچ کر
بھٹکتا پھرے دل در بدر اللہ اللہ

برستی ہے رحمت ہمہ وقت اختر
مدینے کے شام و سحر اللہ اللہ

شمس لکھنوی

آمدِ ختمِ رسلؐ ہے نور کی برسات ہے
جتنا روشن دن ہے اتنی ہی نورانی رات ہے

اِنا اعطینا کی سورۃ کاشفِ حالات ہے
آپؐ محبوبِ خدا ہیں آپؐ کی کیا بات ہے

کتنی پیاری وہ سحر ہوگی کہ جب ہوگا ظہور
انتظارِ دید کی جب اتنی پیاری رات ہے

چاند تارے سجدے میں ہیں جھومتی ہے کائنات
آج کی جو بات ہے بس وہ نرالی بات ہے

آپؐ تو ہیں واقفِ اسرارِ رب العالمین
کُنتُ کنزاً مخفیاً بس آپؐ ہی کی ذات ہے

نور کی محفل ہے طالب نور ہے مطلوب نور
اک سراپا نور معراجِ نبیؐ کی رات ہے

یادِ احمدؐ سے سکوں اے شمسؔ ہونا چاہیے
بڑھ گئی ہیں دھڑکنیں کیوں دل کی یہ کیا بات ہے

شکیل بدایونی

تمنا ہے کہ مرتے وقت بھی ہم مسکراتے ہوں
زباں پر یا محمدؐ ہو جب اس دنیا سے جاتے ہوں
بنے اے کاش اس دم سازِ ہستی آخری ہچکی
فرشتے نغمۂ صلِ علیٰ جب گنگناتے ہوں

تمنا جب ہے کہ ہم دیوانہ وار اُن کی طرف جائیں
اشاروں سے شہِ ہر دو سرا ہم کو بلاتے ہوں
شبِ فرقت کی ان رنگینیوں پر جان و دل صدقے
تمہاری یاد ہو دل میں ستارے جھلملاتے ہوں

نہ کیوں اونچا ہو سارے انبیاء سے مرتبہ ان کا
سفارش کر کے جو امت کو اپنی بخشواتے ہوں
ملکوں کی ساعتوں میں کون ان کو بھول سکتا ہے
دمِ مشکل جو ہر اک بے نوا کے کام آتے ہیں
بیاں ہو کیا شکیل اس بزمِ دل کی جلوہ سامانی
حبیبِ کبریا جس بزم میں تشریف لاتے ہوں

شفیق جونپوری

اُجالی رات ہوگی اور میدانِ قبا ہوگا
زبانِ شوق پر یا مصطفیٰ یا مصطفیٰ ہوگا

اترتے ہوں گے رحمت کے فرشتے آسمانوں سے
خدا کا نور ہوگا روضۂ خیرالوریٰ ہوگا

وہ گلستانِ مکہ وہ مدینے کی گزرگاہیں
کہیں نورِ نبی ہوگا کہیں نورِ خدا ہوگا

جھکی ہوگی مری گردن گناہوں کی خجالت سے
زباں پہ یا رسول اللہ انظر حالنا ہوگا

کچھ اونٹوں کی قطاروں میں انوکھی سادگی ہوگی
حُدی خوانوں سے طیبہ کا بیاباں گونجتا ہوگا

کبھی گوشۂ فرح سے نظارے ہوں گے گنبد کے
کبھی بیرِ علیؓ پر عاشقوں کا جمگھٹا ہوگا

شفیق اس دن نہ پوچھو دردِ الفت کی فراوانی
وہیں ہوں گے حجازِ پاک کا دارالشفا ہوگا

شاد عارفی

وہ مطلعِ انوار ہیں اے صلِّ علیٰ آپؐ
سرکار ہی سرکار ہیں اے صلِّ علیٰ آپؐ

پابندِ رخِ سمت نہیں رحمتِ باری
ہر سمت ضیا بار ہیں اے صلِّ علیٰ آپؐ

دنیا میں رفاقت ہے تو عقبیٰ میں شفاعت
ہر طرح مددگار ہیں اے صلِّ علیٰ آپؐ

اس وقت کہ تسکین کو روتا ہے زمانہ
تسکینِ دلِ زار ہیں اے صلِّ علیٰ آپؐ

جو آپؐ کی امت کو ڈبونے پہ تلے ہیں
ان سے بھی خبردار ہیں اے صلِّ علیٰ آپؐ

اللہ سے اسلام کے دشمن کے لیے بھی
رحمت کے طلبگار ہیں اے صلِّ علیٰ آپؐ

تخصیص عنایت ہے نہ تعیینِ من و تو
وہ ابرِ گہر بار ہیں اے صلِّ علیٰ آپؐ

تسکین عطا کرتے ہیں اسمائے مبارک
دردِ دلِ بیمار ہیں اے صلِّ علیٰ آپؐ

ہر نعت کی اے شادؔ مجھے داد ملے گی
دائندۂ افکار ہیں اے صلِّ علیٰ آپؐ

شفا گوالیاری

وہاں آقا، مولا بادشاہِ بحر و بر پہنچا
نہ پہنچے گا، نہ اب تک جس جگہ کوئی بشر پہنچا

زمانہ صرف کہہ سکتا تھا اتنا "عرش پر پہنچا"
پہنچنے والا جانے کس طرف پہنچا، کدھر پہنچا

جوابِ لن ترانی دے دیا تھا جس نے موسیٰؑ کو
وہی مشتاقِ نظارہ تھا جب خیر البشرؐ پہنچا

جہاں جاتے ہوئے روح الامیںؑ بھی خوف کھاتے ہیں
خدا کی شان ہے پہنچا وہاں اور اک بشر پہنچا

نہ پوچھو ماجرائے آمد و رفت اے تعالی اللہ
بہ پروازِ خیال آیا بہ رفتارِ نظر پہنچا

تعجب کیا جو پہنچا عرش پر اک عرش پرور وہ
اسی کا تھا وہ گھر جس وقت چاہا اپنے گھر پہنچا

کہوں گا قصۂ غم داستانِ گردشِ قسمت
شفاؔ روضہ پہ محبوبِ خدا کے میں اگر پہنچا

شارق ایرانی

مطلعِ کنتُ کنزاً سے پھوٹی کرن جگمگاتا ہوا آفتاب آگیا
اللہ اللہ جلووں کی رعنائیاں شاہکارِ ازل بے نقاب آگیا

بارشِ نور کرتی ہے لوحِ جبینِ ہستیٔ پاک ہے جلوہ زارِ یقیں
انجمستانِ معنی میں اک شور ہے حسن کا اولیں ماہتاب آگیا

لہلہانے لگیں کشتِ ذوقِ وفا ہر طرف چھا گئی رحمتوں کی گھٹا
عشق کا پھول خوشبو لٹانے لگا روح کے یاسمن پر شباب آگیا

وہ امیرِ ازل رحمتِ دو جہاں آج ہے رونقِ محفلِ انس و جاں
جس کو انا فتحنا کی عظمت ملی جس کا یٰسین و طٰحہٰ خطاب آگیا

شوق کی روح پرور ہوا میں چلیں ظلمتیں مرکزِ نورِ ایماں بنیں
اک بہار آفریں تازگی چھا گئی اک سرور آفریں انقلاب آگیا

قلبِ صدیقؓ کا جلوہ گستر نگیں محفلِ میمِ احمدؐ کا پردہ نشیں
رہبرِ خلد سازِ عرشِ بریں واقفِ رازِ اُم الکتاب آگیا

ذوق و شوقِ کلیمؑ کی منزل کہاں منزلِ نعتِ ماہِ اسریٰ کہاں
اس طرف اُدنُ منی کی آئی صدا اُس طرف لن ترانی جواب آگیا

آج شارق نے یوں کیف میں جھوم کر نعتِ پاکِ رسولِ مکرمؐ پڑھی
اہلِ ایماں نے آواز دی مرحبا صاحبِ نشۂ بے شراب آگیا

شوکت تھانوی

ہم ہیں تصورات کی جنت لیئے ہوئے
آنکھیں ہیں بند جلوۂ رحمت لیے ہوئے

پہونچے ہوئے ہیں آج دیارِ حبیبؐ میں
اس بختِ نارسا کی شکایت لیے ہوئے

دیوانہ وار آ ہی گیا اُن کی بزم میں
اک روسیاہ حسرتِ طاعت لیے ہوئے

احساس عطر بیز ہے عنبر فشاں خیال
بیٹھے ہیں ہم مدینے کی نکہت لیے ہوئے

ہے کہ سامنے متبسم حضورؐ ہیں
در ہم ہیں ایک اشکِ ندامت لیے ہوئے

یارب کھلے نہ آنکھ کہ بیٹھے ہوئے ہیں ہم
پیشِ نظر جمال امانت لیے ہوئے

جیسا بھی کچھ ہے آپ کا ہے آپ کے سپرد
آیا ہے اپنے آپ کو شوکتؔ لیے ہوئے

شعری بھوپالی

فضائے کون کی آقا ابتدا و انتہا تم ہو
تمہارا مدعا ہم ہیں ہمارا مدعا تم ہو

تمہاری ہی شعاعوں سے دو عالم جگمگاتے ہیں
براہِ راست انوارِ خدا کا آئینہ تم ہو

فرشتے کیا فرشتوں کا تصور بھی نہ پہنچے گا
وہ خلوت گاہِ یزدانی جہاں جلوہ نما تم ہو

گنہگاروں کا یوں بھی حق ہو ثابت شفاعت کو تمہیں یہ
خدا کا عزم تم ہو حکم تم ہو فیصلہ تم ہو

تمہارا قول صادق ہے تمہارا ہر عمل برحق
بالفاظِ دگر اعلانِ دستورِ خدا تم ہو

نہ موجوں کا ہمیں خطرہ نہ طوفانوں کا اندیشہ
کہ جس کشتی میں ہم بیٹھے ہیں اس کے ناخدا تم ہو

مجھے یہ دردِ دنیا باعثِ تسکیں نہیں ہوتا
خدا شعری کو دے ایسا مرض جس کی دوا تم ہو

شاہد فاخری الہ آبادی

اسیرِ حلقۂ گیسوئے یار کیا کہنا
حصولِ کیفِ مسلسل بہار کیا کہنا

ہر ایک گام پہ ملتی ہے منزلِ مقصود
کمالِ عزم غریب الدیار کیا کہنا

نہ فرق تا بہ قدم بن گیا مجسم راز
تری نگاہ کا امیدوار کیا کہنا

نگاہِ شوق کے موتی قبول فرمائیے
مرے حبیب مرے غمگسار کیا کہنا

بنے گا نقشِ کفِ پائے مصطفےٰ شاہد
مرے مزار کا لوحِ مزار کیا کہنا

شیرِ افضلؔ جعفری

قامت پہ فدا ذی شان ملکؔ
قدموں پہ جھکے فرزندِ فلکؔ

تلووں کو چومے فرشِ زمیں
نظروں کی بلندی عرش تلکؔ

معراج کے نقشے آنکھوں میں
ماتھے پہ ازل کی مست جھلک

رفتار پہ قرباں دورِ زماں
گفتار سے کوثر جائے چھلک

اندازِ جبیں اک نورِ حسیں
قرآن کی آیت نوک پلکؔ

چاہے تو ازل کے جھگڑے
گردوں کا آنچل جائے ڈھلک

اس غیرتِ یوسف کی افضلؔ
رہ رہ کے اٹھے جی میں للکؔ

شاد سورتی

اللہ کی رحمت کا حاصل ہے مدینے میں
سرکارِ دو عالم کی منزل ہے مدینے میں

اک نورِ مجسم کی منزل ہے مدینے میں
ہر آن فرشتوں کی محفل ہے مدینے میں

دوری میں بھی قربت کی لذت مجھے حاصل ہے
میں ہند میں ہوں لیکن یہ دل ہے مدینے میں

بت خانے کو کعبہ کا بخشا ہے شرف جس نے
اس کعبہ کی عظمت کا حامل ہے مدینہ میں

جس قلزمِ رحمت سے سیراب ہوئی دنیا
اس قلزمِ رحمت کا ساحل ہے مدینے میں

آدم سے مسیحا تک جتنے بھی نبی آئے
ان سب کے مذاہب کا حاصل ہے مدینے میں

ایمان کی پوچھو تو اپنا یہ عقیدہ ہے
کعبے کے بھی راہی کی منزل ہے مدینے میں

اے شاد وہیں چلیے اے شاد وہیں چلیے
کہتے ہیں سکوں جس کو حاصل ہے مدینے میں

شایاں
رامپوری

کہاں، وہ بات کسی صاحب صفات میں ہے
جو بات ختم رسل فخر کائنات میں ہے

تمام چاند ستارے ہیں گردِ پائے رسولؐ
جمالِ شانِ خدا مصطفیٰؐ کی ذات میں ہے

نہیں ہے خوف ہمیں کوئی روزِ محشر کا
ہمارا ہاتھ رسولِ خدا کے ہات میں ہے

کلام حق کی ہے تفسیر شانِ ختم رسلؐ
ہر ایک مرضیٔ حق ان کی بات بات میں ہے

کہاں نصیب کسی اور کے تصور میں
سکون دل کا جو ان کے تصورات میں ہے

ہزار باغ کھلے جس طرف نگاہ اٹھی
کمال یہ نگہِ فخر معجزات میں ہے

خزاں ہے ان کی نگاہوں کی بے رخی کا اثر
بہار رقص کناں ان کے التفات میں ہے

ہے جہاں گزیں جو محبت رسولؐ کی دل میں
اک آفتاب سا روشن اندھیری رات میں ہے

چمک جو اُن کی محبت کی داغ میں ہے شایاںؔ
نہ مہر و مہ نہ جہاں کے جواہرات میں ہے

شہاب لکھنوی

ہزار جان گرامی فدائے نام نبیؐ
امین و صادق و معصوم و شافعِ محشر
خطاب رحمت عالم صفت ہے خیر بشرؐ
تو نا خدائے اُمم خوش خصال خوش لقبی
محمدِ عربی

وہ جس نے قلب بشر کو روشنی بخشی
وہ جس نے حق و صداقت کو زندگی بخشی
بہ خاک پائے تو جانم دہیم گر طلبی
محمدِ عربی

وہ بے بسوں کا سہارا وہ بےکسوں کا کفیل
سبھوں کو شمع ہدایت ہے جس کا حسن جمیل
رسول آخر و معجز نما و بوالعجبی
محمدِ عربی

وہ جس کا ہستی کونین میں جواب نہیں
وہاں تو چاند ستاروں کا بھی حساب نہیں
نظیر تو بہ پرستش کمال بے ادبی
محمدِ عربیؐ

ہیں آپؐ مالک کونین فخر موجودات
ہے ہیچ آپ کے عاشق کو غم کی کالی رات
بہ تو نثار کنم نالہ ہائے نیم شبی
محمدِ عربیؐ

صوفی غلام مصطفیٰ تبسم

رخشندہ ترے حسن سے رخسارِ یقیں ہے
تابندہ ترے عشق سے ایماں کی جبیں ہے

چمکا ہے تری ذات سے انساں کا مقدر
تو خاتمِ کونین کا رخشندہ نگیں ہے

ہر قول ترا حرفِ صداقت کا ہے ضامن
ہر فعل ترا حسنِ ارادت کا امیں ہے

ہر گام ترا ہم قدمِ گردشِ دوراں
ہر جادہ تری رہ گزرِ خلدِ بریں ہے

جس میں ہو ترا ذکر وہی بزم ہے رنگیں
جس میں ہو ترا نام وہی بات حسیں ہے

جھکی تھی کبھی جو ترے نقشِ کفِ پا سے
اب تک وہ زمیں چاند ستاروں کی زمیں ہے

آنکھوں میں ہے اُس خلقِ مجسم کا تصور
اک خلدِ مسرت مری نظروں کے قریں ہے

صبا جے پوری

تصور باندھ کر دل میں تمہارا یا رسول اللہ ؐ — خدا کا کر لیا ہم نے نظارا یا رسول اللہ ؐ

خدا کا وہ نہیں ہوتا خدا اس کا نہیں ہوتا — جسے آتا نہیں ہوتا تمہارا یا رسول اللہ ؐ

زمیں سے آ گئے خورشید محشر میں تو ان کو کیا — ہے جن پر سایۂ دامن تمہارا یا رسول اللہ ؐ

بھروسہ اس کو کہتے ہیں گنہگاروں نے محشر میں — خدا کے سامنے تم کو پکارا یا رسول اللہ ؐ

تمہارا ہی کرم تھا کہ یہ دن بھی اور قیامت کا — بڑی ہی خیر و خوبی سے گزارا یا رسول اللہ ؐ

خدا سے پوچھ لو کیا حال ہوتا ہے محبت میں — نہ پوچھو حال جو کچھ ہے ہمارا یا رسول اللہ ؐ

ہر اک کی ہے یہی خواہش کہ بیٹھے اُن کے سایہ میں — سرِ دل پر جو ہے سایہ تمہارا یا رسول اللہ ؐ

خدا کا بحرِ رحمت اس قدر کیوں جوش میں آیا — کسی بیکس نے کیا تم کو پکارا یا رسول اللہ ؐ

خدا سنتا ہے اور بندوں میں اپنے دل کی سنتا ہے — جہاں بھی ذکر ہوتا ہے تمہارا یا رسول اللہ ؐ

شفیعِ حشر ہو تو پھر سبھی کے واسطے ہو تم — ہمیں کو کیوں دو گے تم سہارا یا رسول اللہ ؐ

خدا حافظ خدا ناصر سہی لیکن یہ محشر ہے — یہاں تو آپ ہی دیں گے سہارا یا رسول اللہ ؐ

خدا کا نام لے کر جو بھی آیا وہ فکر لایا — تجھے کب نعت لکھنے کا ہے یارا یا رسول اللہ ؐ

خدا اپنا سمجھتا ہے صبا کو کیا منہ ہے
بتاتا ہے وہ اپنے کو تمہارا یا رسول اللہ ؐ

صبا افغانی

شام ہو یا سحر دن ہو یا رات ہو جب کہیں ذکرِ خیر الانام آ گیا
شوق میں ہر ملک عرش سے فرش پر ذکر سننے بصد احترام آ گیا

ساقیِ حوضِ کوثر کے دربار میں جب کوئی تشنہ لب تشنہ کام آ گیا
بس کہ سرکار کی چشمِ رحمت اٹھی اور کوثر کا لبریز جام آ گیا

شرحِ رخ ہے نبیؐ سورۂ والضحیٰ اور واللیل ہے شرحِ زلفِ دوتا
ان کی تعریف میں ان کی توصیف میں خالقِ دو جہاں کا کلام آ گیا

سخت تاریک و بے نور تھی شامِ غم لیکن آقا کی الفت کا دیکھو کرم
مٹ گئی تیرگی ہو گئی روشنی داغِ دل کو بھی مشعل کا کام آ گیا

اللہ اللہ نام حبیبِ خدا کتنا شیریں ہے اور کس قدر جانفزا
پھول سے کھل گئے لب سے لب مل گئے جب زباں پر محمدؐ کا نام آ گیا

یوں تو آئے جہاں میں بہت انبیاؑ آپؐ جیسا مگر ان میں کوئی نہ تھا
نور ہی نور برسا ہر اک چیز پر جب ستاروں میں ماہِ تمام آ گیا

اے صبا بہرِ تعظیمِ محبوبِ رب سب کھڑے ہو گئے صف بہ صف باادب
کیا شجر کیا حجر کیا ملک کیا بشر ہر زباں پر درود و سلام آ گیا

ضیاء القادری

رونقِ بزمِ جو سرکار نظر آتے ہیں
ہر طرف عرش کے انوار نظر آتے ہیں

اے مسیحائے دو عالم تری رحمت کے نثار
کتنے اچھے ترے بیمار نظر آتے ہیں

جلوۂ حسن میں گم ہیں بشر و جن و ملک
انبیاء آئینہ بردار نظر آتے ہیں

دشتِ فاران سے دیوانے ترے صحرا میں کہاں
سامنے خلد کے گلزار نظر آتے ہیں

اہلِ تقویٰ کو ملے جام لبِ تسنیم و طہور
مست و بے ہوش یہ میخوار نظر آتے ہیں

جلوۂ روئے مبیں کا ہے تصور ہر دم
مضطرب شائقِ دیدار نظر آتے ہیں

مدنی چاند ترے حسن کے متوالے تمام
نشۂ عشق میں سرشار نظر آتے ہیں

تیرے عشاق تماشائے شہِ خوبانِ جہاں
عاشقِ ایزدِ غفار نظر آتے ہیں

سر بسجدہ ہیں جو سلطانِ "مقامِ محمود"
حشر میں شاد گنہگار نظر آتے ہیں

نگہِ شوق کو ہو جاتی ہے معراج نصیب
جب ترے روضے کے مینار نظر آتے ہیں

رنگِ نعتِ شہِ بطحا ہے پس پردہ ضیا
لاکھ سادہ مرے اشعار نظر آتے ہیں

ضمیر بریلوی

یہ کیا بتائے کوئی علم ان کو کس قدر ہے
روضے میں جلوہ گر ہیں کونین کی خبر ہے

اسریٰ بعبدہٖ کی تفسیر اس قدر ہے
اک عبدِ خاص اپنے رب کے قریب تر ہے

سجدہ بہ سوئے کعبہ کرنا ہے فرض لیکن
اہلِ نظر یہ دیکھیں کعبہ کا رُخ کدھر ہے

طیبہ کی حد میں رہ کر جنت کی آرزو کیا
جنت ہے اپنے گھر کی جنت میں اپنا گھر ہے

قصرِ حبیبؐ حق کی رفعت خدا ہی جانے
زینے کی پہلی سیڑھی جب بامِ عرش پر ہے

شاہد بنا کے بھیجا سرکار کو خدا نے
ہر ذرے کی خبر ہے ہر ذرے پر نظر ہے

اس کی خوشی سے خوش ہے اعمال کی ترازو
طیبہ کی سرزمیں کے کانٹے کا یہ اثر ہے

ہر گام پر ضمیرؔ اب پاسِ ادب ہے لازم
طیبہ کی سرزمیں ہے طیبہ کا یہ سفر ہے

ضمیر جعفری

وہ اک اُمّی کہ ہر دانش کو چمکاتا ہوا آیا
وہ اک دامانِ بخشش پھول برساتا ہوا آیا
وہ اک نغمہ کہ انسانوں کو چونکاتا ہوا آیا
وہ اک جذبہ کہ ارمانوں کو دھڑکاتا ہوا آیا
وہ اک نرمی کہ سنگِ وحشتِ کے سینے میں جا اتری
وہ اک شیشہ کہ ہر پتھر سے ٹکراتا ہوا آیا
وہ اک عظمت کہ مظلوموں کے چہرے پر چمک اٹھی
وہ اک بندہ کہ سلطانوں کو ٹھکراتا ہوا آیا
وہ اک ہستی کہ ہستی کو جِلا دیتی ہوئی پھیلی
وہ اک عالم کہ ہر عالم پہ چھا جاتا ہوا آیا
مشیت حُسن کی تکمیل فرماتی ہوئی ابھری
تصور آخری تصویر بن جاتا ہوا آیا
ترے در کے سوا آسودگیٔ دل کہاں ملتی
ترے در پر زمانہ ٹھوکریں کھاتا ہوا آیا

ضیا لکھنوی

مہرِ سپہرِ ملت قیم صلی اللہ علیہ وسلم
روحی فدا کے نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم

اے فتعالی اللہ تبارک آپ کی دو نعلینِ مبارک
وجہِ قرارِ عرشِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم

چشمِ سیہ مازاغ کشیدہ عارضِ انور صبحِ امید
لیلۃ الاسریٰ گیسوئے پرخم صلی اللہ علیہ وسلم

پشت پہ اسماعیلؑ کے آکر آپ کا نامِ پاک جو چمکا
ہو گیا جاری چشمۂ زمزم صلی اللہ علیہ وسلم

گھر کی گرہستی کاٹھ کا پیالہ کمبل کہنہ شکستہ دوشالہ
نانِ جویں پر ہیں خوش و خرم صلی اللہ علیہ وسلم

فاقوں پہ فاقے ہوتے ہیں اکثر باندھے ہیں شکم پہ پتھر بیٹھے
فقر و قناعت کا ہے یہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

ہے یہ تمنا شاہِ مدینہ جلد ہو طے اب راہِ مدینہ
آپ کے در پہ نکلے مرا دم صلی اللہ علیہ وسلم

آپ دکھائیں آکے تجلی آپ دلائیں دل کو تسلی
توڑ رہا ہو جب یہ ضیا دم صلی اللہ علیہ وسلم

طرفہ قریشی بھنڈاوی

نفس نفس کو ہے وابستگی مدینے سے
گزر رہی ہے مری زندگی قرینے سے

یہاں تک آگئے ہیں تو اور دو قدم بڑھ جائیں
کہ عرش دور نہیں مصطفیٰ کے زینے سے

کہاں مرا دل نازک، کہاں فراقِ نبیؐ
یہ آگ شعلے نکالے گی آبگینے سے

نکل کے حلقۂ زلفِ نبیؐ سے جائے کہاں
کہ مشک میں ہے مہک آپ کے پسینے سے

دلِ شکستہ سے لپٹی ہیں نور کی موجیں
کنارہ مانگ لے ساحل مرے سفینے سے

رسولؐ یہ مرنے کی آرزو کیسی ؟
حیات مانگ کے لائیں گے ہم مدینے سے

میں اسمِ پاکِ محمدؐ کو دل سمجھتا ہوں
نہ ہوگا دور یہ تعویذ میرے سینے سے

خرابِ عقل سے ہی لغزشیں یہ ہوتی ہیں
خرابِ عشق نہیں لوٹتے مدینے سے

مرا ضمیر ہے آئینۂ جمالِ رسولؐ
میں اپنے سینے کو رکھتا ہوں پاک کینے سے

میں اپنا دردِ جگر لے کے اب کہاں جاؤں
لگا دو آپ کے نعلین میرے سینے سے

کسے کلام ہے اس معجزے میں اے طرفہ
کہ چاند آج بھی ہوتا ہے شق مدینے سے

ظفر مرزا ناگپوری

ہے رشکِ جناں شانِ گلستانِ مدینہ
ہے عرشِ بریں گوشۂ دامانِ مدینہ

توحید کے پھولوں سے معطر ہوئی دنیا
اللہ رے بہارِ چمنستانِ مدینہ

کیا دعوتِ حق عام ہے ہر فردِ بشر کو
پھیلا ہوا۔ کس شان سے ہے خوانِ مدینہ

اُس دل سے بہت دور ہے اللہ کی رحمت
جس دل میں نہیں الفتِ سلطانِ مدینہ

ہر شکل میں ہے جلوہ نما نورِ تجلی
آتا ہے نظر ہر ذرہ درخشانِ مدینہ

ہے قدرتِ حق تابعِ فرمانِ محمد
کونین کے سلطان ہیں سلطانِ مدینہ

جنت کو بھی سنتے ہیں ظفر عرشِ بریں پر
ہے آرزوئے سیرِ گلستانِ مدینہ

عابد علی عابدؔ

اب صرفِ التفات ہے ساقی کی چشمِ مست
اب شاملِ نشاط نہیں انگبین مے
اب پست تر ہے زمزمۂ موت کی نوا
اب تیز تر ہے ہمہمۂ زندگی کی لے
اب آفتاب برجِ سعادت میں آگیا
اب ہو چکی بساطِ شبِ نامراد طے
اب سطوتِ پیمبرِ خاتم ہے جلوہ گر
اب مرزبانِ روم نہ فرماں روائے رے
اب دیدۂ بہار میں ہے سرمۂ غبار
اب ہو رہی ہے بارشِ انوار پے بہ پے
اب تاجدارِ مسندِ بطحیٰ کا ہے ظہور
احد مصر و شام بہ اطرافِ روم و کَے
سخن سرا نہ سہی بے نوا سہی
نہیں میانِ عقیدت میں کوئی شے

عمر انصاری

تیری خاطر سے شہِ شاہ   دیدہ و دل فرشِ راہ
آ کہ تا حدِّ نگاہ   منتظر ہیں مہر و ماہ
اشہد ان لا الٰہ الخ اشہد ان لا الٰہ الخ

امن تیری مصلحت   صلح جو تیری صفت
ملک تیرے شش جہت   انس و جاں تیری سپاہ
اشہد ان لا الٰہ الخ اشہد ان لا الٰہ الخ

نازشِ کون و مکاں   تاجدارِ انس و جاں
عرش تیرا آستاں   گنبد تیری جلوہ گاہ
اشہد ان لا الٰہ الخ اشہد ان لا الٰہ الخ

تیرا قرآں بے مثال   تیرا ایماں لازوال
تیری ذاتِ باکمال   شانِ وحدت کی گواہ
اشہد ان لا الٰہ الخ اشہد ان لا الٰہ الخ

شافعِ روزِ جزا   مظہرِ ذاتِ خدا
مجتبےٰ و مصطفےٰ   اے مرے شاہوں کے شاہ
اشہد ان لا الٰہ الخ اشہد ان لا الٰہ الخ

دان لے وہ عالم ترا   مالکِ ہر دو سرا
پھولوں سے دامن بھرا   پھر بھی کانٹوں سے نباہ
اشہد ان لا الٰہ الخ اشہد ان لا الٰہ الخ

کیوں نہ ہوں قرباں ہم   تجھ پہ اے شاہِ امم
دشمنوں پر بھی کرم   دوستوں پر بھی نگاہ
اشہد ان لا الٰہ الخ اشہد ان لا الٰہ الخ

دل ہے بیتاب و حزیں   سبز گنبد کے مکیں
تیری فرقت میں کہیں   آ نہ جائے لب تک آہ
اشہد ان لا الٰہ الخ اشہد ان لا الٰہ الخ

روبرو تیرے شہا   مہر کیا ہے ماہ کیا
یہ بھی تیرا نقشِ پا   وہ بھی تیری گردِ راہ
اشہد ان لا الٰہ الخ اشہد ان لا الٰہ الخ

پھر ترے در پر عمر   آ گیا ہے لوٹ کر
اے جمالِ منتظر   پھر ادھر کوئی نگاہ
اشہد ان لا الٰہ الخ اشہد ان لا الٰہ الخ

عبدالعزیز فطرت

جس کا نام اور نسب ہے پر نور — جس کا ہر پیارا لقب ہے پر نور
اس پہ ہر لمحہ درود اور سلام — واہ کیا ماہِ عرب ہے پر نور
بسکہ ہے نعت کا مضمون مقصود — میری ہر جنبشِ لب ہے پر نور
اے خوشا وادیٔ یثرب کی فضا — افقِ دشتِ عرب ہے پر نور
نور ہی نور ہے عالم عالم — دل ہی تنہا مرا کب ہے پر نور
اسی محبوبِ زماں کا ہے یہ گھر — ہر طرح جس کا نسب ہے پر نور
جس کے فیضانِ نظر کے صدقے — سب عجم اور عرب ہے پر نور
جس نے انسان کو بخشا ہے شرف — زندگی جس کے سبب ہے پر نور
جس کی پابوسی سے پا کر اعزاز — محفلِ انجمِ شب ہے پر نور
جس کے روضے کی تجلّی کے طفیل — صبح رنگین ہے شب ہے پر نور
آرزو [illegible] اسی جلوے کی ہے — دیدۂ حسنِ طلب ہے پر نور

فطرتؔ اور نعت کی سعیٔ ناداں
آج ایوانِ ادب ہے پر نور

عشقی جے پوری

وجہ قرارِ قلب پریشاں تمھیں تو ہو
درمانِ زخمِ سینۂ سوزاں تمھیں تو ہو

جامِ نظر ہے خالقِ تسکینِ اضطراب
ہاں میرے مرنے جینے کا ساماں تمھیں تو ہو

ہر شے میں ہے نمایاں تمھارا ہی رنگِ رُخ
ہر رنگ و بو میں جانِ بہاراں تمھیں تو ہو

دل اور نظر میں لاکھوں بہاریں ہیں ان دنوں
دل اور نظر میں سیرِ خراماں تمھیں تو ہو

پھر کر رہا ہوں تازہ تجلی کا انتظار
آؤ کہ رونقِ دلِ ویراں تمھیں تو ہو

وابستہ تم سے ہے مری ہستی کا ہر ورق
میری کتابِ عشق کا عنواں تمھیں تو ہو

قرباں ہزار سوزِ دروں کی لطافتیں
میرے دلِ تباہ کا ارماں تمھیں تو ہو

تم نے تلاطموں میں عطا حوصلے کیے
تاب و توانِ بازوئے لرزاں تمھیں تو ہو

وحشت میں کر رہا ہے جو نغموں کی بارشیں
عشقی کے ہر نفس میں غزلخواں تمھیں تو ہو

عزیز بارہ بنکوی

ہمارے آقا، حبیبِ داور، شفیعِ محشر، قسیمِ کوثر
فضائے جلوت میں آرہے ہیں حریمِ خلوت سے بن سنور کر

فضائے کون و مکاں منور ہوئے ارض و سما معطر
زہے جمالِ رخِ محمد ﷺ بہ نکہتِ گیسوئے معنبر

فروغِ والشمس روئے زیبا کمالِ واللیل زلفِ پرخم
نمودِ صبحِ یقیں تبسم جبینِ روشن حدیثِ کوثر

جلالِ آدمؑ حجابِ مریمؑ کمالِ عیسیٰؑ جمالِ یوسفؑ
بہ آں ہمہ احسن المقدم بہ ایں ہمہ احسن المؤخر

قدم بڑھائیں جو سوئے منزل تو نبضِ کونین تھرتھرائے
ادائے حسنِ سبک خرامی نوشتۂ کاتبِ مقدر

ہجومِ محشر میں کہہ سکا تو کہوں گا اے رحمتِ دوعالم
اٹھا بھی دو اب نقابِ رخ سے بدل ہی جائے نظامِ محشر

عزیز فیضِ حیات میں بھی سکون حاصل ہے اہلِ غم کو
کہ دل میں ہے اضطرابِ پیہم بہ رشتۂ مدحتِ پیمبر ﷺ

عرشؔ صہبائی

چٹکیاں لیتی ہے دل میں ہر گھڑی یادِ رسولؐ
بن گئی ہے اب تو میری زندگی یادِ رسولؐ

دفعتاً یہ دل مثالِ غنچۂ گل کھل اُٹھا
جب وفورِ یاس و غم میں آ گئی یادِ رسولؐ

بزمِ لطف و عیش تھی یا تختۂ دار و رسن
ہم کو ہر اک حال میں آتی رہی یادِ رسولؐ

کل بھی یہ چھائی ہوئی تھی میری بزمِ شوق پر
اور رگ رگ میں بسی ہے آج بھی یادِ رسولؐ

کیا کہوں اب میں کسی سے مدعائے زندگی
جب مری ہستی کا حاصل بن گئی یادِ رسولؐ

اس سے پہلے بزمِ ہستی کیا تھی اک ظلمت کدہ
دے گئی ہے شمعِ دل کو روشنی یادِ رسولؐ

پوچھتے پھرتے ہیں اب دنیا سے ہم اپنا پتہ
زندگی پر اس طرح کچھ چھا گئی یادِ رسولؐ

بارِ غم سے جب ہوا میں مائلِ فریاد عرشؔ
دے گئی دل کو مرے تسکین سی یادِ رسولؐ

عبدالرزاق سعید

عِ توحید کعبہ مرکزِ سنت ہے تو
اب گاہِ فخرِ عالم آیۂ رحمت ہے تو

سطوتِ بغداد و کوفہ تیرے آگے سرنگوں
بعد کعبے کے زمانے بھر سے باعظمت ہے تو

مرقدِ صدیقِ اکبرؓ مدفنِ فاروقؓ ہے
مسکنِ اہلِ وفا سرمایۂ رحمت ہے تو

تیرے ہر ذرّے سے راہِ رسم و الفت آشکار
آج دورِ پُرفتن میں ماحیٔ بدعت ہے تو

مسجدِ اطہر میں اب تک گونج ہے آمین کی
ش ہے تکبیر کا تسبیح کی کثرت ہے تو

وادیٔ بطحا سعیدؔ زار ہو زائر ترا
صفحۂ دنیا پہ جو ظاہر ہو وہ جنت ہے تو

عزیز وارثی

اے فخرِ رسلؐ ان دنوں دشوار ہے جینا
منجدھار میں ہے اب تری امت کا سفینا

حیدرؓ کی شجاعت دلِ مسلم کو عطا ہو
محبوبؐ خدا ماہِ عرب شاہِ مدینا

فاروقؓ سے رہبر کی ضرورت ہے جہاں کو
کچھ لوگ یہاں رکھتے ہیں اپنوں ہی سے کینا

خود اہلِ گلستاں ہی گلستاں کے ہیں دشمن
پھولوں کا اسی غم میں یہاں چاک ہے سینا

ہر شخص یہاں آج ہے آلودۂ عصیاں
ہر شخص کی اصلاح ہو سلطانِ مدینا

اس دل کو تمنا ہی نہیں لعل و گہر کی
جو دل ہے محمدؐ کی محبت کا خزینا

مشرب ہی عزیزؔ اپنا زمانے سے جدا ہے
کہتے ہیں دریار کو ہم اپنا مدینا

عامر عثمانی

بڑی مشکل یہ ہے جب لب پہ تیرا ذکر آتا ہے
دماغ و دل میں اک خوابیدہ محشر جاگ جاتا ہے

ابل پڑتے ہیں سوتے بیکراں جذب محبت کے
ابھرتے ہیں خاکے تری صورت تری سیرت کے

کبھی جی چاہتا ہے تیری معصومی کے گن گاؤں
کبھی جی چاہتا ہے سادگی کا ذکر کر ڈالوں

کبھی کہتا ہے دل زہد و ورع سے ابتدا کر لوں
کبھی کہتا ہے دل دریا دلی کا تذکرہ کر لوں

کبھی ذکر جمال دل نشیں پر جی مچلتا ہے
کبھی عہد رسالت شوق کے سانچے میں ڈھلتا ہے

کبھی قصہ سنانا چاہتا ہوں تیرے بچپن کا
بہت سادہ بہت معصوم سنجیدہ لڑکپن کا

کبھی حیرت فزا غزوات پھر جاتے ہیں آنکھوں میں
حنین و بدر کے دن رات پھر جاتے ہیں آنکھوں میں

کبھی تیری صداقت ولولہ انگیز ہوتی ہے
کبھی تیری رواداری تحیر خیز ہوتی ہے

کبھی تیرے کمال صبر پر دل وجد کرتا ہے
تخیل میں ترے اوصاف کا پرچم ابھرتا ہے

کبھی تیری جفاکوشی پہ آنکھیں ڈبڈباتی ہیں
تصور سے ترے فاقوں کے [illegible] چھڑ جاتی ہیں

کبھی جلوے ابھرتے ہیں تری مہماں نوازی کے
یتیموں بے سہاروں بے کسوں کی چارہ سازی کے

مسلسل کشمکش ہوتی ہے الفاظ و معانی میں
میں بہہ جاتا ہوں اک خاموش طوفاں کی روانی میں

کہوں کیا کس طرح، یہ فیصلہ مجھ سے نہیں ہوتا
خود اپنی الجھنوں کا تجزیہ مجھ سے نہیں ہوتا

فارغ بخاری

حضورِ اقدس زمانے بھر سے گئے تھے جو تیرگی مٹا کر
اسی بھیانک فضا میں پھر رک گیا ہے یہ کاروان آ کر

یہ زر کے بندے ترے دفینوں پہ ناگ بنکر ڈٹے ہوئے ہیں
وہ خودکشی کر رہے ہیں مفلس حیات کا آسرا نہ پا کر

غریب اور بینوا کے اے دستگیر اندھیر ہو رہا ہے
کہ فخر کرتے ہیں تیرے درسِ عمل کی یہ دھجیاں اڑا کر

مذاق اڑاتے ہیں جو اخوت کا نام بھی آج لے رہا ہو
یہ اپنی اغراض کے لئے بیچتے ہیں اسلام کو چھپا کر

جو نام لے حق کا اس کی گردن میں کفر کا طوق باندھتے ہیں
جو راستی پر چلے اُسے چھوڑتے ہیں مرغ قفس بنا کر

اسی تعدّی کے روکنے کو جہاں میں بعثت ہوئی تھی تیری
اسی طرح لوٹتے ہیں پھر مفلسوں کو سرمایہ دار آ کر

میں کچھ ہوں تیرا ہی نام لیوا ہوں میری گردن نہ جھک سکیگی
میں تیرے درسِ حیات کا ساتھ دوں گا ہر چیز کو لٹا کر

فراق گورکھپوری

انوارِ بے شمار معدود نہیں
رحمت کی شاہراہ مسدود نہیں
معلوم ہے کچھ تم کو محمدؐ کا مقام
وہ اُمتِ اسلام میں محدود نہیں



فخر الدین فخرؔ گیاوی

محبت کا اُن کی اثر دیکھتا ہوں
فزونیٔ دردِ جگر دیکھتا ہوں

زمانہ میں ہر سو جدھر دیکھتا ہوں
میں فیضانِ پیغامبر دیکھتا ہوں

مدینہ جو آرام گاہِ نبیؐ ہے
اُسے نورِ قلب و نظر دیکھتا ہوں

پڑی جن کی نعلین عرشِ بریں پر
میں اُن کا مدینہ میں گھر دیکھتا ہوں

فلک سرنگوں اُن کی عظمت کے آگے
فدا اُن پہ شمس و قمر دیکھتا ہوں

درخشندہ تاروں کو ہفت آسماں کو
نثارِ شہِ بحر و بر دیکھتا ہوں

رہِ مصطفٰیؐ کے سوا دو جہاں میں
ہر اک راہ کو پُر خطر دیکھتا ہوں

اگر وہ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا
انھیں باعثِ بحر و بر دیکھتا ہوں

بشر کیوں نہ اشرف ہو خلقِ خدا میں
حبیبِ خداؐ کو بشر دیکھتا ہوں

اک اللہ کے بعد اُمّی لقب کو
شہنشاہِ جنّ و بشر دیکھتا ہوں

کسی کا مجھے اعتبار آئے کیونکر
انھیں کو فقط معتبر دیکھتا ہوں

طریقے جو ہیں اُن کی سُنّت سے ہٹ کر
ضلالت کا سب میں اثر دیکھتا ہوں

کوئی اُن کے در سے جو منھ موڑتا ہے
اُسے کو بہ کو در بہ در دیکھتا ہوں

جو ذرہ ہو وابستہ اُن کے قدم سے
اُسے فرش سے عرش پر دیکھتا ہوں

خدا تو نہیں اور سب کچھ اُنھیں کو
میں اے فخرؔ المختصر دیکھتا ہوں

فضا ابن فیضی

اے تیری بارگاہ میں جبریلؑ سجدہ ریز
اے تجھ سے خود زبانِ خداوند ہم کلام

اے تیری بزم بوذرؓ و سلمانؓ سے ہمکنار
اے تیرے لب پہ رقص کناں وحی کے پیام

اے حاملِ رسالتِ محکم تجھے سلام

لالے کو دے کے ذوقِ جگر کاوئ حیات
شبنم سے تو نے رازِ گلستاں کیا ہے فاش

قرباں تری اداؤں کے دستِ خلیلؑ سے
آذر کے آئینے کو کیا تو نے پاش پاش

اے امتزاجِ شعلہ و شبنم تجھے سلام

زینت دے کے دانش و دیں کے اصولِ نو
اسرارِ زندگی کو نمایاں بنا دیا

پھونکی وہ روح تو نے ضمیرِ حیات میں
انساں کو اصل معنوں میں انساں بنا دیا

تہذیبِ زندگانیِ آدمؑ تجھے سلام

دونوں ہیں تیرے خرمنِ عرفاں کے خوشہ چیں
عقلِ اداشناس و جنونِ زیان و سود

روشن ہے تیرے نور سے یہ بزمِ شش جہات
محکم ہے تیری ذات سے شیرازۂ وجود

اے رازِ آفرینشِ عالم تجھے سلام

وہ "نعمتِ تمام" وہ روحانیت کی جاں
قرآن تجھ کو لا کے دیا جبرئیلؑ نے

دونوں جہاں کو بخش دیا "جلوۂ دوام"
پیغام کیا دیا تجھے ربِ جلیل نے

دینِ مبیں کے نیرِ اعظم تجھے سلام
اسلام کے پیمبرِ اعظم تجھے سلام

فکریؔ سلطانپوری

نظر فکریؔ گرانبارِ رسالت ہو تو کیا کہنا
تصوّر ہی تصوّر میں زیارت ہو تو کیا کہنا

وہی جلوہ وہی صورت وہی گلیاں وہی نقشہ
بہ ایں دوری یہ قربت ہے جو قربت ہو تو کیا کہنا

کبھی وہ اضطراباتِ نظر کا آدمیں لمحہ
عدن کے حبیبِ جاناں سے زیارت ہو تو کیا کہنا

کبھی طوفِ حرم ہو اور قدم لغزیدہ لغزیدہ
کبھی روضے کی جالی پر تلاوت ہو تو کیا کہنا

کبھی الفاظ و معنی میں کبھی حرف و حکایت میں
کبھی نظروں میں رودادِ محبت ہو تو کیا کہنا

کبھی پُرکیف منظر سے جبینِ شوق جھک جائے
کبھی محرابِ کعبہ میں عبادت ہو تو کیا کہنا

بہ ایں کیفِ محبت ہو کبھی تو خود فراموشی
کبھی اپنے گناہوں سے ندامت ہو تو کیا کہنا

حقیقت در حقیقت پردہ دارِ صد حقیقت ہو
مجازی شکل و صورت میں حقیقت ہو تو کیا کہنا

پرستارِ نبیؐ ہونا ہے چیزِ دیگراں لیکن
غلامانِ نبیؐ سے بھی محبت ہو تو کیا کہنا

بضد ہوں گے وہ محشر میں شفاعت کیجئے ہم
تخیّل میں جو یہ نازک حکایت ہو تو کیا کہنا

جب اُن کا اور ہمارا حشر ہی میں سامنا ہوگا
قیامت کیا قیامت در قیامت ہو تو کیا کہنا

رُخِ قبلہ جہاں خود ہی بدل جائے پئے سجدہ
جبینِ شوق ایسی جاذبیت ہو تو کیا کہنا

انھیں جلووں میں کھو جاؤں ابد کی نیند سو جاؤں
کبھی یوں بارشِ انوارِ رحمت ہو تو کیا کہنا

کسی کے نامِ نامی سے کسی کی ذاتِ اقدس سے
اگر فکریؔ شریعت ہی مشیت ہو تو کیا کہنا

فوقؔ جامی

رشکِ جنّت دیارِ مدینہ — اللہ اللہ بہارِ مدینہ
روح میں تازگی آ گئی ہے — سُن کے ذکرِ بہارِ مدینہ

کعبۂ پاک عالم ہے دل کا — جانِ عالم دیارِ مدینہ
چوم کر کیوں نہ پلکوں پہ رکھ لیں — گُل سے بہتر ہیں خارِ مدینہ

بہرِ تسکینِ دل جانے والو — ہم بھی ہیں بے قرارِ مدینہ
تیری قسمت پہ رشک آرہا ہے — میہمانِ دیارِ مدینہ

یاد رکھنا ہمیں بھی دعائیں — رہروِ رہگذارِ مدینہ
مرکزِ عشق و توحید کعبہ — حسن کا گھر دیارِ مدینہ

عظمتِ ہر دو عالم سے بڑھ کر — عظمتِ تاجدارِ مدینہ
شیخ صاحب کو جنّت مبارک — اور ہمیں رہ گذارِ مدینہ

سرمۂ دیدۂ جان و دل ہے
فوقؔ گرد و غبارِ مدینہ

قتیل شفائی

شکستِ سطوتِ اصنام کی ضرورت ہے
ہر ایک دور کو اسلام کی ضرورت ہے
شبِ سیاہ سے لرزاں ہے کائناتِ خیال
اِسے چراغِ سرِ شام کی ضرورت ہے
بلالؓ بن گیا جس سے حبش کا ایک غلام
ہمارے دل کو اسی التزام کی ضرورت ہے
جہاں جہاں بھی انسانیت ہے خطرے میں
وہاں وہاں ترے پیغام کی ضرورت ہے
بشر کی اوک سے رس رس کے بہہ چلے ہیں
شرابِ عشق کو اک جام کی ضرورت ہے
جنھیں بتانِ سیاست کا پیار لے ڈوبا
اب اُن لبوں کو ترے نام کی ضرورت ہے
کریں گے ضابطۂ فقر کیسے ہم رائج
نظامِ زر کو اب آرام کی ضرورت ہے

قاضی اطہر مبارکپوری

سلام اس ذات پر جس کا لقب ہے فخرِ انسانی
سلام اس ذات پر آئی جو بنکر ظلِ سبحانی
سلام اس ذات پر جو باعثِ تکوینِ عالم ہے
سلام اس ذات پر جس کے سبب کونین کا دم ہے
سلام اس ذات پر جس کا تبسم رشحِ میخانہ
سلام اس ذات پر جس کی نگاہیں جام و پیمانہ
سلام اس ذات پر جس کی ادا صبحِ حنیفانہ
سلام اس ذات پر جس کی ادائیں شامِ بتخانہ
سلام اس ذات پر جس کی صباحت فخرِ کنعانی
سلام اس ذات پر جس کی ہیں زلفیں سلکِ نورانی

سلام اس ذات پر روئے جو امت کی خطاؤں پر
سلام اس ذات پر جس نے دعائیں دیں جفاؤں پر

سلام اس پر جو چمکا کفر کی کالی گھٹاؤں میں
سلام اس پر جو نغمہ بن گیا روحی فضاؤں میں
سلام اس پر جو اٹھا ہاتھ میں تیغِ دو دم لیکر
سلام اس پر جو آیا ساتھ بارانِ کرم لے کر
سلام اس پر جو جلوہ گر ہوا روشن جبیں ہو کر
سلام اس پر جو آیا رحمۃ اللعالمیں ہو کر
سلام اس پر جو سویا بھی تو حالِ قوم پر رو کر
سلام اس پر جو راتیں کاٹ دیتا خاک پر سو کر
سلام اس پر جو دیتا ہے فقیروں کو بھی دارائی
سلام اس پر جو دیتا ہے مریضوں کو مسیحائی

سلام اس پر جو ہے شمعِ ہدیٰ انوارِ سبحانی
سلام اس پر جو ہے تفسیرِ رحمت فیضِ ربانی

قادر صدیقی

مژدہ اے نوعِ بشر خیر البشرؐ کی روشنی
آمنہ کی گود میں پیغامبرؐ کی روشنی

جس کی ذاتِ پاک ہے روحِ کون و مکاں
جس کی بعثت کا عطیہ بحر و بر کی روشنی

جس کا ہر عزم و عمل حسنِ عمل کا آئینہ
جس کا ہر اذنِ نظر فکر و نظر کی روشنی

جس کی ایک اک بات ہے صدق و امانت کا بھرم
جس کا ایک اک نقشِ پا ہے راہبر کی روشنی

جس کے گیسو کی سیاہی اک شبِ عنبر نشاں
جس کے روئے پُرضیا سے ہر سحر کی روشنی

صورتِ زیبا سے جس کی جلوۂ ماہِ مبیں
جس لب و دنداں سے ہے لعل و گہر کی روشنی

جس کی اک کملی پہ رعبِ قیصر و کسریٰ نثار
جس کی ناداری پہ صدقے سیم و زر کی روشنی

جس کی تشریف آوری شکرِ سرِ عرشِ بریں
ماہ و انجم نے فدا کی عمر بھر کی روشنی

جس کے انوارِ یقیں سے کسبِ ایمان و یقیں
دیدۂ بینا میں ہے جس بدر کی روشنی

اللہ اللہ بندہ و معبود کا ربطِ عزیز
آئینہ میں آ گئی آئینہ گر کی روشنی

قادر اس ذاتِ گرامی پر بہر لمحہ سلام
جس کا ذکرِ پاک ہے قلب و نظر کی روشنی

قمر مرادآبادی

یہ بزمِ ماہ و انجم انساں کی رہ گزر ہے
جو آسماں سے گزرا ایسا بھی اک بشر ہے

ذاتِ نبیؐ کا صدقہ دنیائے بحر و بر ہے
مفہوم ہیں بہت سے اور بات مختصر ہے

اے رحمتوں کے بانی چشمِ کرم اِدھر بھی
یہ گردشِ زمانہ مدت سے میرے سر ہے

عکسِ رخِ نبیؐ سے ہیں دو جہاں منور
کچھ روشنی اِدھر ہے کچھ روشنی اُدھر ہے

اللہ رے چشمِ رحمت یوں چشمِ لطف اٹھی
ہر ایک نے یہ سمجھا میری طرف نظر ہے

بیتاب ہو رہے ہیں سجدے قدم قدم پر
اے بیخودی بتانا یہ کس کی رہ گزر ہے

اظہارِ مدعا بھی توہین ہے کرم کی
جو کچھ میں چاہتا ہوں اس کی انہیں خبر ہے

طیبہ کے راستوں میں تنہائیوں کا غم کیا
جب رحمتِ الٰہی خود میری ہم سفر ہے

اے رحمتِ دو عالم کچھ اس طرف توجہ
دکھے بیٹھا قمر بھی محتاجِ یک نظر ہے

کلیم احمد آبادی

نورِ خدا ہو نورِ منوّر تمہیں تو ہو
ہاں ہاں خدا کے نور کا مظہر تمہیں تو ہو

وہ کون ہے جو بات کرے پیشِ ذوالجلال
پیغمبروں میں شافعِ محشر تمہیں تو ہو

ہم کو ہے ناز جس کے کرم پر وہ آپ ہیں
ہم عاصیوں کے مونس و رہبر تمہیں تو ہو

ابرِ کرم تمہارے کرم کا ظہور ہے
دریائے جود و فیض کے گوہر تمہیں تو ہو

اللہ اور اُس کی سبھی کائنات نے
دل دے دیا ہے جس کو وہ دلبر تمہیں تو ہو

رحمت کنیز جس کی ہے وہ آپ ہی تو ہیں
جنت فدا ہے جس کے قدم پر تمہیں تو ہو

تم سا دلیر کون ہے میدانِ حشر میں
ہم عاصیوں کی فوج کے افسر تمہیں تو ہو

تم بھی کریم اور خدا بھی کریم ہے
ان دو کرم کے معنیٰ و مظہر تمہیں تو ہو

وہ نازنیں کہ جس پہ خدا خود ہے شیفتہ
وہ دلبری کہ دلبرِ داور تمہیں تو ہو

اب کس کے پاس جائے کلیم آپ ہی بتاؤ
مختارِ کل ہو مالکِ کوثر تمہیں تو ہو

کیفؔ ٹونکی

آمدِ سیدِ عالم ہے یہاں آج کی رات
بے شک آنے کو ہیں سلطانِ جہاں آج کی رات
جلوہ گر ہونے کو ہیں شہِ کون و مکاں آج کی رات

نورِ حق ہوتا ہے پردے سے عیاں آج کی رات
جن کی آمد کا رسولوں میں ازل سے غُل تھا
آؤ لوگو کہ وہ آتے ہیں یہاں آج کی رات
جن پہ موقوف تھا حق گوئی کا ظاہر ہونا
بنکے آتے ہیں وہ خالق کی زباں آج کی رات
سرِ حق ذات ہے جن کی وہ یہاں آئے ہیں
سب پہ کھل جائیں گے اسرارِ نہاں آج کی رات
دونوں عالم جو ہیں سرگرم درود اور سلام
کون آتا ہے؟ شہِ کون و مکاں آج کی رات
کیفؔ ہونے کو ہے اس رحمتِ عالم کا نزول
صاف گرنے کو ہے بخشش کا نشاں آج کی رات

کرشن بہاری نور لکھنوی

آتے ہیں نبیؐ جاتے ہیں نبیؐ بستر پہ شکن پڑتی ہی نہیں
کٹ جاتی ہے جب معراج کی شب عالم میں سویرا ہوتا ہے

وہ نورِ خدا کا ٹکڑا تھا کس طرح بھلا ہوتا سایہ
مٹی سے بنایا جاتا ہے جس جسم میں سایہ ہوتا ہے

گلزارِ محمدؐ کیا کہنا، بازارِ مدینہ کیا کہنا
ایمان کے سکے چلتے ہیں فردوس کا سودا ہوتا ہے

یہ ربطِ نبوت اور وحدت ہر حال میں یکساں رہتا ہے
جھکتی ہے جبیں کعبہ کی طرف اور دل میں مدینہ ہوتا ہے

ہو جاتی ہے شب دنیا بھر میں لہراتے ہیں جب گیسوئے نبیؐ
جب پھوٹتی ہیں رُخ سے کرنیں عالم میں سویرا ہوتا ہے

ہر عیب سے دل گر پاک نہیں دیدارِ نبیؐ نا ممکن ہے
ہو جاتا ہے جب دل آئینہ آئینہ میں جلوہ ہوتا ہے

اک تجربۂ ذاتی ہے مرا، اب اس کو دعا کہیے کہ دوا
ہو یادِ نبیؐ کو کرتا ہے بیمار وہ اچھا ہوتا ہے

وہ نور کی نظریں ہوتی ہیں گنبد سے جو ٹکرا جاتی ہیں
بل جاتا ہے جو چوکھٹ سے تری وہ نور کا سجدہ ہوتا ہے

کوثر جائسی

عالمِ یقیں کا شہر گماں سے نکل کے دیکھ
جنت جو دیکھنا ہے مدینے میں چل کے دیکھ

مشکل نہیں جو گنبدِ خضریٰ ہو روبرو
اک روز جذبِ شوق کے سانچے میں ڈھل کے دیکھ

ممکن ہے کھینچ لے کوئی موجِ کرم تجھے
اے اشک آج میری مژہ پر مچل کے دیکھ

تیری نگاہِ شوق پہ الزام آ نہ جائے
یہ جلوہ گاہِ مصطفوی ہے سنبھل کے دیکھ

یکتائیِ رسولؐ میں شک ہو تجھے اگر
اپنی نظر کو میری نظر سے بدل کے دیکھ

رعنائیاں ہیں کتنی رسالت کے فیض سے
آئینۂ خیال میں تیور غزل کے دیکھ

ملتی ہے سوزِ عشقِ نبیؐ میں حیات اگر
کچھ روز مثلِ شمع جدائی میں جل کے دیکھ

گوہر دہلوی

ہو سلام آپ پہ اے عرش تک جانے والے
جلوۂ نورِ خدا دیکھ کے آنے والے

خلق پہ دولتِ کونین لٹانے والے
ختم و آغازِ نبوت کے خزانے والے

خسروِ عرشِ علیٰ سرورِ ذی جاہ سلام

اُمِّ ہانیؓ کے مکاں میں شہِ والا تھے مکیں
لائے پیغامِ خدا عرش سے جبریلِ امیںؑ

چمکا رخ سے بارشِ انوار ہوئی تا بہ زمیں
سعیِ جبریلؑ سے بیدار ہوئے سرورِ دیںؐ

خسروِ عرشِ علیٰ سرورِ ذی جاہ سلام

خلد سے روحِ امینؑ لائے سواری کو براق
قلب پر نور تھا اس وقت غمِ اُمت شاق

آ کے مسجدِ اقصیٰ میں نبیؐ تھے مشتاق
عازمِ عرش یہاں سے ہوئے شاہِ آفاق

خسروِ عرشِ علیٰ سرورِ ذی جاہ سلام

عرش تک جلوہ گہِ قدس سے جانے کیلئے
صوتِ جبریلؑ پہ فوراً درِ افلاک کھلے

خیر مقدم کو پیمبر درِ گردوں پہ ملے
دونوں جانب سے سلاموں کے ادا لفظ ہوئے

خسروِ عرشِ علیٰ سرورِ ذی جاہ سلام

رک گئے منزلِ سدرہ پہ جنابِ جبریلؑ
ہو گئی ختم براقِ نبوی کی تعجیل

عرض جبریلؑ نے کی شہ سے بتغیرِ دل
لو سلام اپنے فدائی کا اے ابنِ خلیلؑ

خسروِ عرشِ علیٰ سرورِ ذی جاہ سلام

محوی صدیقی لکھنوی

سناؤں ہم نفس آ تجھ کو افسانہ محمدؐ کا
کہ میں ہوں روزِ اول ہی سے دیوانہ محمدؐ کا

زمیں مسند، مگر پروا نہ تھی کسریٰ و قیصر کی
تعالی اللہ یہ تھا فقرِ شاہانہ محمدؐ کا

یہاں کی سرخوشی پر طور کی بیہوشیاں صدقے
یہ میخانہ ہے اے موسیٰؑ وہ میخانہ محمدؐ کا

پلٹ دی جس نے کایا اک نظر میں بزمِ ہستی کی
کوئی اعجاز تھا یا عزمِ مردانہ محمدؐ کا

نظر آئے جو شمعِ روضۂ انوار آنکھوں کو
لپک کر دے وہیں پر جان پروانہ محمدؐ کا

نہ آنسو آنکھ کے تھمتے نہ گھٹتی ہے تڑپ دل کی
سُنا ہے جب سے ان کانوں نے افسانہ محمدؐ کا

قسم کھاتے ہیں اہلِ ہوش جس کی عقل و حکمت کی
خدا شاہد وہ فرزانہ ہے دیوانہ محمدؐ کا

عرب کا ذرہ ذرہ آج تک سرشارِ وحدت ہے
کبھی گردش میں آیا تھا جو پیمانہ محمدؐ کا

الٰہی اپنی اس بے مائگی پر شرم آتی ہے
کہ جانِ زار بھی ہے کوئی نذرانہ محمدؐ کا

محبت خون روتی ہے تمنا تلملاتی ہے
تڑپتا ہے جدائی میں جو دیوانہ محمدؐ کا

پیئے دو گھونٹ جس نے اٹھ گئے کونین کے پردے
یہ کس صہبا سے تھا لبریز پیمانہ محمدؐ کا

کہاں ہیں تشنۂ عرفاں صلائے عام ہے محوی
ابھی تک بزم میں رقصاں ہے پیمانہ محمدؐ کا

ماہر القادری

جس کا مشتاق ہے خود عرشِ بریں آج کی رات
اُمِّ ہانیؓ کے وہ گھر میں ہیں مکیں آج کی رات

آنکھ میں عرضِ تمنا کی جھلک لب پہ درود
آئے اس شان سے جبریلِ امیںؑ آج کی رات

سارے نبیوں کے ہیں جھرمٹ میں نبیِ آخرؐ
قابلِ دید ہے اقصیٰ کی زمیں آج کی رات

نور کی گرد اڑاتا ہوا پہنچا جو بُراق
رہ گزر بن گئی تاروں کی جبیں آج کی رات

اک مقام آیا کہ جبریلؑ کا بھی ساتھ چھٹا
وہ ہیں اور سلسلۂ نورِ مبیں آج کی رات

صاحبِ آیۂ لولاک کی ہنچل سن کر
سجدۂ شکر میں ہے عرشِ بریں آج کی رات

عالمِ قدس کے اسرار کوئی کیا جانے
وہی وہ ہیں نہ زماں ہے نہ زمیں آج کی رات

قابَ قوسین تو ہے قرب کی پہلی منزل
بندہ اللہ سے اتنا ہے قریں آج کی رات

ایک ہی سطح پہ ہے مرتبۂ غیب و شہود
اٹھ گئے سارے حجاباتِ حسیں آج کی رات

ہوش و ادراک کی تکمیل ہوئی جاتی ہے
اپنی معراج پہ ہیں علم و یقیں آج کی رات

یہ فضا اور یہ معراج مگر اس پر بھی
اپنی اُمت کو نہ بھولے شہِ دیں آج کی رات

مسکرائے جو نبیؐ دیکھ کے جنت کی طرف
اور بھی ہو گئی فردوس حسیں آج کی رات

در کی زنجیر بھی جنبش میں ہے بستر بھی ہے گرم
رک گئی گردشِ افلاک و زمیں آج کی رات

او کبھی ہم کو فراموش نہ کرنے والے
روحِ ماہر بھی ہے موجود یہیں آج کی رات

ماؔنی جائسی مرا دل رہ نوردِ جادۂ مدحِ پیمبرؐ ہے
وہ منزل ڈھونڈتا ہے جو حدِ امکاں سے باہر ہے

کہوں کیوں کر کہ اوجِ آسماں بطحا کا ہمسر ہے
مدینہ سجدہ گاہِ آفتاب و ماہ و اختر ہے

جبینِ حق تصوّر میں تری کفشِ مطہر ہے
دماغِ شاعرِ معجز بیاں عرشِ بریں پر ہے

خوشا مستی کہ ہے کیفِ مسلسل زندگی میری
مے عشقِ نبیؐ ہے اور میرے دل کا ساغر ہے

کہاں امکاں تری توصیف سے عہدہ برآئی کا
ثنائے مختصر یہ ہے کہ تو ممدوحِ داور ہے

مسلسل اشک جاری ہیں غمِ عشقِ پیمبرؐ میں
یہ آنکھیں ہیں مری یا منظرِ تسنیم و کوثر ہے

کہاں کا وعدۂ فردا مری جنت ہے دنیا میں
رسولِ حقؐ کا روضہ، روضۂ رضواں سے بہتر ہے

تجھے اے اولِ مخلوق حادث کس طرح کہہ دوں
قدم تیرا ستہ کونین سرحدِ قدم پر ہے

نبیؐ کی مدح میں پھیلے ہوئی رطب اللسان قدرت
ہماری مدح اے ماؔنی مگر قندِ مکرر ہے

مسعود اختر جمال

جاں بلب سوزِ دروں سے ترا شیدائی ہے
اے مسیحائے زماں وقتِ مسیحائی ہے

اے رسولِ عربی فخرِ جہاں نازِ بشر
اے کہ نسبت سے تری عشق کی گیرائی ہے

از ازل تا بہ ابد سلسلۂ نور ترا
فرش تا عرش تری حکمت آرائی ہے

فرد آزاد ہے پابندِ جماعت ہو کر
رزم تا بزم یہی نکتۂ دانائی ہے

عہد تا لحد تری عمر کا لمحہ لمحہ
ہمہ ایثار ہمہ ذوقِ پذیرائی ہے

تیری ہر سانس میں ہے نکہتِ گلزارِ جناں
ہر نظر مرکزِ صد جلوۂ سینائی ہے

مر کے جینے کی ادا پا گئے اربابِ وفا
عمرِ جاوید ترا رازِ مسیحائی ہے

کھینچ کر وقت کی زنجیر دکھایا تو نے
روح صدیوں کی بس اک پل میں سمٹ آئی ہے

اک قدم تیرے لیے فاصلۂ کون و مکاں
ایک ہی جست میں طے گنبدِ مینائی ہے

بے پناہوں کو دیا تو نے پناہِ ایماں
بیکسوں نے ترے دامن میں اماں پائی ہے

ہمسرِ مہرِ درخشاں ہے جہاں ہر ذرہ
نقشِ پا سے ترے منزل وہ نظر آئی ہے

حریت عدل و مساوات کی بنیاد دو نئی
ہر نفس تو نے ہدایت یہی فرمائی ہے

المدد اے شہِ کونین و شہنشاہِ امم
ٹکڑے ٹکڑے مرا دامانِ شکیبائی ہے

زر پرستی کا فسوں فرقہ پرستی کا جنوں
نوعِ انساں کے لیے باعثِ رسوائی ہے

عقل ہے لرزہ بر اندام خدا خیر کرے
ہدفِ وہم ہے اسلام خدا خیر کرے

شلم بنارسی

لیے پھرتا ہوں دل میں اُلفتِ محبوبِ یزدانی
مری دنیا بھی نورانی مری عقبیٰ بھی نورانی

وہ چینی ہو کہ ہندی ہو وہ رومی ہو کہ یونانی
جلادی تو نے سب کی بزم میں اک شمعِ نورانی

کلام ایسا کہ ہر ہر لفظ ہے تفسیرِ قرآنی
زباں ایسی کہ سب پر کھل گئے اسرارِ پنہانی

عطا انسان کو تو نے کیا وہ حسنِ انسانی
کہ آقاؤں نے کی اپنے غلاموں کی شتربانی

اگر تیری نظر ہو جائے اے محبوبِ یزدانی
کریں طوفان کی موجیں بھی کشتی کی نگہبانی

لٹادی کس نے آ کر جلوۂ وحدت کی تابانی
قمر بر خندہ زن ہے اب گنہگاروں کی پیشانی

نیازو ناز کی شلم کوئی دیکھے گل افشانی
محبت آپ کی رکھی گئی ہے شرطِ ایمانی

مجید لاہوری

روشِ قرآں بوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کعبۂ ایماں کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سمٹے تو محراب حرم ہو اور پھیلے تو باب حرم ہے
حسن مجسم خم ابروئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سنیئے اب اک خواب کا قصہ میری تمناؤں نے دیکھا
دنیا ہے اور کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ختم ہوئی وہ خون کی ہولی جنگ کی بربادی بھی گئی
کھنچنے لگا دل سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

آگ کے شیطاں کانپ رہے ہیں خونی سائے ہار چکے ہیں
سب کا رخ سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

دنیا کی تعمیر کا نقشہ انساں کی توقیر کا نقشہ
جلوۂ حسن روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

انسانی دستور پہ بھاری شیطانی منشور پہ بھاری
نقش و نگارِ کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہونے لگا اسلام کا چرچا فطرت کے پیغام کا چرچا
دنیا پلٹی سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

امن کی راہ ہے جو راہی بھٹکے ہوئے تھے جان گئے ہیں
امن کی خو ہے خوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سرد ہوئی نمرود کی آتش ہونے لگی رحمت کی بارش
آج یہ فیضِ کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مایۂ صد تسکین جہاں ہے فرحتِ دل ہے راحتِ جاں ہے
خوشبوئے گیسوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

میر عثمان علی خاں

(سابق نظامِ دکن)

عرش پر خلق کا سراج ہے آج
واہ کیا خوب یہ معراج ہے آج

دیکھو شاہِ مدنیؐ کا جلوہ
سر پہ رحمت کا عجب تاج ہے آج

لیلتہ القدر جسے کہتے ہیں
مرحبا صلِّ علیٰ آج ہے آج

کس پیمبرؑ کو ملا یہ رتبہ
دونوں عالم میں ترا راج ہے آج

عرض کر یہ شہِ دیںؐ سے عثمانؔ
آپ کے ہاتھ مری لاج ہے آج

مخمورؔ سعیدی

اے زہے مرتبہ و شانِ رسولِ عربی ؐ
خود خدا بھی ہے ثنا خوانِ رسولِ عربی ؐ

دیکھ سکتی ہے نظر جلوۂ عرفانِ خدا
دل کو ہو جائے جو عرفانِ رسولِ عربی ؐ

دونوں عالم نے کیا کسبِ سعادت ان سے
دونوں عالم پہ ہے احسانِ رسولِ عربی ؐ

چھوڑ دے آرزوئے دولتِ دارین اے دل
تھام لے گوشۂ دامانِ رسولِ عربی ؐ

بندگی میں بھی وہ آزادیٔ انساں کے امیں
کس نے دیکھے ہیں غلامانِ رسولِ عربی ؐ

ان کے مرہونِ کرم ہم سے گنہ گار بھی ہیں
کس قدر عام ہے فیضانِ رسولِ عربی ؐ

کج کلاہی پہ سرافراز شہنشاہوں کی
مسکراتے ہیں گدایانِ رسولِ عربی ؐ

ہم کو خورشیدِ قیامت کا نہیں ڈر کوئی
ہم پہ ہے سایۂ دامانِ رسولِ عربی ؐ

وہی فرماتے تھے جو حکمِ خدا ہوتا تھا
حق کا فرمان ہے فرمانِ رسولِ عربی ؐ

دولتیں کون و مکاں کی ہیں انھیں کو تو نصیب
وہ جو ہیں بے سر و سامانِ رسولِ عربی ؐ

سر وہ ہے جس میں ہو سودائے محبت ان کا
دل وہ ہے جس میں ہیں ارمانِ رسولِ عربی ؐ

سادہ لفظوں میں ہے اظہارِ عقیدت مخمورؔ
کب مرے شعر ہیں شایانِ رسولِ عربی ؐ

مبین لکھنوی

آخری بزمِ جہاں میں دورِ جام آ ہی گیا
ساقئ کوثر کے ہاتھوں میں نظام آ ہی گیا

ذرہ ذرہ جگمگا اٹھا فضائے دہر کا
ماہِ عالمتاب جب بالائے بام آ ہی گیا

ذاتِ وحدت کو ہوا عینی شہادت کا خیال!
عرشِ اعظم سے نبوت کو پیام آ ہی گیا

قرب تھا قوسین سے بھی کم حریمِ ناز میں
ایک ایسا بھی شبِ اسریٰ مقام آ ہی گیا

فضلِ حق سے وہ مقامِ حمد پر فائز ہوئے
روزِ محشر حکم باصد اہتمام آ ہی گیا!

جس پہ واجب ہے صلوٰۃ اور جس پہ لازم ہے درود
جذبۂ بے اختیاری میں وہ نام آ ہی گیا

ہے یہ توفیقِ ازل یا جذبِ صادق اے مبین
رفتہ رفتہ دل میں ذوقِ احترام آ ہی گیا

محمد ثانی محسنؔ

کیا وہ جوہر فرد پیدا ہوا
سارے عالم میں پھیلی ہے اسکی ضیا
گنگنانے لگے ہیں یہ ارض و سما
آگیا جانِ کون و مکاں آگیا

یک زباں کہہ اٹھے رات دن صبح و شام
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

معجزہ جس کا ادنیٰ تھا شق القمر
جس کی آمد جہاں میں نسیم سحر
اُس کی آمد نہ ہوتی جہاں میں اگر
ٹھوکریں کھاتی انسانیت دربدر

لے کے آیا محبت کا دلکش پیام
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

وہ ہمارا نبیؐ خاتم المرسلیں
دونوں عالم ہوئے جس کے زیرِ نگیں
ذات ایسی ملے گی بتاؤ کہیں؟
جس پہ قرباں ہوئے آسمان و زمیں

زندگی بھر پلایا محبت کا جام
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

جن کی کوشش سے بادِ بہاری چلی
جس سے ہر شاخ گلشن کی پھولی پھلی
وہ ابوبکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ علیؓ
مہکی اسلام کی ان سے ہر ہر کلی

ان سبھوں کا نبیؐ ان سبھوں کا امام
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

فاطمہؓ پیاری بیٹی حسینؓ و حسنؓ
پارۂ دل جگر گوشہ جزوِ بدن
جن سے آراستہ ہے نبیؐ کا چمن
ہیں چمن کے گل و لالہ و نسترن

قابلِ رشک جس کے صحابہؓ کرام
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

مُنیرؔ بھوجپوری

توصیف ہو کیا خامۂ کوتاہ رقم سے
تکمیلِ ثنا جب نہ ہوئی لوح و قلم سے

بیدار ہوں جب روزِ جزا خوابِ عدم سے
محروم نہ رکھ سایۂ الطاف و کرم سے

عصیاں کے سوا کیا ہے مری فردِ عمل میں
اُمیدِ شفاعت ہے ترے حسن و کرم سے

نیچی ہیں سرِ حشر خجالت سے نگاہیں
اُمیدِ نوازش ہے شہنشاہِ اُمم سے

ٹھوکر میں تری تاج سرِ قیصر و کسریٰ
جمشید بھی لرزے میں ترے جاہ و حشم سے

اعجازِ تکلم نے کیا فتح بالآخر
وہ مصر کہ جو سر نہ ہوئے تیغِ دودم سے

منزل کے ہیں جلوے ترے نقشِ کفِ پا میں
جادہ ہے معیّن ترے آثارِ قدم سے

جو والہ و شیدا ہے شہنشاہِ زمنؐ کا
رضواں سے غرض اس کو نہ کچھ باغِ ارم سے

اب تابِ تبِ ہجر کہاں اے شہِ والاؐ
ثابت نہیں جب شیشۂ دل ضربِ الم سے

جلتا ہے سرِ شام سے فرقت میں تمہاری
دل میرا عبارت ہے چراغِ شبِ غم سے

پہنچوں جو مقدر سے منیرؔ ان کے میں در تک
حاصل ہو مفر کشمکشِ دیر و حرم سے

سعود حسن سعود
ھیم پوری

ترا فیض ہے فیضِ عام اللہ اللہ
کرم کو ہے تیرے دوام اللہ اللہ

ہے دل میں ترا احترام اللہ اللہ
درود اللہ اللہ سلام اللہ اللہ

کلیمؑ آپ لائے نہ تابِ تجلی
محمد ہوئے ہم کلام اللہ اللہ

ترے لب کا ہر لفظ قرآنِ ناطق
اور اسلام تیرا پیام اللہ اللہ

خدا جانتا ہے کہ معراج کی شب
ہوا عرش تیرا مقام اللہ اللہ

مسیحا صفت زندگی بخشتے ہیں
غلاموں کو تیرے غلام اللہ اللہ

یہ ادنیٰ کرشمہ تھا تیری نظر کا
کہ پختہ ہو یہ دینِ خام اللہ اللہ

وہی دل ہے آئینہ خانہ کہ جس میں
ہے وردِ زباں صبح و شام اللہ اللہ

صدا لیلِ اسریٰ یہ مسعود آئی
محمد ہوئے شادکام اللہ اللہ

نیاز فتح پوری

لفظِ مسلم کا کبھی مفہوم تھا بحرِ عمل
قوتِ عزم و ارادہ اس کی تھی ضرب المثل
نشرِ حق اک فعل تھا مستغنیٔ بانگِ دہل
جب ہوئے رے اسلام میں تحلیل یوں صدہا ملل

بات یہ تھی دیکھ کر عالم جسے حیران تھا
ورنہ یوں تو ابنِ عبداللہ بھی اک انسان تھا

کیوں عرب کی وادیاں لبریزِ جلوہ ہو گئیں
چوٹیاں فاراں کی کیونکر رشکِ سینا ہو گئیں
وہ عرب کی دہشتیں ویرانیاں کیا ہو گئیں
اس کی صحرا خیزیاں کیونکر چمن زا ہو گئیں

قوتِ مافوقِ فطرت کا یہ جلوہ تو نہ تھا
اک انساں تھا محمد، کچھ فرشتہ تو نہ تھا

وہ یتیم بے نوا تھا علم سے بیگانہ تھا
صاحبِ جاہِ سلیمانؑ و یدِ بیضا نہ تھا
اس کی آوازِ حزیں میں داؤدؑ کا نغمہ نہ تھا
کچھ زباں میں اس کی افسونِ دمِ عیسیٰؑ نہ تھا

بات میں اس کے فقط اک نسخۂ قرآن تھا
دل میں لیکن حوصلہ تھا عزم تھا ایمان تھا

نیّرِ داسلی

بخش دے مجھ کو خُمِ بادۂ ناب اے ساقی
کون لے گا ترے رندوں کا حساب اے ساقی

بھیک دینا ہو فقیرِ دیں کو ثواب اے ساقی
لا اُلٹ دے مرے کاسے میں شراب اے ساقی

نشۂ کیف کے میخانے لٹاتا آ جا
کہ ترا ساقیٔ کوثر سے خطاب اے ساقی

آ دکھا مصحفِ رخسار کی آیاتِ بہار
تا بکے گنبدِ خضرا میں حجاب اے ساقی

پھر اک انگشت سے مہتاب کے ٹکڑے کر دے
پھر اُٹھا زلف کا چہرے سے نقاب اے ساقی

تو اگر خاک کو چاہے تو بنا دے اکسیر
ہے ترے پاس وہ حکمت کی کتاب اے ساقی

صحفِ دینِ براہیم ہیں درخشندہ نقوش
رخِ روشن ہے ترا ان کا جواب اے ساقی

آ کے اک اک نے سنایا ترا افسانۂ حسن
ختم ہیں تجھ پہ ہوا عشق کا باب اے ساقی

قابِ قوسین کا غل فرش سے تا عرش ہوا
جھک گئی توسنِ گردوں کی رکاب اے ساقی

تو نہالانِ گلستاں پہ نہ آئی تھی بہار
تو نے بخشا گل و لالہ کو شباب اے ساقی

لوگ کرتے ہیں خمِ بادۂ رنگیں خالی!
میری مستی تری آنکھوں کی شراب اے ساقی

دلِ نازک ہے طوفانِ حوادث کی نگاہ
موج کے ہاتھ میں ہے جامِ حباب اے ساقی

اب وہ گل ہے نہ وہ گلشن نہ وہ رقصِ لبِ جو
ہر طرف خار ہیں اور دشت و سراب اے ساقی

میری نیندوں پہ جو چھایا تھا بادل کی طرح
آج آنکھوں سے گریزاں ہے وہ خواب اے ساقی

تیری رحمت کے سمندر میں جو طوفاں لے آئے
لے کے آیا ہوں میں وہ چشمِ پُر آب اے ساقی

منتظر چشمِ جہاں ہے کہ پھر اٹھے شاید
طرفِ کعبہ سے رحمت کا سحاب اے ساقی

نشورِ واحدی

ذکر اس کا ہے اور باچشمِ پُرنم — نازاں ہے جس پر تاریخِ آدم
ایقانِ مطلق ارشادِ محکم — نورِ مجسّم جانِ دو عالم

روحِ ہدایت احمدؐ بنامے
یثرب مقامے بطحا خرامے

گھبرا رہے جب ہستی کا تارا — طوفاں بکف ہے عالم ہی سارا
بے سود کشتی جھوٹا کنارا — نقشِ رسولؐ کا سب کو سہارا

کہنہ گلیمے تازہ پیامے
ذاتِ رفیعش حاصے بہ عامے

ہوتا نہیں گر فیضِ الستی — دنیا اجڑ کر شاید نہ بستی
ظلِّ نبیؐ ہے مستی و ہستی — جس نے مٹائی باطل پرستی

مہتاب دستے خورشید بامے
صبحش چہ صبحے شامش چہ شامے

شمعِ ہدایت ضو پا رہی ہے — تاریخِ ماضی دُہرا رہی ہے
بزمِ سیاست تھرا رہی ہے — کعبے کی جانب خلق آ رہی ہے

منزل بہ منزل گامے بہ گامے
عالم مسافر کعبہ مقامے

نفیسؔ لکھنوی

(قاری ودود الحق)

ترے نام سے ہے سکونِ دل ترا ذکر وجہِ قرار ہے
تری یاد ہر شبِ ہجر و بر مری زندگی کا مدار ہے

وہ حرم کی پاک جلالتیں وہ حریمِ قدس کی تابشیں
ہوئیں جب سے ان کی زیارتیں نہ سکون ہے نہ قرار ہے

وہ بقیعِ پاک کی رونقیں وہ قبا کی رنگیں مجلسیں
وہ حرم میں ان کی عنایتیں مری جان جن پہ نثار ہے

وہ نشاطِ کیفِ شبانہ وہ مجھے یاد ہے مجھے یاد ہے
جو وہاں ذرا سی پلائی تھی مجھے اب تک اس کا خمار ہے

وہ نظر میں قبہ نور ہے کچھ عجیب کیف و سرور ہے
یہاں نور ہے وہاں نور ہے یہاں قدم قدم پہ بہار ہے

کوئی مسکراتا ہے باادب کوئی رو رہا ہے بہ چشمِ تر
کوئی مست ہے کوئی دم بخود کسی لب پہ ان کی پکار ہے

اے نسیم سر کو جھکا کے چل ادب کی جا ہے ذرا سنبھل
جہاں عظمتیں ہیں جھکی ہوئی یہ انھیں کا پاک دیار ہے

جہاں سطوتیں ہیں خمیدہ سر جہاں قوتیں ہیں شکستہ پر
جہاں جبرئیلؑ ہیں دم بخود یہ مرے نبیؐ کا وقار ہے

وہ جو سو رہا ہے مدینے میں کوئی جا کے اس کو دے یہ خبر
ترے اک غلام حقیر کو نہ سکون ہے نہ قرار ہے

یہ نفیسِ عاجز و بے نوا ہے غمِ فراق میں مبتلا
اسے قربِ نور ہو پھر عطا کہ بہت ہی زار و نزار ہے

نوابؔ دہلوی

لکھے اوصافِ احمدؐ یہ قلم میں کس کے قدرت ہے ادا حقِ ثنا کردے زباں میں کیا یہ طاقت ہے

بڑی باتیں ہیں چھوٹا منہ کہوں کیا حقیقت ہے کلام اللہ سے پوچھو جو احمدؐ کی فضیلت ہے

اسی کے ساتھ وہ ہوگا جسے جس سے محبت ہے محمدؐ سے عقیدت ضامنِ گلزارِ جنت ہے

سلام اس پر کہ جس کی زندگی قرآنِ ناطق تھی درود اس پر کہ ہر نقشِ قدم جس کا ہدایت ہے

لقب اُمّی مگر جو کچھ زبانِ پاک سے نکلا ہدایت ہے خطابت ہے فصاحت ہے بلاغت ہے

وہ عبدِ خاص اے صلِّ علیٰ یہ شانِ محبوبی درود اس ذات پر جب تک ہو دہر عبادت ہے

رضا جوئی خدا کی ہے محمدؐ کی رضا جوئی محمدؐ کی اطاعت بھی خدا ہی کی اطاعت ہے

وہ دامن ہاتھ کیا آیا ملا پروانہ جنت کا کہ دامانِ محمدؐ ہی سے وابستہ شفاعت ہے

دمِ رحلت تہِ مرقد سرِ محشر لبِ کوثر کوئی کام آ نہیں سکتا محمدؐ کی ضرورت ہے

ضیائے نورِ احمدؐ تا قیامت جا نہیں سکتی وہی تاریخِ پیدائش ہے جو تاریخِ رحلت ہے

محبت سے بدل دی جس نے طینت تک دو عالم کی کوئی جھٹلا نہیں سکتا یہ تاریخی شہادت ہے

یہ امن و اماں نوابؔ اس خونخوار دنیا کو
محمدؐ نے دیا تھا جس کی اس کو ضرورت ہے

تنذیر بنارسی

تھے وہاں گامزن حق کے پیارے
اک فرشتہ جہاں پر نہ مارے
وہ جو غربت میں نئے دیں سہارے
خود مسافر کو منزل پکارے
بھیک دو آمنہ کے دلارے
اک بھکاری ہے دامن پسارے
اُن کے آنسو حسیں اور اتنے
جیسے عرشِ الٰہی کے تارے
مسکرانے میں کوثر کی موجیں
اور تبسم میں رحمت کے دھارے
سجدہ ریز ان کے قدموں پہ ساحل
ان سے طوفاں کنارے کنارے
ان کی کملی ہو یا ان کے گیسو
میری بخشش کے دونوں سہارے
ایسی کملی کہ عصیاں کو ڈھانکے
ایسا گیسو جو عقبےٰ سنوارے
وہ زبانی سنیں غیر ممکن
ہاں اگر کوئی دل سے پکارے
اے تنذیرؔ ان کی رحمت کے قرباں
جی رہا ہوں انھیں کے سہارے

نثار اٹاوی

افسانۂ عالم ہے بہ عنوانِ محمدؐ
ہیں ارض و سما تابعِ فرمانِ محمدؐ

یہ مدح سرائے درِ ایوانِ محمدؐ
ہے خاکِ کفِ پائے غلامانِ محمدؐ

اک رند ہوں منجملۂ رندانِ محمدؐ
مجھ کو بھی کوئی ساغرِ عرفانِ محمدؐ

خود خالقِ کونین ہے مشتاقِ ملاقات
دیکھیں تو ذرا اہلِ نظر شانِ محمدؐ

ہے مومنِ صادق کی فقیری بھی امیری
ہے چترِ شہی سایۂ دامانِ محمدؐ

اسلام سے دنیا کی معطر ہیں فضائیں
اللہ رے بہارِ چمنستانِ محمدؐ

قرباں تری ہستی پہ مئے کوثر و تسنیم
اے جرعہ کشِ بادۂ عرفانِ محمدؐ

ہو وردِ زباں نغمۂ پیغامِ شہِ لولاک
ہو غسل سرِ چشمۂ فیضانِ محمدؐ

توصیفِ نبیؐ اور نثار آپ بہت خوب
قرآنِ مبیں خود ہے ثنا خوانِ محمدؐ

ندرت کانپوری

مدینے کی زمیں بھی آسماں ہے
جو ذرہ ہے وہ مہرِ ضو فشاں ہے

خدا کے بعد ہے نامِ محمدؐ
محمدؐ بھی خدا کے درمیاں ہے

مدینے کا سفر اور اتنا آساں
نہ جانے کون میرِ کارواں ہے

تمنائے حضوری رکھنے والے
یہ مجبوری بھی شاید امتحاں ہے

زیارت گاہِ محبوبِؐ خدا میں
نظر بیتاب ہے دل شادماں ہے

فرشتے ہوں کہ انساں معترف ہیں
محمدؐ تاجدارِ دو جہاں ہے

دو عالم کی حقیقت دیکھتا ہوں
وہ رخ آئینۂ کون و مکاں ہے

مرا یہ حال ہے ہجرِ نبیؐ میں
نفس کی آمد و شد بھی گراں ہے

خوشا یہ محفلِ میلادِ حضرتؐ
کہ اس محفل میں ندرت نعت خواں ہے

نازشؔ
پرتاب گڈھی

بہارِ خلد نظر بن گیا دیارِ حبیبؐ
زہے جوارِ مدینہ، خوشا دیارِ حبیبؐ

ہوا ہے قبلۂ اہلِ وفا دیارِ حبیبؐ
تجھے ملا ہے بڑا مرتبہ دیارِ حبیبؐ

جھکا رکھا ہے ازل ہی سے آسمان نے سر
کہ اس زمیں کے مقدر میں تھا دیارِ حبیبؐ

یہ کس پہ ہو گئی قربان رحمتِ باری
یہ کون ہے جسے یاد آگیا دیارِ حبیبؐ

تمام مدح و ستائش کے لفظ گنگ ہوئے
زبانِ شوق نے جب کہہ دیا "دیارِ حبیبؐ"

اس اک نظر پہ نچھاور مری متاعِ حیات
جسے نصیب ہوا دیکھتا دیارِ حبیبؐ

بشر پہ لطفِ مسلسل کی شکل ہے ورنہ
کجا نگاہِ زمانہ کجا دیارِ حبیبؐ

بہارِ جنتِ رضواں بہت سہی لیکن
میں کیا کروں گا جو یاد آگیا دیارِ حبیبؐ

لکھا ہے قلب پہ نازشؔ حمیدؔ کا مصرعہ
"بسا ہوا ہے نگاہوں میں دیارِ حبیبؐ"

ناصرؔ کرنولی

قرآن کی تفسیر ہے گفتارِ محمدؐ
گفتار کا آئینہ ہے کردارِ محمدؐ

شاداب تھا شاداب ہے شاداب رہے گا
نادان یہ گلزار ہے گلزارِ محمدؐ

دم توڑ دیا گر کے بلالِؓ حبشی نے
حاصل نہ ہوا جب انھیں دیدارِ محمدؐ

لے چل مجھے اے جذبۂ بیتاب مدینہ
ہوتی ہے جہاں بارشِ انوارِ محمدؐ

مجھ پر نہ یقین آئے تو خود پوچھ لو اُن سے
اللہ کا دیدار ہے دیدارِ محمدؐ

ہو جائے گا خود امن داماں دہر میں حاضرؔ
عالم ہوا گر پیروِ کردارِ محمدؐ

نور تقی نور

دیارِ رسولِ انام آرہا ہے
مرا جذبۂ عشق کام آرہا ہے

نظر آرہی ہے زمینِ مدینہ
ستاروں سے اونچا مقام آرہا ہے

یہ کس جانِ رحمت کی ہے آمد آمد
زباں پر درود و سلام آرہا ہے

لیے آرہے ہیں وہ کالی کملیا
خطا پوشیوں کا مقام آرہا ہے

مرے لب خوشی سے ملے جارہے ہیں
زباں پر محمدؐ کا نام آرہا ہے

وہ غارِ حرا اور شانِ عبادت
سلام آرہا ہے، پیام آرہا ہے

مجھے دیکھ کر نورؔ کہتی ہے دنیا
وہ دیکھو نبیؐ کا غلام آرہا ہے

نظیر ناگپوری

ہوئے حاکم غلامانِ محمدؐ
خدا رکھے ہے یہ شانِ محمدؐ

مچی تاریکیوں میں ایک ہلچل
جلی جب شمعِ عرفانِ محمدؐ

خدا بھی ان سے کرتا ہے محبت
ہوئے ہیں جو محبانِ محمدؐ

دلِ مسلم کوئی ایسا نہ ہوگا
جو خالی ہو از ارمانِ محمدؐ

اٹھائے پردہ ہائے حق و باطل
زمانے پر ہے احسانِ محمدؐ

بڑی حسرت سے دنیا دیکھتی ہے
پھلا پھولا گلستانِ محمدؐ

نظیرؔ آسان ہوں گی مشکلیں سب
اگر تھا مو گے دامانِ محمدؐ

وحید رائے بریلوی

آمدِ سیدِ عالم سے بشر جھوم اٹھے
اہلِ دل جھوم اٹھے اہلِ نظر جھوم اٹھے

چاندنی رات کی خاموش فضا پچھلا پہر
سبز گنبد کا وہ جلوہ کہ نظر جھوم اٹھے

گھر سے آجائے اگر باغِ خلیلی میں بہار
وہ مسرت ہو کہ اللہ کا گھر جھوم اٹھے

بندگی کی مری معراج ہو طیبہ جا کر
تیری چوکھٹ جو میسر ہو تو سر جھوم اٹھے

عام تھا ساقیِ کوثر کا یہ فیضانِ کرم
پی نہ تھی اہلِ محبت نے مگر جھوم اٹھے

آپ کر دیں جو اک انگلی کا اشارا شاہا
چاندنی رات میں شق ہو کے قمر جھوم اٹھے

تذکرہ رحمتِ عالم کا کرو اہلِ جہاں
کیا عجب قسمتِ جمہور اگر جھوم اٹھے

پڑ گئیں ساقیِ کوثر کی نگاہیں جس دم
نشۂ بادۂ وحدت سے عمر رض جھوم اٹھے

دور سے جب نظر آیا ہے کلس گنبد کا
راہبر جھوم اٹھے اہلِ سفر جھوم اٹھے

کوئی سرکار میں آیا ہے غلامی کرنے
دیکھ کے آج کسے فخرِ بشر جھوم اٹھے

تھام کر روضۂ اقدس کی سنہری جالی
میرے ہونٹوں پہ دعا بن کے اثر جھوم اٹھے

قابَ قوسین سے تشریف جو لائیں سرکار
امِ ہانی رض کا مہکتا ہوا گھر جھوم اٹھے

حاضری ہو درِ اقدس پہ جو قسمت سے وحید
سونی سونی سی مری شام و سحر جھوم اٹھے

وشنو کمار
شوق لکھنوی

لڑاتا ہے نظر سورج سے ہر ذرہ مدینے کا
رسول اللہ سے اتنا بڑھا رتبہ مدینے کا

جو محبوبِ خدا ہے کیف اس کا کارفرما ہے
انوکھا کیوں نہ ہو عالم سے مے خانہ مدینے کا

جہاں کا گوشہ گوشہ نورِ حق سے ہو گیا روشن
دکھاتا ہے کچھ ایسے جلوے آئینہ مدینے کا

میسر مجھ کو بھی قسمت سے ہو توفیقِ مے نوشی
بھرا ہے نور کی صہبا سے پیمانہ مدینے کا

نہیں پوشیدہ ہے اس سے کوئی بھی راز قدرت کا
بہت ہشیار ہے عالم میں دیوانہ مدینے کا

اگر جاں بھی نکل جائے مری طیبہ کی راہوں میں
تو سمجھوں گا بہت سستا ہوا سودا مدینے کا

ابھی تو خواب ہی دیکھا ہے اب تعبیر دیکھوں گا
نگاہوں میں لیے پھرتا ہوں میں نقشہ مدینے کا

بس اب تو شوق دل میں اک یہی ارمان باقی ہے
کسی صورت پہنچ کر دیکھ لوں روضہ مدینے کا

وفا صدیقی

ظلمت کدۂ دہر اُجالوں سے سجایا
ہر ذرّہ کو صد رشکِ خورشید بنایا

آزاد کیا جبر و تشدد کے قفس سے
انسان کو انساں کی غلامی سے چھڑایا

بھٹکی ہوئی دنیا کو دیا درسِ اُخوت
پیغام زمانے کو محبت کا سُنایا

رکھا نہ کوئی فرق شہنشاہ و گدا میں
سرِ ظلم کا انصاف کے قدموں پہ جھکایا

بیواؤں، یتیموں کو دیا جس نے سہارا
ناداروں کو مجبوروں کو سینے سے لگایا

ایمان کی ضو سے کیا سینوں کو منوّر
توحید کی خوشبو سے دماغوں کو بسایا

ہے فخر وفا مجھ کو میں امت میں ہوں اسکی
وہ جس نے لقب "سرورِ کونین" کا پایا

واحد پریمی

کیا سبق دیتا ہے قرآنِ رسولؐ
بھول بیٹھے ہیں غلامانِ رسولؐ

تاجدارِ انبیا ہیں شاہِ دیں
کیا بیاں پھر ہو سکے شانِ رسولؐ

ساری دنیا کو دیا درسِ خلوص
ساری دنیا پر ہے احسانِ رسولؐ

گمرہی کا ان کو کیونکر خوف ہو
تھام لیتے ہیں جو دامانِ رسولؐ

آج تک آنکھیں مری بے نور ہیں
کاش دیکھوں میں شبستانِ رسولؐ

روشنی لیتے ہیں جس سے مہر و ماہ
مرحبا روئے درخشانِ رسولؐ

اس کو کیا باغِ ارم مرغوب ہو
جس نے دیکھا ہے گلستانِ رسولؐ

دل میں ہے روزِ ازل سے جذبِ عشق
کیوں نہ ہو واحد ثنا خوانِ رسولؐ

والی آسی

محبوبِ ربِ ذو العلیٰ اہلاً و سہلاً مرحبا
یعنی محمد مصطفیٰؐ اہلاً و سہلاً مرحبا

ہر سمت جلوہ آپؐ کا ہر جا ہے چرچا آپؐ کا
اے مظہرِ نورِ خدا اہلاً و سہلاً مرحبا

چشمِ بصیرت ہو اگر جو حق نگر ہیں دیکھ لیں
سرِّ نہاں کو برملا اہلاً و سہلاً مرحبا

طوفاں میں بیڑے دی اماں آدمؑ کے بخشے سب گنہ
اے مستجابِ ہر دعا اہلاً و سہلاً مرحبا

در حقیقت آپؐ ہیں خضرِ طریقت آپؐ ہیں
دونوں جہاں کے رہنما اہلاً و سہلاً مرحبا

سچ پوچھو تو وابستہ ہے صرف آپؐ ہی کی ذات سے
دونوں جہاں کی ابتدا اہلاً و سہلاً مرحبا

چشمِ کرم چشمِ کرم ہے کون اے شاہِ زمنؐ
ٹوٹے دلوں کا آسرا اہلاً و سہلاً مرحبا

والیؔ کی ہے یہ التجا اے شاہِ دیں روزِ جزا
مستور ہو اُس کی خطا اہلاً و سہلاً مرحبا

ہری چند اختر

کس نے ذرّوں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں اس کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

شوکتِ مغرور کا کس شخص نے توڑا طلسم
منہدم کس نے الٰہی قصرِ کسریٰ کر دیا

کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِّ یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا آقا کر دیا

کہہ دیا لَا تَقْنَطُو اختر کسی نے کان میں
اور دل کو سربسر محوِ تمنّا کر دیا

سات پردوں میں چھپا بیٹھا تھا حُسنِ کائنات
اب کسی نے اس کو عالم آشکارا کر دیا

آدمیت کا غرض ساماں مہیّا کر دیا
اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

ہمدم ناگپوری

عقیدت کی کلیاں، محبت کے گجرے صداقت کے موتی چڑھائیں گے ہم بھی
نظر آتو جائے محمدؐ کا روضہ متاعِ دل و جاں لٹائیں گے ہم بھی
کبھی تو ملے گا رسائی کا موقع درِ پاک پہ جبہہ سائی کا موقع
سلامت رہے آستانِ محمدؐ کسی دن وہاں سر جھکائیں گے ہم بھی
ہمیں بھی دکھا دو مدینے کی گلیاں وہ سر سبز و خنک راستے خلد ساماں
کہاں تک یہ سوزِ غمِ زندگانی جہنم کو جنت بنائیں گے ہم بھی
جہاں ہیں فدایانِ محبوبِ داور ابوبکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و حیدرؓ
ہمیں بھی وہاں لے غمِ عشق لے چل فرشتوں کی دنیا میں جائیں گے ہم بھی
کبھی تو کھلیں گی مرادوں کی کلیاں کبھی تو منائیں گے جشنِ بہاراں
کبھی تو مقدر دکھائے گا وہ دن گلوں کی طرح مسکرائیں گے ہم بھی
محمدؐ کی سرکار میں جانے والو! درِ انبیاء دربار میں جانے والو
کسی دن تمہاری طرح اس فضا میں پہنچ کے مراد اپنی پائیں گے ہم بھی
سنا ہے بڑی ہی کٹھن ہے وہ منزل مگر ہچکچاتے نہیں صاحبِ دل
خدا ہم کو توفیق دے گا تو ہمدم قدم سوئے طیبہ اٹھائیں گے ہم بھی

یحییٰ اعظمی

سلام اس پر ہوئی جس کو منور بزمِ امکانی ... سلام اس پر رخِ اقدس تھا جس کا شمع نورانی

سلام اس پر لقب تھا رحمۃ للعالمین جس کا ... سلام اس پر کہ خود اک نام نامی تھا امیں جس کا

سلام اس پر یتیموں کا ہمیشہ جس نے غم کھایا ... سلام اس پر جو دل سوزی کی بن کر ہر غم کے کام آیا

سلام اس پر کہ خود "الفقر فخری" جس نے فرمایا ... سلام اس پر دلوں کو سوزِ حق سے جس نے گرمایا

سلام اس پر عدو پر بھی جس نے رفق و لطف فرمایا ... سلام اس پر عوض پتھر کے جس نے پھول برسائے

سلام اس پر جو بن کر رحمۃ للعالمین آیا ... سلام اس پر جو از سر تا قدم لطف آفریں آیا

سلام اس پر دلِ عالم پہ جس نے بادشاہی کی ... سلام اس پر بداندیشوں کی جس نے خیر خواہی کی

سلام اس پر لٹائے گنج ہائے سیم و زر جس نے ... سلام اس پر نہ کھایا سیر ہو کر عمر بھر جس نے

سلام اس پر فقیری میں تھی جس کی شانِ سلطانی ... سلام اس پر شتربانوں کو دی جس نے جہانبانی

سلام اس پر ملا پیغمبرِ اُمّی لقب جس کو ... سلام اس پر دیا خود وحی نے درسِ ادب جس کو

سلام اس پر خدا تھا صاحبِ عرشِ بریں جس کا ... سلام اس پر جمال افروز تھا روح الامیں جس کا

سلام اس پر رگِ فطرت کو بخشی زندگی جس نے ... سلام اس پر رخِ ہستی کو دی تابندگی جس نے

سلام اس پر کہ جس کی جلوہ گاہیں یثرب و بطحا ... سلام اس پر کہ جس کی خوابگہ ہے گنبدِ خضرا

سلام اس پر جوارِ پاک جس کا رشکِ سینا ہے
سلام اس پر دیارِ محترم جس کا مدینہ ہے

یونس خالدی اختر لکھنوی

مری طلب کے قدم وقفِ جستجوئے رسولؐ
ہے میری منزلِ مقصود سیرِ کوئے رسولؐ

دماغ و دل کا سکوں بخشنے مدینے سے
خدا کا شکر چلی آ رہی ہے بوئے رسولؐ

ہیں اب کسی کی تمنا کو دوں جگہ تو کہاں
بسی ہوئی ہے دلِ جہاں میں آرزوئے رسولؐ

غلط رسوم کی کڑیوں سے ہو گئے آزاد
اسیرِ سلسلۂ زلفِ مشک بوئے رسولؐ

ملے جو خیبر سے کوہِ طلا تو ٹھکرا دیں
ہر اک غنی سے دھنی ہی گدائے کوئے رسولؐ

نگاہِ کفر نے ایماں کی روشنی پائی
مگر نفاق نے دیکھا نہ حسنِ روئے رسولؐ

ہزار انجمِ رخشاں حضرِ اصحابہؓ پر
ہزار مہرِ درخشاں نثارِ روئے رسولؐ

نمازِ عشق کی تکمیل کے لئے اختر
نظر جھکائے ہوئے جا رہے ہیں سوئے رسولؐ

یوسف طرب پیلی بھیتی

فضائیں رقص کرتی ہیں نظارے مسکراتے ہیں
بہارِ نو لیے نورِ مبیں تشریف لاتے ہیں

بچھا دے راہ پر ان کی ادب سے اپنی آنکھوں کو
مبارک اے جبینِ شوق اب سرکار آتے ہیں

نگاہِ شوق کو کچھ ربط ہے حسنِ تصور سے
چمن زارِ مدینہ اس طرح ہم دیکھ آتے ہیں

نہ گھبراؤ گنہگارو یہ وہ میزانِ رحمت ہے
دُرِ نایاب سے اشکِ ندامت تولے جاتے ہیں

جو ہنگامِ سحر چھپتے نظر آتے ہیں عالم کو
وہ تارے قلزمِ انوار میں غوطے لگاتے ہیں

جنھیں ہوتا ہے قسمت سے زیارت کا شرف حاصل
خدا جانے مدینے سے وہ کیسے لوٹ آتے ہیں

طرب اچھا ہوا وقتِ سفر غم ان کا ہاتھ آیا
عدم کے جانے والے ورنہ خالی ہاتھ جاتے ہیں

یونس درد

مرحبا نقش و نگارِ مصطفیٰ
ہر طرف دیکھی بہارِ مصطفیٰ

مل گئی اس کو حیاتِ جاوداں
ہوگیا جو جاں نثارِ مصطفیٰ

بھول جاؤ زاہد و فردوس کو
جا کے دیکھو گر مزارِ مصطفیٰ

ہم نشیں کیا ذکر ہے کونین کا
ہے خدا بھی جاں نثارِ مصطفیٰ

یا خدا یہ آرزو ہے درد کی
جلد دکھلا دے دیارِ مصطفیٰ

اضافہ

ارمغان نعت

(پانچواں ایڈیشن)

متقدمین، متوسطین، متاخرین اور دورِ حاضر کے بعض اہم شعراء کی نعتیں جو اس سے پہلے والی اشاعتوں میں شامل ہونے سے رہ گئی تھیں وہ اس ایڈیشن میں بطور ضمیمہ شامل کی جا رہی ہیں۔

مرتبین

قائم چاند پوری

مقدور کسے نعتِ پیمبرؐ کے رقم کا
ہر دم ہے دمِ تیغ یہ یاں راہ قلم کا

گم گشت دو عالم سے ہو کیونکر وہ تسلی
زائر ہو جو کوئی ترے کوچے کے اِرم کا

گو خضر تھا منزل کو نہ مقصود کی پہنچا
جویا نہ ہوا یاں جو ترے نقشِ قدم کا

امکاں میں نہ تھا ممکن و واجب کو سمجھنا
مظہر جو نہ ہوتا تو حدوث اور قدم کا

ہے جرمِ نہ کردہ کی مری عفو خریدار
تا گرم ہے بازار تری بیع و سلم کا

کیا دور جو بخشش یہ کریں ناز جرائم
جس روز کہ شافع ہو تو اعمال اُمم کا

یا ختم رسلؐ گرچہ گنہ گار ہے قائم
پر اس کو بھروسہ ہی ترے فضل و کرم کا

اعظم الدولہ محمد میر خاں
سرور دہلوی

اے خداوند مرے عزّ و جل
ہے جو تیرا وہ نبیؐ مرسل
واضعِ شرع جنابِ اطہر
فخرِ کونین و شفیعِ محشر
نامِ نامی ہے محمدؐ جس کا
سب پہ احسان ہے بیحد جس کا
شان میں اس کی ہے نازل لٰیسیں
شق اشارے سے کیا ماہِ مبیں
منبعِ لطف ہے وہ کانِ کرم
وہی ہے مرجعِ اربابِ ہمم
ساقیِ کوثر و تسنیم ہے وہ
حق یہ ہے لائق تعظیم ہے وہ
تجھ پہ اے تابعِ امرِ معبود
پہنچے ہر دم صلواۃ اور درود
آل و اصحابؓ ترے پاک سیر
میرے ہیں حشر میں حامی یکسر
پہونچے ہر لحظہ انھوں پر بھی سلام
ان سے اسلام کو رونق ہے تمام

خواجہ محمد وزیر لکھنوی

اللہ رے حسنِ رخِ نیکوئے محمدؐ
ہے چشمِ خداوندِ جہاں سوئے محمدؐ

نظروں میں شفاعت نے عمل تول لئے ہیں
پلّہ یہ ہے امّت کی ترازوئے محمدؐ

بخشش میں وہ مصروف وہ سرگرمِ شفاعت
اللہ سے ملتی ہوئی ہے خوئے محمدؐ

کرتی ہے گنہ خلق، خدا کچھ نہیں کہتا
واقف ہے کہ نازک ہے بہت خوئے محمدؐ

منشی امیر اللہ تسلیم لکھنوی

کونین کو بھولا ہے طلبگار محمدؐ
آزاد ہے ہر غم سے گنہ گار محمدؐ

دل کاش ہو آئینۂ رخسارِ محمدؐ
لوٹا کروں میں دولت دیدارِ محمدؐ

کیا پوچھتے ہو گرمیِ بازارِ محمدؐ
اللہ کو پاتا ہوں خریدارِ محمدؐ

کیا شب معراج تھی قدسی بھی فلک پر
صف باندھے کھڑے تھے پئے دیدارِ محمدؐ

بے وحی کے فرماتے نہ تھے آپؐ کوئی بات
اللہ کی گفتار تھی گفتارِ محمدؐ

پھرتا ہے مرے دیدۂ بیدار میں ہر شب
پتلی کی طرح سایۂ دیدارِ محمدؐ

کیونکر نہ کروں وردِ زباں نام مبارک
ہے قند مکرر مجھے تکرارِ محمدؐ

آتشکدے گبروں کے بجھاتی رہی کیا کیا
پانی کی طرح گرمیِ بازارِ محمدؐ

سیفی تھی زباں آپؐ کی دشمن کے مقابل
سُن سُن عدو کٹتے تھے گفتارِ محمدؐ

پہونچے شبِ اسریٰ میں کہاں آپؐ کہاں تک
کیا اوج پہ تھا طالع بیدارِ محمدؐ

حسرت ہے مرے دل کو الٰہی یہ کہ مدفن
تھوڑی سی جگہ دے پس دیوارِ محمدؐ

اللہ نے گھر اپنے بُلایا شبِ معراج
پاس اپنے بٹھا کر سُنی گفتارِ محمدؐ

کہتے تھے تہ چرخ جنھیں سب مہ و خورشید
دونوں ہیں یہ نقش سُمِ رہوارِ محمدؐ

اصحابؓ سے بہتر نہ ولی ہے نہ کوئی قطب
ہر ایک تھا گنجینۂ اسرارِ محمدؐ

پانی نہ دیا دشمنِ دیں نے تو ہوا کیا
بے آب بھی سرسبز ہے گلزارِ محمدؐ

کیا کام مجھے طوبیٰ و فردوس سے تسلیم
مِل جائے اگر سایۂ دیوارِ محمدؐ

باقر علی ہمسر لکھنوی

خدا نے عالم امکاں کا جب ظہور کیا
تو اپنے نور سے پیدا نبیؐ کا نور کیا

جب آئے باغ جہاں میں وہ دین کے سرور
تو تھوڑے عرصے میں آئینِ کفر دور کیا

خدا نے گو کہ شرف سارے خلق کو بخشا
مگر کبھی نہ مرے شاہ نے غرور کیا

ہوئی جو آمد حضرت ہوا عجیب سماں
خدا نے چار طرف عیش کا ظہور کیا

عجب لحاظ محمدؐ کا تھا شب معراج
خدا سے آپ نے جو کچھ کہا ضرور کیا

کرم سے آپ نے فوراً مجھے وہی بخشا
طلب جو آپ سے عاصی نے اے حضور کیا

بہت دنوں سے تڑپتا ہے ہند میں ہمسر
غم و الم نے ہے پامال اے حضور کیا

مصاحب علی خاں آنفر لکھنوی

رسول اللہ کی اُمت پہ شفقت ہو تو ایسی ہو
عنایت ہو تو ایسی ہو محبت ہو تو ایسی ہو

خدا نے اُمت عاصی کو مرحومہ لقب بخشا
جو اُمت ہو تو ایسی ہو شرافت ہو تو ایسی ہو

نمازِ شب میں اُن کے پائے نازک پھول جاتے تھے
جو طاعت ہو تو ایسی ہو عبادت ہو تو ایسی ہو

غلامانِ محمدؐ نے جِلائے سیکڑوں مُردے
جو ہمت ہو تو ایسی ہو کرامت ہو تو ایسی ہو

نبوت ختم ہے گی خود مرے حضرت پہ اے آنفر
نبوت ہو تو ایسی ہو رسالت ہو تو ایسی ہو

غریب سہارنپوری

جناب احمدؐ کو خوب رویانِ دہر میں انتخاب دیکھا
حسین دیکھے خدائی بھر کے مگر نہ ان کا جواب دیکھا

فروغِ روئے نبیؐ کے آگے چمک نہ پائی کسی کی ہم نے
کبھی قمر پر نگاہ ڈالی کبھی رُخِ آفتاب دیکھا

خدا کی یکتائی کہہ رہی جناب احمدؐ کی شان میں یوں
تمھارا ثانی کہیں نہ دیکھا کہیں نہ اپنا جواب دیکھا

کرم ہیں اُن کے عدد سے افزوں عنایتیں ہیں حدوں سے باہر
وہاں نہ کوئی شمار پایا وہاں نہ کوئی حساب دیکھا

فلک پہ جتنے ملک تھے حاضر جھکے ادب سے پئے سلامی
جناب روح الامیں کو جس دم حضورؐ کے ہم رکاب دیکھا

غریب جس نے قدم اُٹھایا خلاف راہ رسول اکرمؐ
اُسی کو آوارہ گرد پایا اُسی کو ہم نے خراب دیکھا

حاجی اوگھٹ شاہ وارثی

آباد جنوں میں کردوں صحرائے مدینہ
ہو جائے اگر الفتِ لیلائے مدینہ

یارب نہ لگے روضۂ رضواں میں مرا دل
گھبرا کے شب و روز کہوں ہائے مدینہ

پوچھیں گے نکیرین تو کہہ دوں گا یہ زاہد
ہے مالک و مولا مرا آقائے مدینہ

زاہد مجھے تا حشر خمار اُس کا رہے گا
پی آیا ہوں میں ساغرِ صہبائے مدینہ

اوگھٹ نہ رہے پھر مجھے کونین کی خواہش
قسمت سے جو مسکن مرا ہو جائے مدینہ

مولانا محمد برکت اللہ رضا فرنگی محلی

کیا کہیں آپ نے معراج کی شب کیا دیکھا
جو نہ دیکھا تھا کسی نے وہ تماشا دیکھا

آپ اور حشر کا میدانِ الٰہی توبہ!
عاصیو اپنے گناہوں کا نتیجا دیکھا

اللہ اللہ رُخِ روشن کے تصور کا اثر
میں نے ہر ذرّے کو رشکِ یدِ بیضا دیکھا

مجھ کو محرومیِ تقدیر پہ رونا آیا
زائروں کو جو ہم آغوشِ تمنا دیکھا

قابَ قوسین و دنیٰ شاہدِ قربِ حق ہیں
دیکھنا تھا جو سرِ عرشِ معلّیٰ دیکھا

جسمِ پاکِ نبوی خلق کیا بے سایہ
تیری صناعی کو او خالقِ یکتا دیکھا

یہ تمنا ہے جو تقدیر وہاں پہونچا دے
دم نکل جائے یہ کہکر ترا روضا دیکھا

یہ کہے گا ترے روضے پہ جو پہونچے گا رضا
ہو گیا خلد کے لائق سگِ دنیا دیکھا

مولانا حشمت علی خاں فائق بریلوی

مبارک ہو مبارک ہو شہِ ابرار آتے ہیں
حبیبِ کبریا کونین کے سردار آتے ہیں

درودوں کی سلاموں کی سجا کر ڈالیاں لاؤ
کہ اب حقّ اعلیٰ سے مالک و مختار آتے ہیں

وہ آتے ہیں کہ جن کے دید کی مشتاق تھیں آنکھیں
وہ آتے ہیں خدا کو جن پہ لاکھوں پیار آتے ہیں

کرے گا آسماں جن پر نچھاور چاند اور تارے
وہ دنیا کے دُلارے احمدِ مختار آتے ہیں

فقیرو بے نواؤ جھولیاں پھیلاؤ خوش ہو کر
کہ وہ ابرِ سخا ہر سمت گوہر بار آتے ہیں

مسلمانوں کو اس سے اور کیا بڑھ کر خوشی ہوگی
کہ مہماں اُن کے ہو کر سیدِ ابرار آتے ہیں

لٹا دو مال و زر اپنا خوشی میں اُن کے آنے کی
مسلمانوں تمہارے مونس و غمخوار آتے ہیں

مضطر خیر آبادی

یوں نظر آئے تری شان مدینے والے
دیدہ و دل رہیں حیران مدینے والے

غیر ممکن ہے بشر سے تری توصیفِ جمال
نعت میں ہے تری قرآن مدینے والے

تجھکو اللہ نے محبوب بنایا اپنا
تو خدا کا ہوا مہمان مدینے والے

"ہم تھا مدینہ رسیدی نہ رسد ، ہیچ نبی"
اللہ اللہ تری شان مدینے والے

رونقِ بزم تصور ہے تمھارا جلوا
کہ نگاہیں ہیں پریشان مدینے والے

لبِ جاں بخش تمھارے ہیں کہ آیاتِ شفا
مصحف رخ ہے کہ قرآن مدینے والے

اس کی جانب کبھی ہو اللہ ترحم کی نظر
تیرا مضطر ہے پریشان مدینے والے

مولانا سیّد محمد کچھوچھوی

مدینے کی زمیں بھی کیا زمیں معلوم ہوتی ہے
لئے آغوش میں عرشِ بریں معلوم ہوتی ہے

ترے جود و کرم کی ہر ادا ہیں یا رسول اللہ
نمود شانِ رب العالمیں معلوم ہوتی ہے

تعالی اللہ اے ارضِ مدینہ تیرا کیا کہنا
بلندی عرش کی زیرِ زمیں معلوم ہوتی ہے

سیہ کاران امت کے لئے زلفِ ان کی
سراسر رحمۃ اللعالمیں معلوم ہوتی ہے

خدا جانے کہ سر میں سودا ہے یا درد ہے دل میں
مگر اک چوٹ سی مجھ کو کہیں معلوم ہوتی ہے

نتیجہ یہ ہوا اس آستاں پر جبہ سائی کا
بجائے سنگِ در میری جبیں معلوم ہوتی ہے

نگاہِ یار کی تاثیر ہے سیّد بڑی المٹ
جہاں پر تھی کسک اب تک وہیں معلوم ہوتی ہے

مولانا قاری محمد طیبؒ دیوبندی

تو ہے وہ نقطۂ انوارِ فیضانِ خداوندی
کہ جس سے نور ساماں ہو فضائے بزمِ امکانی
بنے اگلے نبی تجھ سے ہوئے پچھلے ولی تجھ سے
ترے ہی فیض سے ارزاں ہوئی شاہوں کو سلطانی
مقاماتِ عروجِ روح تم سے ہیں نہ تم اُن سے
ہے سورج خود سے روشن اور شعاعیں اس سے نورانی
نبوت ہی نہیں ختم نبوت کے ہو تم حامل
ستارے انبیاء ہیں اور تم ہو مہرِ نورانی
زمینی طاقتوں کا منتہا ہے ایٹمی ذرّہ
خدائی طاقتوں کا منتہا ہے ذاتِ نورانی
کمالاتِ نبوت ختم ہیں ذات مقدس پر
نہ ہو ختم زمانی کیوں نہ پھر طغرائے پیشانی
براق برق پا تختِ رواں تھا ذاتِ اقدس کا
قدم کیا لیتا آ کر مسجد تختِ سلیمانی

مولانا عبد الماجد دریا آبادی

پڑھ صلّ علیٰ حق کے محبوب کی ہوں باتیں
رحمت کی گھٹائیں ہوں اور نور کی برساتیں
وعدے ہیں شفاعت کے تسکین کی ہیں باتیں
آقائے دو عالم کی دیکھو تو مداراتیں
غمخواریِ اُمت سے اک آن نہیں غافل
ظاہر میں تو پردہ ہے پردے میں ملاقاتیں
محشر میں اماں پائی صدقے میں درودوں کے
دشواری میں کام آئیں بھیجی ہوئی سوغاتیں
دارین کے کیا جلوے فردوس کے کیا نقشے
سب کا یہی دولھا ہے سب اُس کی ہیں براتیں
اک نام مبارک ہے اور ورد درودوں کا
سارا یہی توشہ ہے کُل ہیں یہی سوغاتیں
دیدار کی حسرت ہے اور نام کی رٹ ہر دم
اس شغل میں دن گزرے اس دُھن میں کٹیں راتیں
مجھ نامہ سیہ پر بھی رحمت کی نگہ ہو جائے
وابستہ نگاہوں سے ہیں لاکھوں کراماتیں

میکش اکبرآبادی

یہ جہاں بھی تو ہے اس کی آخری منزل بھی تو
بانیِ محفل بھی تو ہے خاتمِ محفل بھی تو

بوئے گل کا ہے تعلق برگِ گل سے جس طرح
میری دنیا سے الگ بھی تو ہے اور شامل بھی تو

تجھ سے ظاہر کی تجلی تجھ سے باطن کا ثبوت
شاہدِ محمل نشیں بھی ہے تو ہی محمل بھی تو

آسمانوں پر ترا جلوہ زمیں پر تیرا نور
پرتوِ معبود بھی تو بندۂ کامل بھی تو

تو نظر میں ہو تو طوفاں کیا ہے موجِ بحر کیا
نیرِ دریا میں بھی تو ہی ہے سرِ ساحل بھی تو

تو مآلِ عاشقی ہے تو کمالِ حسن ہے
شمعِ محفل بھی ہے تو پروانۂ محفل بھی تو

جس کی یزداں کو تمنا جس کی عالم کو تلاش
وہ شرودِ جاں بھی تو ہے وہ سکونِ دل بھی تو

یا محمد تیرا میکش تیری محفل تیرا جام
حاصلِ مستی بھی تو ہے مستیِ حاصل بھی تو

ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی

خودی کو اگر بے خودی ہو تو جانے
خدا کی حقیقت نبیؐ ہو تو جانے

ہے انسانیت کی رسائی کہاں تک
اگر آدمی آدمی ہو تو جانے

حقیقت ہے معراج سمجھے کوئی کیا
اگر خواب کبھی آگہی ہو تو جانے

محمدؐ کا درجہ محمدؐ کا رتبہ
عمرؓ ہو تو سمجھے علیؓ ہو تو جانے

محبت میں آتے ہیں پیغام کیا کیا
بشرطیکہ پیغمبری ہو تو جانے

ہر اک راستے میں بڑے پیچ و خم ہیں
طبیعت میں گر راستی ہو تو جانے

صنم خانۂ دل کو کعبہ بنانا
کوئی واقعی ہاشمی ہو تو جانے

قیوم منظر

تم کعبۂ دل تم قبلۂ جاں، میں اس سے سوا کیا عرض کروں
تم واقفِ رازِ دردِ نہاں، میں حال اپنا کیا عرض کروں
قائم ہی سہی یہ ارض و سما، لیکن ہے فضا میں زہر گھلا
دیتے ہیں گزرتے لمحے صدا، انسان مٹا کیا عرض کروں
ہر شے سے ہویدا ضعفِ یقیں ایماں کی کوئی صورت ہی نہیں
اب جسم ہے مطمحِ آن و ایں، کیا ظلم ہوا کیا عرض کروں
یہ عقل و گماں کا سرمایہ، سو ڈھنگ سے جس نے بہکایا
جب سے مرے حصے میں آیا، ہے حشر بپا کیا عرض کروں
یہ سلسلہ اب ٹھہرے گا کہاں، اُمت کو نہیں احساسِ زیاں
ہو چشمِ کرم کہ ہے تم پہ عیاں، انجام اس کا کیا عرض کروں
تم نورِ ہدیٰ ہو جہاں کے لئے، تریاق غمِ دوراں کے لئے
تم رحمت کون و مکاں کے لئے، ہم حرفِ خطا کیا عرض کروں
تم نوعِ بشر کے بڑے محسن، تم بن مری بخشش ناممکن
میں کاٹتا ہوں گن گن کے دن، محبوبِ خدا کیا عرض کروں
پھر زندہ ضمیرِ انساں ہو تابندہ جہانِ قرآں ہو!
اس عہد کی مشکل آساں ہو، میں تم پہ فدا کیا عرض کروں

ظفر اقبال

نقش تھا جا بجا محمدؐ کا
منظر ایسا کھلا محمدؐ کا

سخن سبز پھر ہوا ہے بلند
دشت پھر گونج اٹھا محمدؐ کا

اور ہی طرح سے ہے عکس انداز
آئینہ ہے جدا محمدؐ کا

موسموں پر فضا محمدؐ کی
خوشبوؤں میں خلا محمدؐ کا

دن ہے سنگ نشاں سفر کا اگر
رات ہے راستا محمدؐ کا

کچھ رگوں میں رواں لہو کی طرح
ہے کوئی خواب سا محمدؐ کا

دل میں اڑتا بکھرتا رہتا ہے
رنگ صبح و مسا محمدؐ کا

وارث اس کا نہ ہو سکا کوئی
تخت خالی رہا محمدؐ کا

کام بھی اس طرح کا کوئی ظفر
نام تو لے لیا محمدؐ کا

فناؔ نظامی کانپوری

رازِ تخلیق کون و مکاں آپ ہیں
خود ہی اس راز کے رازداں آپ ہیں

رہبرِ راہِ ہر کارواں آپ ہیں
کوئی منزل ہو منزل نشاں آپ ہیں

عشق اور حسن کی داستاں آپ ہیں
پردہ و جلوہ کے درمیاں آپ ہیں

چشمِ ظاہر پہ کیا رازِ باطن کھلیں
کچھ نہاں آپ ہیں کچھ عیاں آپ ہیں

پھول بھی مطمئن خار بھی مطمئن
اس قدر معتبر باغباں آپ ہیں

خلد و فردوس سے مجھ کو کیا واسطہ
مری جنت وہیں ہے جہاں آپ ہیں

مری جانب بھی ہو اک نگاہِ کرم
چارہ سازِ غمِ بیکساں آپ ہیں

آپ اور ذکرِ سرورِ جنابِ فناؔ
نعت گوئی کے لائق کہاں آپ ہیں

عرفان لکھنوی

تجلئ ایماں مدینے کے جلوے
ہیں تفسیر قرآں مدینے کے جلوے

منور منور مدینے کی گلیاں
درخشاں درخشاں مدینے کے جلوے

بھرے دامنِ دل میں گلہائے طیبہ
نگاہوں میں رقصاں مدینے کے جلوے

اندھیرا دلوں کا نہ ہو دور کیونکر
ہیں شمع فروزاں مدینے کے جلوے

چمن در چمن رنگ و بوئے محمدؐ
گلستاں گلستاں مدینے کے جلوے

حضوری میں اے کاش ہو جاؤں حاضر
میسر ہوں عرفان مدینے کے جلوے

ہمسر قادری

نبی کے قرب میں جینا نصیب ہو جائے
دعا یہ ہے کہ مدینا نصیب ہو جائے

بڑھے جو اپنا مقدر سوئے دیارِ حبیب
فرازِ عرش کا زینا نصیب ہو جائے

دیارِ پاک ہو ہم ہوں خدا کی رحمت ہو
اک ایسا حج کا مہینا نصیب ہو جائے

جھلک ہے جس کی فقط لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
ہے آرزو وہ نگینا نصیب ہو جائے

لباسِ زیست مہکنے لگے خدا کی قسم
اگر نبیؐ کا پسینا نصیب ہو جائے

کسی طرح تو ہو توفیقِ اُسوۂ حسنہ
کوئی تو ایسا قرینا نصیب ہو جائے

صحابہؓ جس کی ہوں پتوار نا خدا ہو رسولؐ
خدا کرے وہ سفینا نصیب ہو جائے

وہ جس میں جلوۂ حسنِ نبیؐ درخشاں ہے
وہ عشق سینہ بہ سینا نصیب ہو جائے

مئے الست سے گلزار نعت ہے ہمسر
حرم سے ساغر و مینا نصیب ہو جائے

کنور مہیندر سنگھ بیدی سحر

یہ سینہ اور یہ دل دوسرا معلوم ہوتا ہے!
کوئی پردوں میں دل کے آچھپا معلوم ہوتا ہے

دلِ دیوانہ ۔ یہ وقتِ دعا معلوم ہوتا ہے
حریمِ ناز کا پردہ اٹھا ۔ معلوم ہوتا ہے

مدینہ تک پہنچ جائے، پہنچ جائے تو مر جائے
یہی بیمارِ غم کا مدعا ۔ معلوم ہوتا ہے

کوئی منزل ہو، کوئی آستاں ہو، کوئی محفل ہو
وہ نورِ سرمدی ہی جا بجا معلوم ہوتا ہے

وفورِ دردِ احساساتِ افسردہ، بتاؤں کیا
مجھے محسوس کیا ہوتا ہے کیا معلوم ہوتا ہے

اجل آئے تو آئے، راحتوں کی ابتدا بن کر
مرض اب تا بحدِ انتہا معلوم ہوتا ہے

رسائی شمع تک کرتا ہے پروانہ شعاعوں سے
خدا کے نور سے یعنی خدا معلوم ہوتا ہے

سمٹ کر دو جہاں کی وسعتیں آئیں تخیل میں
تصور سرحدِ لولاک کا معلوم ہوتا ہے

سحر کے لب بافراطِ ادب بے تاب جنبش ہیں
سنو ۔ صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ معلوم ہوتا ہے

صادقؔ دہلوی

تمہارے رُخ کی تابانی کے صدقے
تجلّی کی فراوانی کے صدقے

جدھر دیکھو ہجومِ عاشقاں ہے
تمہارے حُسنِ لاثانی کے صدقے

تمہاری شانِ یکتائی کے قرباں
تمہاری ذاتِ لاثانی کے صدقے

خدارا پھر نقابِ رُخ اُٹھا دو
تمہاری شکلِ نورانی کے صدقے

گدائے بے نوا پر بھی کرم ہو
تمہاری شانِ سلطانی کے صدقے

ہمیں طوفانِ عصیاں سے نکالا
تمہاری اس نگہبانی کے صدقے

نہیں اب ہم کو ساحل کی تمنا
تمہارے غم کی طغیانی کے صدقے

ہے ایک اک شعر میں حسنِ عقیدت
ہیں صادقؔ کی غزلخوانی کے صدقے

ادیب مکن پوری

وجہ نظامِ کن فکاں حاصلِ کائنات ہے
باعثِ نازِ کبریا میرے نبیؐ کی ذات ہے

طیبہ کا منظر حسین زیبِ تصورات ہے
ذوقِ نگاہِ دیدہ ور عرقِ تجلیات ہے

آپ ہیں مخزنِ کمال آپکی ذات بےمثال
یوں تو بشر ہیں سب مگر آپکی اور بات ہے

ظلمت و نور پر انھیں بخشا خدا نے اختیار
دن کو کہیں تو دن ہے وہ رات کہیں تو رات ہے

جس نے مٹا کے رکھ دیا فرقِ بلند و پست کا
جنبشِ چشمِ مصطفیٰ حاصلِ معجزات ہے

ایسا وجود بے ثبات اُن سے وجودِ کائنات
اپنی حیات ہے عدم اُن کا عدم حیات ہے

کھیل نہیں ہے دیکھنا جلوۂ ذاتِ مصطفیٰ
ذوقِ نگاہ سے عیاں عجزِ مشاہدات ہے

حفیظ میرٹھی

میسّر ہو اگر ایمانِ کامل
کہاں کی اُلجھنیں کیسے مسائل
نہیں جن میں تمہارا عکسِ شامل
وہ نقشے ہیں مٹادینے کے قابل
ثبوتِ عظمتِ انسانیت ہیں
محمدؐ مصطفےٰ انسانِ کامل
تمہارا ہر قدم شمعِ ہدایت
تمہارا نقشِ پا تصویرِ منزل
ہزار آزادیوں سے لاکھ بہتر
تمہارے عشق کے طوق و سلاسل
تمہارے قولِ فیصل سے ہوئی ہے
نمایاں خیر و شر کی حدِّ فاصل
شکوں مجھ کو نہیں درکار آقا
بڑھا دیجئے مری بیتابیٔ دل
اجازت ہو تو شاہا پیش کردوں
مرے پہلو میں ہے ٹوٹا ہوا دل
حفیظ اس عشقِ احمدؐ کی بدولت
مجھے ہے دولتِ کونین حاصل

رؤف امروہوی

نہیں درد کوئی جہاں میں کہ درود جس کی دوا نہیں
یہ سُنا ہے در سے رسولؐ کے کوئی نا مُراد پھرا نہیں

وہ کریم ہیں وہ قسیم ہیں وہ رؤف ہیں وہ رحیم ہیں
مگر اُن کے سامنے اے صبا مرا ذکر تو نے کیا نہیں

گئے حق سے ملنے شہِ ہُدیٰ یہ ہوئی کمال کی انتہا
دیا حق نے اُن کو وہ مرتبہ جو کبھی کسی کو مِلا نہیں

اگر اُن کا جلوۂ دید ہے اُسی دن سمجھ لو کہ عید ہے
فقط اُن سے ملنے کی رات ہے شبِ قدر اس کے سوا نہیں

مرا حشر آپؐ کے ساتھ ہو مرا نشر آپؐ کے ساتھ ہو
بجز اس کے اور رؤف کی کوئی آرزو بخدا نہیں

کلیم عاجز

زخم کھائے ہوئے سرتابہ قدم آئے ہیں
ہانپتے کانپتے یا شاہِ اُمم آئے ہیں

گھر کے بازار میں سب اپنا بھرم لائے ہیں
شرم کہتے ہوئے آتی ہے کہ ہم آئے ہیں

گرچہ بے دست ہیں بیچارہ ہیں بے ساماں ہیں
پھر بھی سرکار میں خالی نہیں ہم آئے ہیں

لے کے ہم اُردن کے جوانانِ بنی ہاشم کا
حوصلہ آئے ہیں دم آئے ہیں خم آئے ہیں

لے کے ہم پیش کشِ خدمتِ عالی کے لئے
تحفۂ خونِ شہیدانِ حرم آئے ہیں

بیتِ مقدس سے غریب الوطنوں کا لے کر
جگرِ سوختہ و دیدۂ غم آئے ہیں

یہ غم ایسا ہے کہ پھر غم نہ کوئی یاد رہا
گرچہ ہر دور میں رنج آئے ہیں غم آئے ہیں

اک نگاہِ غلط انداز کے سائل بن کر
مجرمانِ اُمم اے شاہِ اُمم آئے ہیں

اب تو اس در سے نہ سر اٹھے گا انشاءاللہ
جان دے دیں گے یہی سوچ کے ہم آئے ہیں